بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسیمِ انفاسِ اخلاکیان ایسے چمن آرائی گلِ توحید [illegible] ہر کہ جسنے تختۂ خاک کو
لالہ رخانِ سبزہ رنگ سے دامانِ گلچین بنایا شمیمِ سنبلِ آہِ خاک [illegible] بہار پیرا کے
ریاحینِ تحمید سے نافہ در آغوش ہی کہ جسنے گلِ خورشید کو طرۂ دستارِ افلاک فرمایا
چمنستانِ سخن آبیاریِ نعت اوس سرچشمۂ ہدایت سے شاداب ہی کہ جسکے زلالِ اشارت
جنّاتٍ تجری من تحتہا الانہار نے تشنگانِ وادیِ ارادت [illegible] گلستان
[illegible] آب جوی منقبت اوس رنگ طرازِ نبوت سے [illegible] جسکے نخلِ تمنا کو باغبان
قدرت نے آبشارِ انا اعطیناک الکوثر سے آب دیا صدر [illegible] مسندِ قاب قوسین
او ادنی سرورِ عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثمرِ نورس شاخِ قلمِ گلفشانی درود
آلِ اطہار ہی کہ جنکے فیضِ قدم سے حدیقۂ خزان رسیدۂ عالم نے مرتبۂ صحنِ فردوس کا پایا برگِ بار
گلبنِ بیان ستایشِ صحابۂ کبار ہی کہ جنکے حسنِ تدبیر نے خیابانِ ہدایت کو خارِ ضلالت سے
پاک فرمایا آوارۂ کوچۂ ناکامی نامِ آور عالمِ گمنامی خارچین گلشنِ طبعِ سلیم شیخ امیر اللہ
تسلیم اربابِ سخن کی خدمت مین التماس آرا ہی چہرۂ شاہدِ مضمون نو سے نقاب کشا
ہی یعنی سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین شاعرِ رنگین بیان نکتہ ور رشک سحبان ہمپایۂ قدسی و کلیم

جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم ابن نواب آقا علیخان قاجار شاگرد جناب حکیم
محمد مومن خان اسکنہم اللہ فی فرادیس الجنان خطۂ پاک دہلی سے لکھنؤ مین تشریف فرما
ہوے غلغلۂ شیوا بیانی آوازۂ نکتہ دانی بلند ہوا اکثر صغار و کبار و امراے روزگار
فیضیاب تلمذ حضرت والا ہوے ہر طرف شاعری کی دہوم ہوئی معاملہ بندی کی حقیقت
معلوم ہوئی فصاحت نے سب کی زبان پر زہر کہایا بلاغت نے زمین شعر کو آسمان بنایا واقعی
چستی بندش مین کچھ کلام نہین زوائد کا کہین نام نہین با این ہمہ عدم والا کو کبھی ترتیب
دیوان کا خیال نہ آیا بسبب وارستہ مزاجی اور عالی ہمتی کے کچھ فراہم نہ فرمایا ہر پارہ جگر
صورت دل پریشان ہوگیا صفحۂ عالم سے مثل خیال باطل بے نشان ہوگیا کئی مثنویان
موزون فرمائین کوئی ناتمام رہی کسیکا پتا نہین ایک جلد الف لیلہ کی باقی رہی نظر ثانی
کی نوبت نہ آئی چھپ گئی آخر کو ۱۲۸۱ھ ہجری مین چہاردہم ماہ رمضان المبارک کو
دار فانی سے برخاستہ خاطر ہوے حریم حرم عالم جاودانی مین لبیک گویان حاضر ہوے
ہر ایک کی زبان پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آیا شعر و سخن کو خاک بر سر داغ بر دل پایا
اکثر شاگردون دوستون نے تاریخین وفات کی موزون فرمائین ذیل تحریر فرمائین بسمت
اندراج پائین الحال امیر اعظم رئیس معظم افسر ملک معانی فرمانفرمای کشور سخندانی جناب نواب
محمد تقی خان بہادر دام اقبالہ ابن نواب صادق علیخان بن نواب اصغر علیخان
ابن نواب محمد علیخان بہادر سالار جنگ زَادَ اللّٰہُ مَجْدَہُمْ نے کچھ کلام پرچہ پرچہ
جابجا سے فراہم کیا بکمال شوق و سعی نہایت ایک دیوان ترتیب دیا کہ استاد
مغفور کا بعد وفات کچھ یادگار رہے بے نشان ہو کر بھی چندی نشان برقرار رہے
مطبع مصطفائی مین چھپنے کی اجازت دی مصارف کی کفالت کی اللہ تعالی
ایسے رئیس باہمت اور شاگرد استاد پرست کو سعادت ازلی عطا فرمائی کونین مین
ترقی جاہ و دولت سے سرفراز و ممتاز رکھے آمین یا رب العالمین قطعات تاریخ وفات

از جناب عمید الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علیخان بهادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

میرزا آنکه بود کشور دهلی وطنش — صاحب علم و زباندان و خردمند و فهیم
رفت از دار فنا جانب فردوس برین — باد در مرتبهٔ قرب خداوند علیم
سال تاریخ وفاتش قلمم کرد رقم — شد بجوران ارم از چمن دهر نسیم ۱۲۸۲

از منشی آغا علی صاحب تخلص شمس شاگرد جناب قاضی محمد صادق خان اختر

نسیم دهلوی اصغر علیخان شاعر نامی — چو از دنیا روان شد جانب جنت بصد عزت
بتاریخ وفاتش گفت شمس این مصرع موزون — نسیم دهلوی جان نسیم گلشن جنت ۱۲۸۲

از نتائج طبع سید کاظم حسین صاحب تخلص تنویر شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

نسیم دهلوی عندلیب گلشن فکر — بباغ خلد روان شد چو شبنم سحری
چو بود شاعر رنگین کلام و رنگین طبع — پریده بلبل روحش شد از حیات بری
چو عام شد خبر مرگ او بگلشن دهر — ز بلبلان سخن شد خروش نوحه گری
سر بگاز زده تاریخ گفتم ای تنویر — نسیم شد بهوا داری ارم سفری ۱۲۸۲

از نتائج طبع نواب محمد تقی خانصاحب تخلص افسر شاگرد نسیم دهلوی

چو اصغر علیخان استاد کامل — سوی خلد رفتند زین دار فانی
دم فکر افسر پی سال رحلت — نوشتم ز ملک سخن شد معانی ۱۲۸۲

از نتائج طبع علی محمد خانصاحب تخلص ولی شاگرد نواب ظفریاب خانصاحب

چو اصغر علیخان سوی خلد شد — خزان دیده شد باغ شعر و سخن
ولی بهر سال وفات نسیم — بگو هاے استاد ملک سخن ۱۲۸۲

طبعزاد فدا علی صاحب عیش شاگرد جناب میر کلو صاحب عرش

رفت هی هی نسیم در جنت — بود استاد نکته دان شاعر
عیش بنوشت سال در معجم — مرد ای وای خوش بیان شاعر ۱۲۸۲

از نواب فضل علیخان بہادر عرف لاڈلے صاحب تخلص شوق ابن نواب ذکاءالدولہ بہادر

چو نسیم دہلوی یکتاے عصر — زین جہان رخت سفر بربست ہاے
سال رحلت شوق خستہ دل نوشت — اوستاد ما ز دنیا رفت واے ۱۲۸۲

از نتائج فکر میرزا مرتضیٰ بیگ عرف محبوب بیگ صاحب تخلص عاشق شاگرد نسیم دہلوی

شد جانب خلد اوستادم عاشق — شاہنشہ اقلیم معانی اے آہ
ہاتف تاریخ انتقالش فرمود — شاعر بے مثل بود انا للہ ۱۲۸۲

طبعزاد مولوی باسط علی صاحب تخلص شوکت شاگرد نسیم دہلوی

حیف نسیم دہلوی سوی جنان ہوے روان — صرصر مرگ سے ہوا خشک نہال شاعری
شوکت خستہ دل یہی سال وفات اب لکھو — آہ جہان سے اوٹھ گیا آج کمال شاعری ۱۲۸۲

طبعزاد لالہ خیراتی لال صاحب تخلص شگفتہ شاگرد نسیم دہلوی

مثل نکہت نسیم استاد — گلزار جہان سے چل بسے وای
لکھی تاریخ اے شگفتہ — استاد شفیق و مہربان ہای ۱۲۸۱

بلبل گلزار سخن شادی لال چمن شاگرد نسیم دہلوی

چون ز حکم خدای پاک نسیم — یافت ناگہ بباغ جنت جاے
از سر درد اے چمن بنویس — واے بی اوستاد گشتم واے ۱۲۸۲

از نتیجۂ طبع شیخ محمد حسین صاحب تخلص ملال شاگرد نسیم دہلوی

چون نسیم سخنور کامل — زین جہان الم فزا رفتہ
سال رحلت ملال محزون گفت — وای استاد من کجا رفتہ ۱۲۸۲

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب تخلص گوہر شاگرد نسیم دہلوی

آج دنیا سے نسیم دہلوی — لے گئے تشریف اید لہای ہای
یہ لکھی گوہر نے تاریخ وفات — شاعر بے مثل و کامل ہای ہای
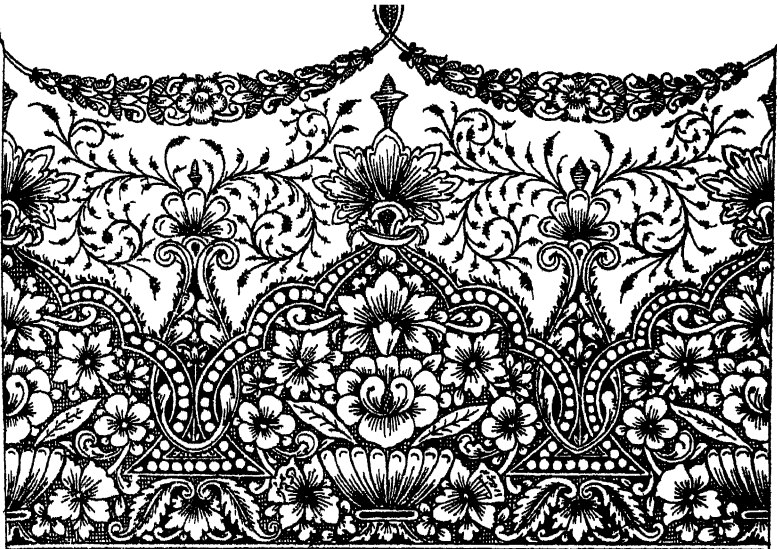
بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح حضرت ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علیشاہ خلد اللہ ملکہ

ہر سخن میں ہی مرا شاہد مضمون نہان — دائرہ مثل گریبان ہی تو کاغذ دامان

ربط لفظی نے نیا قاعدہ دکھلایا آج — دہن حرف سی پیوند ہی خامی کی زبان

نظر آتا ہی ورق ناصیۂ معشوق — ریزش کلک سے نقطون نے چنی کیا افشان

ہر کشش میں ہی ہلال خم ابرو پیدا — ختم و آغاز کی نوکین ہین بشکل مژگان

سرخ ہین تاب مضامین سے جو نقطے تھے سیاہ — شعلۂ فکر سے ایسا ہی قلم گل افشان

طبع کو طاعت مضمون نہو کیونکر حاصل — صاحب خانہ ہی پابند مزاج مہمان

کیون نہو غرق ندامت سخن ہر مہمل — جوشش فکر سے معنی کی اٹھی ہین طوفان

فہم حسّاد نہین رمز سے میری آگاہ — دہن زخم کو حاصل ہی کہان لطف زبان

اتحاد رکن و خبن سے لکھتا ہی قلم — فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان

صدر نے صورت اوجِ فلکی دکھلائے
حشو مثلِ کمرِ شاہد مطلب ہی نہان

چشمۂ مہر تجلی سے ہوا عین عروض
ابتدا نیّرِ اعظم کی طرح ہی تابان

ضرب سے نے قسمتِ مقصد سے وہ رتبہ پایا
کہ گہر ریز ہوے اہلِ سخن کے دامان

منقبض وافی و مالوف و صحیح و مجزو
سب مین ہین بندشِ تخییلِ معقد کے نشان

سات ہین بندشِ ابیات کی شکلین لاریب
نکتہ ور دلمین سمجھ لینگے اشارات نہان

منقسم ضرب تجھی ہی براے ترکیب
حرف سے لفظ بنی لفظ سی معنی ہون عیان

صورتِ شعر مین بتیس طرح کے ہین رنگ
علم استاد سے آگاہ نہین ہر نادان

چند اعداد افاعیل کو کہتی ہین عروض
انکی پڑھ لینے سے شاعر نہین ہوتا انسان

جہلا نے جو پڑھی کوئی کتاب اس فن کی
بنگئے بے خلشِ فکر وہ استادِ زمان

کہتے پھرتے ہین یہ کیا بحر ہی اور دائرہ کیا
دیکھو ہمنے بھی طبیعت سے نکالے اوزان

دیکھ سیفی کے رسالے کو بنے خود سیفی
ہین تو بی قاعدہ لیکن وہ ہوی قاعدہ دان

لفظ تجنیس نہ تخییق سمجھتے ہین کچھ
خرم اور خزم کی تحقیق مین اکثر حیران

صفت قافیہ مین ذکر اگر آجائے
پوچھین اقسام روی کے تو شتابت ہو نشان

ہو جو ترکیب اضافی کی ضرورت واقع
صورت آئنہ رہ جاتین سراپا حیران

پوچھے گر کوی تو ارشاد ہو یہ از رہ طعن
فارسی گو نہین اردو کہین ہم قاعدہ دان

کسی استاد کا دیوان اگر کوی پڑھی
ایک ہی بیت کی معنی نہ ادا ہون یکسان

کہتے ہین عرفی و فردوسی و خاقانے کو
جل گئی روح تک اونکی وہ کہی شعر تبان

صدقی اوپر جو نہین علم سخن سے آگاہ
خوش بہت ہوتے ہین کہیے اگر استاد زبان

ای خدا کیا ہوے استاد سخن فہم افسوس
کیسے نحوی بی اعمال سے دیکھے انسان

وہ عروضی نہین جو فعل فعولن جانے
پوچھے مجھسے تو بتاؤن تجھی کچھ اسکی نشان

پہلے تخییل کہ آغاز ہی اسپر موقوف
جسکو علامۂ طوسی نے کیا زیب بیان

اوسکے اقسام ہین تو حضرت عرفی نے لکھا
شک نہین اسمین کسیطرح سمجھ رکھ ایجان

شعر بھی تین ہین مضمونی و حالی کیفی
انکے اجماع سے ابیات مین آوی نقصان

پھر ہی میزان معانی کہ تلے ہر مضمون
بیت مطلب مین برابر نہو وی اسکے ہان

جب ملی اسسے فراغت تو بڑے جھگڑا اور
پاک ہون جملہ باہم سے زوائد پنہان

دیکھ ہی مفرد اصلی سے مرکب کیا کیا
تثنیہ جمع ہو ہر واحد ذاتی مین کہان

فائدہ کیا تجھے اس ہرزہ خیالی سے نسیم
بی تعلق صفت شعلہ رہے لال زبان

عاشق آل نبی تو ہی نہین شک ہرگز
جو خلاف اسکی سمجھتا ہو وہ خود ہی نادان

حرف ملفوظ شہادت کے لیے کافی ہین
دیکہ کسیر دمین ہوتا ہی عقیدہ کا بیان

غور الف بی مین جو کی پنجتن پاک ملے
ایک سے دو ہوا اور دو ہوی پانچ عیان

بدل کر کچہ در شہوار اگر رکھتا ہی
قدردانی یہ سے پہیلا ہی ہو مین دامان

قصد صادق مین اگر دیر کہ فرصت معلوم
حوصلہ دلسے نکلجائے بشکل ارمان

مطلع

ربط رکھتی ہی جو تخئیل مجسم سے زبان
نظر آتے ہین دم فکر ہزارون سامان

نو عروسی کی مزے جیسی بندش مین دیکھ
لفظ بھی میری مضامین کیطرح ہین نازان

فکر دوشیزہ سے مضمون نے سمیٹا دامن
صورت خامۂ قدرت ہی مری پاک زبان

لوٹ رکھتا نہین وہ امان نظر کے مانند
بی تعلق صفت روح بریدہ ہی بیان

ای قلم ناصیہ سا میری طرح ہو تو بھی
جای تسلیم ہی گردن کو جھکا جلد یہان

ای سخن وقت ادب ہی نہ نکلنا گستاخ
ای دہن چشمۂ خورشید مین پہونچی زبان

رحم ای چرخ ستم پیشہ ندی یون تکلیف
تا کجا صورت آئینہ رہون مین حیران

زلف جانان کیطرح روز پریشانی ہی
سر چڑھا کر سبھی مجھے پامال نکرو نادان

کمر یار نہین ہون جو کیا ہی معدوم
ندہن ہون کہ نظر سے مجھے رکھتا ہی نہان

دوست بیجا کوئی لحظہ کہ لکھون چند اشعار | دیر سی پیش نظر ہی مری مدح سلطان
آفتاب شرف افزای جلال و تمکین | جالغالم شہ گردون حشم و عرش مکان
ہر دہن بہر دعایون ہی کشادہ شب و روز | جسطرح دیدۂ عاشق بامید جانان
شوق پابوس مین ہر دل ہی ہیا تنک بیتاب | آگئی جسم بشر مین صفت برق طپان
شہرت لطف فی رفعت وہ ہوس کو بخشی | قدسیون کو ہی یہ حسرت نہ ہوی ہم انسان
ابر رحمت کیطرح ریزش پیہم ہر وقت | نیک و بد پہ ہی شب و روز برابر احسان
حوصلہ چیز ہی کیا وہم سے بخشش افزون | قفل ہو جاتے ہین اظہار طلب مین دندان
وہ سخی ابن سخی ہی کہ صلہ جب بخشا | شعرا کی در غلطان سی بہری درج دہان
ریزش سیم نے اختر کی چمک پیدا کی | ہمسر چرخ نظر مین ہی زمین کا دامان
کوئی شاکی نہین اس دور مین لیکن عسرت | کہ ہوی جود سی اوسکے کمر معشوقان
رنگ غم چہرۂ عاشق سی نہین ہم صحبت | رنج افلاس ہی تنگی سے حسینونکا دہان
کون ہنگام سخا اوسکی تہیدست رہا | مٹھی باندہی ہوی ہی گود مین طفل نادان
خبر جود نہ اس ہاتہ کی اوس ہاتہ کو ہو | جسطرح اپنی نظر آنکہ سے اپنی پنہان
لب و رخسار حسینون کے ہوے بے رونق | بوسہ زر مین ہین مصروف بہا تنک انسان
بارش سیم نے کی وقت سخا دہوپ سفید | چاند کا ہوتا ہی خورشید کی چہرہ یہ گمان
آگیا تہا وہ جو اک نقطہ تہ جود اوسکے | سر پہ اپنے اوسی زر لیکے ہوا ہی نازان
کون ایسا ہی جسے حق نمک سے ہی فراغ | جسم کیا حلقہ بگوشی مین ہین لاکہون دل و جان
جا بجا جوش کرم سے یہ زر اندوزی ہی | ریش زر اہدم شانہ ہوی مقیش افشان
اثر فیض یہ ہی طفل کے منہ مین جا کر | صورت سیم جا قطرۂ شیر پستان
اسقدر بخشش پیہم سے ہوا ہی شہرہ | منہ چھپانے لگا افسانۂ حسن خوبان
ابتو دیوانے بہی کہاتے ہین گہر کی چوٹین | رکہتی ہی در عوض سنگ کنار طفلان

عشق کی جا دل عشاق مین ہی استغنا
کام آتا نہین افسون نگاہ خوبان

جسطرف جائین ملاقات کو زر ہو حاصل
صورت طعنۂ معشوق ہی دولت لرزان

سپر چشمی کا یہ عالم ہی بائین بخشش و جود
ہر گھڑی ہی آنکھ ہی آئینۂ زانو نگران

وہ جری ہی کہ بہادر کے لیے نام اوسکا
باعث قوت دل ہو جب آسایش جان

غیظ آمیز جو کوئی نگہ گرم پڑے
آب ہو جائین بدن پر زرہ و خود گران

تیز دستی سے ہزارون صف اعدا اوٹھین
آئی پائے نہ دہن تک کبھی فریاد امان

وہ فراق ابدی ہو جو تہ تیغ آئے
حشر مین بھی نہ ملے روح کو جسم انسان

جسم سے پای فراغت تو رہی اوسمین قید
روح کو حلقۂ جوہر ہو کنار زندان

چین آجای جبین پر تو رہے تا دم مرگ
بید مجنون کیطرح قامت دشمن لرزان

بارش تیر عدو کے لیے زینت بخشے
چشم پر زخم کی ہو جای مژہ ہر پیکان

صورت برق نئے ثابت ہو کبھی سرعت تیغ
کیا کہی آئی تھی کدھر سے یہ کہان ہی پنہان

شوکتین چہرۂ روشن مین وہ دین خالق نے
حسن کے رعب سے خورشید منور لرزان

جلوۂ یوسف مصری ہی جبین کو حاصل
لکھنؤ پر ہمین ہوتا ہی گمان کنعان

ای نسیم جگر افگار نہو سمع خراش
لکھ کچھ اشعار دعا روکے لیے خامی کی زبان

ای خدا تا کہ رہین شمس و قمر مین انوار
ای خدا تا کہ رہے ہستی جن و انسان

عمر و اقبال ترقی مین رہین ہر لحظہ
بطفیل نبی و حضرت شاہ مردان

سایۂ پنجتن پاک سے راحت ہو نصیب
نہ رہی دل مین کسی طرحکا باقی ارمان

اقربا خویش جگر بند احبا باہم
صورت غنچہ و گل سب ہین شادان خندان

ایضاً

بہر ترتیب سخن دو حرف ہی ممکن کہان
لفظ کی ترکیب کو محتاج ہی حسن بیان

مسکلے سی بال کو بے نقطہ لکھتا ہی قلم
شرم عریانی سی لفظون مین معانی ہین نہان

جسم کاغذ دامن الفاظ سے چھپتا نہین ‏— ضعف کاتب سے قلم کی نوک مین جنبش کہان

تن ہی روحین آنکہ ہی نیند ہین کنارہ کش نہین ‏— قعر خالی دیکھکر ہین جسم فاقو نکی مکان

مفلسے سی فرقت محبوب سے رونق ہوے ‏— وقت رخصت اشک سے خالی ہی چشم عاشقان

وقت شب اوراق گلشن ہاتہ پہیلائی رہی ‏— اشتہا سے ہوگئی شبنم غذاے آسمان

جبر گردون سے کشید دولت اصلی جو کی ‏— شعلۂ خورشید تابان ہین نہین باقی دہوان

قالب مضمون ذہن ہین آگی ہوتی ہین خمیر ‏— بہوک کی ناطاقتی سے ہل نہین سکتی زبان

مجلسو نمین کوئی دامن تر نظر آتا نہین ‏— ابر ممسک ہی سحاب دیدہ ہر نوحہ خوان

بی خزان بہی خشک ہی ہر برگ شاخ نخل گل ‏— شرح کی قابل نہین احسان بخل آسمان

تابش حسن بتان ہین گرمیان باقی نہین ‏— سرد ہی سوز محبت دل نہین تپتا دہوان

فلک شاعر سے جو بدلی صورت دور زل ‏— ضرب آخر مین ہوا ہر فاعلاتن فاعلان

بس تسلیم خسرو ملک سخن جانے کور کو ‏— اور صورت پرد کہا اب حسن مضمون جوان

ربط ہفت اقسام بندش ورنہ تخئیل صاف ‏— تابشین دیتا ہی مثل مہر وقت امتحان

وزن میزان معانی مین ہین مصرع ہم جمال ‏— وقف ہی حسن سخن مانند جود قدردان

صدر مطلع رکن حشوی ابتدا ضرب عروض ‏— قید ہین میزان لفظی مین اگر ڈہونڈہو نشان

قالب ترکیب لفظی مین نہین دخل فضول ‏— ذہن مین آتا نہین معنی سے حرف رایگان

کیا کوئی سمجھے گا یہ رمز سخن کچہ اور ہے ‏— ہان وہی سمجھی تو سمجھے ہین ہین جسکا مدح خوان

حاسد و نافہم و جاہل سے نہین امید داد ‏— ذرۂ ناچیز کیا جانے کمال آسمان

لا در شہوار مضمون بدل کر جلد ای خیال ‏— تا کہین لبریز ہو آغوش گوش سامعان

لکہ دہ مطلع روشنی بخشے جو مثل آفتاب ‏— جلوہ گر ہو کثرت انوار مضمون سے جہان

مطلع

کسقدر مغرور کرتا ہی مرا فیض زبان ‏— خامہ بل کرنے لگا مثل مزاج نوجوان

گھورتی ہی زلف مضمون شکل افعی بار بار
پوچھتے ہی کون دیکھے گا مرا حسن نہان

فکر کہتی ہی خیال پاک دامن کی قسم
مس کرے مجکو تصور یہ مجال اوسکی کہان

شوق کہتا ہی معاذ اللہ مین وہ چیز ہون
پای ہر مغرور مین پہناؤن سب بیڑیان

خاطر نازک یہ کہتی ہی توقف چاہیے
وقت نظم مدح ہو جائیگا سب کا امتحان

مرحبا ای جوش صادق ہو کوئی دم آشنا
حبذا ای شوق تو بہر خدا ہو مہربان

مژدہ ای دل فیض استاد ازل ہی جوش پر
ہمت ای طبع علی ہی زمان امتحان

باش ای خامہ کہ حسن مدعا ہی جلوہ گر
صفحۂ قرطاس ہی آئینۂ روی بتان

شوخیان دکھلا رہی ہی فکر رنگین کی بہار
کثرت گلہای مضمون سے ہی سینہ بوستان

نوجوانان چمن استادہ ہین چالاک و چست
نغمہ زا ہین نالہای عندلیب خوش بیان

ابر ہی اٹھکھیلیون پر برق ہی بیتاب حال
چہچہے ہین طائران خوشنوا کی ہر زبان

ہی کہین لطف تبسم ہین کسی جا قہقہے
کوئی مینا در بغل کوئی سبو بر پاسبان

ہی زبان زاہد صد سالہ صرف الحذر
دیکھکر رندونکی باہم کیف مے مین مستیان

بسکہ ہی پیش نظر ہر دم یہ لطف دلفریب
کیا عجب بیساختہ منہ سے اگر نکلے فغان

خاطر نازک وفور شوق سے بیتاب ہی
کہتی ہی کچھ تو بھی کہہ یہ لطف صحبت پھر کہان

حسرتو لینے آج تو خالی کوی دم ہوگیا
کھول دی بند نقاب مدعی معنی و بیان

نطق کو رخصت عطا ہو مدح ظل اللہ کی
لے تمنا لفظ بنکر بوسہ کام و زبان

بھیک کر ٹپکے لب اظہار مطلب کے منگ
یون وہ کہائی جوش مضمون بارش ابر بیان

اعتبار آفرینش زینت تاج و نگین
یادگار خسروان وہ امجد علی شاہ جہان

دل بڑہی ہمت سے استقبال کو دلسے امید
جس طرف جسپاترہابان کی نظر آئین نشان

گر طواف آستان مین ہو توقف ایکدم
نکہت گل پر پڑین موج صبا کی قمچیان

بیضۂ فولاد سے نکلے صدای عندلیب
گلشن عارض کو ہوا عجاز کا گر امتحان

رعب شوکت سے گلستانین زبانین بند ہین
غنچہ سر بستہ کہ سکتا نہین ہے از نہان

قدرت حق نے یہ جسم ظاہری پیدا کیا
چشم عاشق بن گئین ہے عقل کی حیرانیان

گر حدیث جرأت سلطان عالم مین لکھون
محو کردون بہمن و دارا کی ساری داستان

جسم اعدا گر خلش دیکھی سنان تیر کی
ہر جراحت آفرین کیو اسطی کھولے دہان

راحت خواب اجل صمصام بخشے خصم کو
ہو ہر اک آغوش جوہر منزل آرام جان

ہے وہ عالی مرتبت جسکا عروج عز و جاہ
پوچھتا ہے چرخ ہفتم سے مزاج قدسیان

اس تمنا پر کہ شاید آج ہو حاصل قبول
روز اک صورت بدلتا ہے خیال آسمان

صدقی اس ہمت کے حال یکسان آن رانند
ہر دم افزایش مین ہے مانند شوق نوجوان

استقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکے شرم سے
پھینک دی ہے دامن سے الماس کو اک آسمان

قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے
صبحدم دیکھے اگر لطف بہار بوستان

روسیاہی کلفتونکی یک قلم جاتی رہی
دھو دیا ابر کرم نے دفتر رنج جہان

حکم سے ہے سینۂ صد چاک ہوتا ہے رفو
زخم بھر دیتی ہین شانون کے بھی گیسوے بتان

قصد شرح خلق والا ہے جو منظور مزاج
بوسہ گاہ خامہ ہین میرے سخن کی شوخیان

لطف پابوس اسقدر حاصل ہوا ہے عمر کو
جسم سے روحین بھی کر سکتی نہین نقل مکان

جھکتے جھکتے آرزوئین سر بدامن ہو گئین
بار احسان محبت سے سبکدوشی کہان

قدرت حق نے نہین پیدا کیا اوسکا شریک
جسطرح سے آہ عاشق ہے خدنگ بے کمان

مین بھی ہون امیدوار اے شاہ والا مرتبت
جوش ہمت کر اجازت دے تو کچھ ہو بیان

خواہش پابوس ہے ایسی کہ مثل روزگار
گو کہ ہون بیجا مگر گردش مین ہین شوق و گمان

کیون نہ صدقی ہون ہجوم آرزو کی ہر گھڑی
سامنے آنکھونکے ہے تصویر سلطان جہان

دید ہے چشم تصور سے جمال پاک کی
بک رہا ہون بیخودی مین صورت دیوانگان

تنگ آیا ہون نہایت خاطر مشتاق سے
ہر گھڑی کہتی ہے چل ہر وقت سمجھاتی ہے تمان

میں گدای بینوا ہون شاہ خاقان ہمن | چشم ظاہر سی جو دیکھون ایسی قسمت ہی کہان
دل میں رکھتا ہون جو تسلیم جدا کی آرزو | حرف بنجاتا ہی تنہا ہو کے ہر لفظ زبان
چاہتا ہون سرفرازی جلد ہو حاصل مجھے | تنگ ہی سامان فرصت اے شہنشاہ جہان
ای نسیم دہلوی بس لکھ کچہ اشعار دعا | تا دکھائی شکل انجام سخن حسن بیان
یا الٰہی فرش ہی جبتک زمین بالای آب | یا الٰہی بیستون جبتک ہی سقف آسمان
دوست شادان مدعی برہم رہین مانند زلف | نقش بند کاف و نون جامی ہی ہر زمان

قصیدہ مدح نواب شرف الدولہ مظفر الملک محمد ابراہیم خان بہادر مستقیم جنگ دام اقبالہ

کیون نہ گنجایش مضمون میں نظر آئی خلل | مختصر حسب بد تنگ ہی دامان ازل
فکر دوشیزہ سے ہون شاعر پاکیزہ مزاج | وہ زمین چاہیے مجکو جو نہو مستعمل
جز خدا اسکو مرا طول سخن ہے معلوم | قصۂ آخر کو نہین یہان ہے اوّل
گرمی عارض مضمون سے عرقریز ہے طبع | آتش شوق کے شعلونسے ہے سینہ منقل
قصد کے ہوتی ہین در پردہ جو کچہ ایما | ضبط اور نطق مین ہوتے ہی ہم دو بدل
آرزو کہتی ہے کیا آپ ہین زاہد خشک | کہ بڑی جودت خاطر مین ہزارون ہی خلل
طعنے دیتے ہے تمنا کہ مبارک باشد | ابتو واعظ سی زیادہ ہین جبین مین کچہ بل
حوصلے کہتے ہین اس بے ادبی سے گذرو | کہدو ناصح سے کہ جا بزم محبت سی نکل
لاجرم مرضی جناب مناسب سمجہا | طبع کو میل ہوا جانب تمہید غزل
استغنے مین آکے مضامین قصائد کی کہا | صورت وعدۂ دیروز گئے آج بدل
ناگہان خاطر افسردہ مین اک جوش آیا | کھول دی نشتر مضمون نے سخن کی اکحل
لے اوڑی باد صبا نکہت گیسوی خیال | آگئے سجدۂ تسلیم مین غنچون کے محل
جلوۂ نیر افکار فلک پر پہنچا | رات بھر چشم کواکب سی رہی دو بدل

کسقدر نالہ موزون کے ہوئے استقبال | ہر طرف خیل ملک آکے ہوئے دست و بغل

مدتون مین تصدق سے نبائی فرصت | ساکنان فلکی بہول گئے حسن عمل

طول آغاز سے انجام تہا آشفتہ مزاج | مختصر کی گئے تمہید کلام اوّل

ٹہیرا او خامہ کہ اب ہی دم تکلیف سخن | فکر صافی سے ہوا آئینۂ دل صیقل

شور ہی چار طرف فصل بہار آ پہونچی | جوش مستی مین ٹپکتی ہین امنڈ کر بادل

ناز کرتی ہوئی آتی ہین ہوائین ٹہنڈی | کہل رہے ہین دل مشتاق کے سینے جون کنول

عکس سبزے کا جو ہی چرخ کے آئینے مین | سبز ہین اطلس نیلی پہ خطوط جدول

گدگداتے ہین نگاہین اثر نرمی سے | آج کل سبزۂ نوخیز ہے خواب مخمل

کر چکا فیض ہوا نطق زبان مین تاثیر | کہتے ہین سبز قدم نحس کو ہنگام مثل

آجکل عالم ہستی سے جو ہوتا ہے سفر | خضر بنکر طلب روح کو آتی ہے اجل

اصل پر اپنی کسیکو بہی نہین استقلال | ق | آگیا عالم اسباب کے ہر شے مین خلل

بنگ ہو جاتی ہی ساغر مین انڈلتی ہی شراب | سبز ہو جاتی ہی مینا کی طرح سے بوتل

کثرت بے ادبی دیکہہ کے بہکا زاہد | آگیا جوش پہ سودای دماغ مختل

تنگ ظرفون کے ہوئے حوصلۂ دل فراخ | خود پرستی پہ ہے آمادہ مزاج اسفل

گرمی حسن تمنا سے یہ بہڑکے ہی آگ | دود دل دیدۂ اختر مین ہوا ہی کاجل

واہ کیا وقت طرب خیز ہے اللہ اللہ | کہ نہ بیرا کہین ہوتے ہی نہین فریاد اجل

ہین حکایات جگر سوز کے باہم چرچے | شغل واسوخت کسی جا کہین افسانۂ نل

کہدی اتنا کوی بلبل سے کہ ہان بسم اللہ | ہم قصیدے کے پڑہین شعر وہ ابیات غزل

مطلع

حفظ آداب مین آئی نہ کسی طرح خلل | دیکہہ او طبع رسا خوب سنبہل خوب سنبہل

شرف الدولہ ہے نواب فلک قدر ایسا | کہ نہین حیز امکان مین کوئی آج مثل

تھی جو حیوان وہ انسان ہوئی خدمت سے
فیض تعلیم سے قالب مین گئی روح بدل

وہ شکر ریزی لب ہر دہن شیرین مین
ہوگیا قصد کسی پہلے سخن تلخ عسل

خلق وہ خلق کہ انجام تصور سے زیادہ
کہیے اوسکو سبق حضرت استاد ازل

ادب آموز فلاطون ہین مضامین خیال
ہر کنائی مین ارسطو کو ہی تعلیم عمل

ہر سخن منہ سے نکلتا ہی کرامت ہو کر
کیون نہو قوت ادراک منجم مین خلل

گر نہ آمیزش تجویز سے باتین ترتیب
حشر تک دفتر اقلیم رہین سب مہمل

راست ہی کج ہو جو آداب حضوری پائے
چین جبینونسے نکل جای سر زلف سے بل

خواب راحت کی مزے دامن شمشیر مین ہین
مدعی کیلیے آغوش اجل ہی مقتل

ضربت تیغ جو ناگاہ صدا دی بیٹھے
قبر دشمن سے کہے آمرے آرام بغل

طول زخم تن اعدا یہ ندامت بخشی
دیدۂ سوزن جراح مین پیدا ہو سبل

روح دشمن کے ہو ہستی و عدم سے مردود
دو کشاکش مین رہی صورت اوتاد رمل

مختصر ہی دم ہمت جو ارادہ ہو جائے
طول محشر سے زیادہ ہو اگر طول امل

کور ہو دیدۂ ممسک جو کرم کو دیکھے
ریزش ہفت خزائن ہی نظر مین خرج دل

شاہد ہمت پیشین ہین ابھی تک موجود
سینۂ چرخ پہ ہی شمس و قمر کے ہیکل

بخشش چند نفس مین یہ ہون انبار بلند
جز زر و سیم نظر آئے نہ اطراف جبل

نگہ فیض رسان کچہ جو اشارہ کر دے
سبز ہو جائین تسلی کے ہزارون جنگل

تیز یان لا کہ کرے توسن مضمون لیکن
طی نہو وسعت میدان کرم کا اول

رخصت اے جوش کہ ہی اور طرف اوج خیال
بچھ گیا فکر معلی کا فلک پر دنگل

جی مین آیا کہ نئے طرح کا مطلع پڑھیے
جسمین ترکیب مضامین ہو بطرز مجمل

مطلع

کیا ملے روی جہانتاب کے شاعر کو مثل
ایک خورشید سو وہ پیش نظر ہی مشعل

تہ و بالا یہ کرے دبدبۂ شہرت حسن
نظر آجائین اگر مصحف رخ کے جلوے
طرۂ فرق سے مشک ختن شرمندہ
وہ اثر حق نے دیا صفحہ پیشانی مین
دی کمانسے کبھی نسبت کبھی سوچا مین ہلال
نظر آئے صف مژگان تو صفین ہون برہم
آنکھ اسباب تحیر ہے اوسے کیا کہیے
شمع بینی مین ہی ایسا اثر رکھتا ہے
دیکھ لے عارض تابان کے اگر کچھ جلوے
فاقہ کش ہے دہن گو بہت مدت سے
ہے دہن دولت شیرین سخنی سے لبریز
نام کیا صاف لکھون جس کا ادب کا ہی لحاظ
ہے **ا** امر کا اور **ب** ہی بنائی دولت
لطف ایجاب دعا ہے **اِ** ثانی مین
ی مین یاری ہی تو ہی **م** مین مکتب کا عروج
لکھنی تھی فیل سواری کی جو ہمکو تعریف
کن سے لے تا دم برخیز ہوا مجمع شب
وہ بلندی ہی جو اونچی کبھی گردن ہو جائے
دیکھے ہیئت کو جو اوسکے تو گھٹے اسد رخ
دھیان دانتو نکا جو آیا تو یہ سوجھی تشبیہ
لکھیے کسطرح سے چالاکی توسن کا حال

چرخ اول کبھی ہفتم کبھی ہفتم اوّل
نر ہے مخمصہ و سر مین اصد ادمل
جلوۂ نور جبین قدرت صناع ازل
درد سر کے لیے ہے جسکا تصور صندل
راست کوئی بھی بنا بی خم ابرو کے مثل
قصۂ نیشتر چند سے ہے لیکن مجمل
قدرت حق کا تماشا ہی نہ جادو نہ عمل
کہ دوئی لا نسکے جسمین نگاہ احول
آئنہ سمجھے اوسے آیئنۂ زیر بغل
لب جان بخش کی کسطرح نہ شائی ہو ابل
ایک کوزے مین ہے گنجائش دریای عسل
کچھ اشارو نمین بتا دیتا ہو نہین طرز بدل
رہے پے رسم محبت ہی بہت خوب عمل
ھ برائے سفر آموز ہی اسباب و دل
ہاتھ آئے جفری سے کے لیے ترکیب جمل
تا سحر دائرہ شب مین رہا دور زحل
تب کہین قالب ہموار نے پائی ہیکل
سر کا بوسہ لیے فلک پائو نکا بوسہ دے جبل
بیضۂ چرخ بنے آبلۂ پاے زحل
صبح نے منہ پہ لیا دامن شب کا آنچل
بیشتر عزم تصور سے گیا صاف نکل

آرزومند صبا ہے کہ قدم تو دیکھے — نظر آتا نہیں وہ مثل اشارات ازل
اوسکو کیا دیکھ سکے کوئی جہان طائر شوق — ایک پرواز مین ہو ہمسفر قوت شل
تنگ وہ جانتا ہی وسعت میدان خیال — اول و آخر کو نہین ہی اک بعد اقل
بس زیادہ نہ بڑھ اوشاعر مغرور تسنیم — تو ہی خود رفتہ نہ آئی کہین ایمان مین خلل
پڑھ کچھ اشعار دعا ہے دم انجام کلام — تندرستی کا ہی مشتاق خیال مختل
ای خدا تا کہ رہین شمس و قمر کے جلوے — ای خدا تا کہ رہین آتے دن دست و بغل
عزت و دولت و اقبال ہین سب ہمراہ — شوکت و شان و تجمل مین نہ پیدا ہو خلل
دوستون کے لیے جنگل مین ہو منگل ہر روز — دشمنون کے لیے منگل مین ہو سونا جنگل

ایضا

شوخیان کرتی ہی کیا کیا دم دیدار نظر — شرم کہتی ہے بچے گی مری عصمت کیونکر
آرزو دینے لگی پاس ادب کو طعنے — آپکو حضرت تقوی کا مبارک رہے گھر
جوش انفاس سے کرتا ہی خلش کے رمزین — شوق آمادۂ فریاد ہی کھولے ہوئے سر
کھٹکے ہی دل مشتاق کی یون سو بہانے — جسطرح شائق آغوش عروسی شوہر
غفلت شوق سے کیا رنج فراموشی ہے — سیم و زر لینے لگے بوسہ دست زرگر
کشش حسن نے ہر چیز کو کھینچا ایسا — کہ نہین خاطر زاہد مین خدا کا کچھ ڈر
ہوس دید مین ہر جسم سے خالی ہی لباس — بے گلو آب نظر آتا ہی گریبان سحر
رغبتین گھور رہی ہین طرف بی ادبی — حوصلونکی نگہ غیظ سی لرزان ہی جگر
مستیان کیف سخن سے ہین زبانین پیدا — بات کرنے مین سمجھتے نہین مطلب اکثر
بڑھ گئی ہمت گستاخی خاطر ایسے — رند واعظ سے یہ کہتی ہین اوٹھا لا ساغر
بارش گریۂ مستانہ صدا دیتی ہے — ایک لرزش مین دو عالم کی بھگو دون دفتر
کروٹین حجلۂ خاطر مین بدلتی ہین خیال — بیقراری کے اشارے کہین اوٹھا و بستر

منہ لعاب ہین لب سے دہوتی ہی زمین
تا پہ سلجای کسی جا نہ جمی پاے نظر

اشک دامن ہین ٹپکتی ہین تو ہوتا ہی یقین
بہ گئے پھوٹ کے چند آبلۂ دیدۂ تر

ہی وہ موسم کہ ہوا گوشہ نشین ہر واعظ
دخت رز پردۂ خم سے نکل آئے باہر

پارسای سفری ہے طرف عالم قدس
تو بہ رندان قدح نوش سے کرتی ہی حذر

چہیڑتے ہین رگ دل نشتر مضمون بلند
رکہتی ہے فکر رسا سوی ثنا قصد سفر

چاہتا ہون کہ لکہون مطلع روشن کوئی
فکر کے گوش مضامین ہین پہنا دون گوہر

مطلع

حسن وہ دیکہ سکے ہی یہ کہان تاب نظر
نور پروردۂ عارض ہین تری شمس و قمر

اے جناب **شرف الدولہ** فریدی جاہ
جان و دل اسپہ فدا کیون نہ ہین شام و سحر

وہ کرم جسکے تصور ہین نہین گنجایش
دامن و جیب ہین ہر فرد کے ابر گہر

صدقے اس چشم حیا خیز کے اللہ اللہ
گٹہڑیان شرم کی غنچون نے کسین جیب کتر

واہ رے لطف کہ دشمن کے لیے جہانی
دب گئی ہمت بدخواہ تہ بارش زر

رفعت قصر کے جلوے کو نہ پوچہے ہرگز
پہر پرواز تصور کے جو پیدا ہون پر

ایک ساعت جو مقابل ہو تو پہر محشر تک
محو تمثال رہے آینۂ اسکندر

گرمیِ حلم سے ٹہندی ہون جلانیوالے
اوڑہلین وہ اس خاک کے ردائین اخگر

حد اوصاف بیان ہو نسکین کو ہر دم
فکر شاعر کی بدلتی رہے لاکہون پیکر

خُلق وہ خلق کہ تسخیر ہین عالم کے دل
کوئی جان حلقہ بگوشی سی نہین ہی باہر

فہم وہ مرضی صانع کے سمجہ لی باتین
مطلب اوس سے ہی جو منظور خدا سے اکبر

مس کرین اوس رخ روشن کی اگر نظارے
رشک سے قلب ہو سیماب کے صورت مضطر

ہو میسر اگر اوس چہرۂ روشن کی ضیا
روح آ جاے لبون پر پے تعظیم نظر

آرزو مند تصدق کو یہ ہو بیتابے
دل بغل سے نکل آئی کبہی سینے سے جگر

دیکھ آتا ہی جو اوس لوح جبین کے انوار
دل یہ کہتا ہی تصور سے ٹھہر جا دم بھر

ہی وہ مقبول اگر اوسکی ثنا کچھ لکھین
ابر رحمت سے دُہلین جرم و گنہ کے دفتر

نام آجاے زبان پر تو یہ بخشے تاثیر
دیکھ لین صورت اصلے کو مزاج ابتر

یہ شرف عرض تمنا کو وہان ہو حاصل
مدعا سر کو جھکا دے پے تسلیم آکر

ہمت ایسی کہ اجازت ہی یہ ہر سایل کو
مانگو اتنا کہ جو ہو وہم و گمان سے باہر

جرات ایسی کہ نہین خلق ہوی جسکی پناہ
پیشتر قصد سے دشمن کے نہو تن پہ سر

دیکھ کر چشم غضب ناف عدو مین چھپ جاے
کثرت خوف سے ہو تیغ سمٹ کر خنجر

الغرض وصف سراپا ہین تصور سے زیاد
اب نہین عالم ایجاد مین اوسکا ہمسر

لکھیے اشعار دعا وقت دعا ہی یہ نسیم
مختصر کیجیے اظہار سخن کا دفتر

اے خدا تا کہ رہے مدح سرائیکا رواج
اے خدا تا کہ رہے قدر فن علم و ہنر

ہر زبان محو ثنا خوانے ممدوح رہے
نام سے اسکے ہو عالم مین سخن نام آور

ایضاً

برستی ہے نگہ مین یہ گرم ہے جوبن
فروغ عارض گل سے ہے فتیلہ روشن

بہت دلو نمین قدم رنجگی بہارنی کی
کہ ہر طرف ہی گل افشان زبانہ گلخن

حجاب دید سے ہوتے ہین منعقد غنچے
دکھا رہی ہے مزے نوعروسی گلشن

گھرا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام
جبین شاخ پہ گل کے کنول ہوے روشن

نہال جھوم رہے ہین وفور مستی مین
ہوا ہی سرد کا ہر سمت گرم ہی لوسن

پڑے ہین عکس جو رخسار گل کے ہر جانب
زمین باغ کا رنگین ہی جابجا دامن

ہجوم شوق مین فرصت نہین ہی سجدونسے
نصیب ہی سر بلبل کو آستان چمن

ہوائے خندۂ بیہم جو گُدگُداتے ہی
ہر ایک غنچۂ نوخیز کا کھلا ہے دہن

صبا نے سحر محبت سی کر لیا مشتاق
امید وار ہی بوسونکا عارض گلشن

حدیث خود غلط ہے قبول خاطر خلق
خراب پہرتا ہی واعظ لیی کتاب کہن

ہزار عزم ہین لیکن قدم نہین اوٹہتا
بسان چشم محبت ہی آرزو رہزن

اوٹہا مزاج سے ایسا لحاظ بے ادبی
کہ لے رہے ہین مری اشک بوسۂ دامن

لٹا رہا ہون برابر تراشۂ دل زار
بہری ہوی ہی لبالب کنار ہر دشمن

نہین ہی ایک گہڑی بہی فراغ ہمنفسی
چمن مین نالۂ بلبل ہی دلمین شور محن

اجل کشاکش امید مین پریشان ہی
کہ آجکل ہے فراموش عادت مردن

مزاجدان نہین ملتا ہین نہ کیون خاموش
کسے دکہائیے ای ہمنفس نزاکت فن

وہ آفتاب ہون جسکو کبہی زوال نہو
اوٹہا کے ہاتہ دعائین کیا کرین دشمن

بس اب تتمۂ خاطر ہے جانب اوصاف
خیال لو کو ہوئی احتیاج مشق کہن

زبان پاک ادا کر رہی ہے شرط بیان
فرشتہ خو **شرف الدولہ** اعتبار زمن

وہ باخدا ہے کہ فیض ضمیر روشن سے
رہے نہ روح کو باقی حجاب جامۂ تن

جو دیکہے شوخی خاطر تو ہو حجاب ایسا
رہے عروس سخن کو سخن نقاب دہن

کہان ہی عارض شمس و قمر مین حسن ایسا
کہ وقت وصف کرو نہین اوسی شریک سخن

نگاہ کا ہی یہ عالم کہ جب اوسے دیکہین
نصیب ہون جگر و دل کو سیکڑون روزن

وہ حلم ہی کہ فلک جسکی بوجہ سی پس جاے
وہ خلق ہے کہ فرشتے پکار اوٹہین احسن

فلک مقام و ملک طینت و ملک ہم بزم
سخی دہر و علو ہمت و شجاع زمن

زمان جود اگر آکے حوصلے دیکہین
زمین و چرخ کو ہو رنج تنگی دامن

وفور فیض سے بدخواہ بہی نہو محروم
زبان تیغ سے چاٹے لعاب ہر دشمن

ستای تیغ نگاہ غضب جو ہستی خصم
سنائین روح کے آرام کو فسانۂ تن

لہو کو چاٹ گے ڈوبے تن عدو مین جو تیغ
دکہاے جلوۂ مرجان ہر استخوان بدن

ہوی ثنا سے یہ بالیدگی سخن مین میرے
کہ آفرین کے لیے تنگ ہی شگاف دہن

سنا ہی غل جو سوارے کی آمد آمد کا
پڑے کے ہوئے ہین نگاہون کی ہر طرف توسن

جمال پاک سے جذب نگاہ ہوتا ہے
عجب نہین کہ بڑہی شوق کو یقین وطن

لکھون خطاب کے دو تین شعر اسجا پر
دکھاؤن اور طرح سے کلام کا جوبن

خدا کیواسطے اب اجتناب سے باز آ
کہ پھر رہی ہے کئی دنسے آرزو بدظن

ادب شعار ہون گستاخ ہو سکون کیونکر
ہزار طرح سے خاطر مین ہی لحاظ سخن

رہے نہین پرورش اضطراب مین کبتک
نگاہ لطف کوئی اسطرف بہی حضرت مین

امیدوار ملاقات ہون اجازت ہو
کہ پھر نہ پائیگا ایسا کبھی وحید زمن

نیا یا صاحب ہمت جہانمین کوئی
کہ مجھسے پوچھتا وہ یاد ہی تجھے کیا فن

بشکل بلبل تصویر ہو گیا خاموش
سوا فغان کے نہ نکلا کبھی زبانسے سخن

کہا یہ علم وہنر سے کہ جاؤ رخصت ہو
اب اختیار کرو جا کے گوشۂ مدفن

ملے گا کوئے سخن فہم تو بلالین گے
نہین تو خیر جو کچھ مرضی خدائے زمن

نسیم شوکت خاطر و کہان چلی کیا کیا
سلام شوق لکھو دو زبان ہین قفل دہن

ایضا

کہان ہی ایک سا چرخ یہ دور لیل و نہار
کبھی ہے شام مصیبت کبھی ہی صبح بہار

کشاکش نفس چند سے ہے پیام اجل
ہوا ہی بے ادبی سے تہیۂ بیکار

خیال جام عبث اشتیاق سے بیجا
دکھا رہے ہین دم سرد گرمی بازار

بسان دیدۂ مسک ہی تنگ فرصت عمر
لحد کشادہ دہن ہی بشوق بوس و کنار

طلسم عالم اسباب چند ساعت ہے
جو ہو سکے سو ابھی ہو اوٹھا نہ رکھ زنہار

چھلک رہے ہین خم مے بہکے ہوئے ہین مزاج
ٹپک رہی ہی صراحی بہوش کے ہے پکار

نوائے مطرب خوش لہجہ ہی ہوشربا دل
ہجوم نغمے سے ہے مختصر آزار

ہوا ہی سرد سے بزم چمن ہوئی ہی گرم
شگفتہ گل ہین لبسان دہن دم گفتار

دہک رہی ہین جو رخسار سرخ غنچو نکے
برنگ شعل روشن سے ہے عالم گلزار

شراب حسن سے لالے کا جام ہے لبریز
سرور دید سے کیفی ہے نرگس بیمار

زمین ہے سبزۂ خودرو سی فرش بوقلمون
بدل رہا ہی نئے رنگ چرخ مینا کار

بلند یون نپہ دماغ برہنہ پائی ہے
طواف آبلہ کرتا ہے نشتر سر خار

امید بادہ مین توبہ شکن ہین یون مصروف
کہ جسطرح لبس پرہیز رغبت بیمار

حذر حذر کی صدا دی رہی ہین صبا جوش حباب
گہڑی گہڑی سے ہے زیادہ ترقی دیدار

امنڈ امنڈ کے ٹپکتا ہی ابر مستی مین
تڑپ تڑپ کے چمکتے ہین بجلیان ہر بار

ہوئے برہنہ تنون کو لباس کے حاجت
چھپے حیا سے زمین زیر دامن کہسار

نسیم لطف بہت خوب ہی جو جی چاہے
تو ایسے وقت مین لکہہ طرح خیز چند اشعار

کمال دہر مین اک قدردان ہوا ہی نصیب
بجا ہی گو ہر مضمون اگر ہون اوسپہ نثار

ملک خصال فلک آستانہ عرش مکان
قمر خدم **شرف الدولہ** فخر عزّ و وقار

اگر نہ اوسکے عنایت کی ہو کچہ آمیزش
نصیب اہل دول ہو نہ طالع بیدار

وفور جود سے زائید گی زمین کو ہے
نکالتی ہے جواہر شکم سے حاملہ وار

صداے فیض و کرم سے عجب نہین ہی جو زر
ہجوم داغ دل خصم مجمع دینار

زمانہ خوان کرم سے ہی ریزہ چین لیکن
فقط یہ رنج کہ ہے ایک عمر سے بیکار

سرور عیش ہین یون پاسبان در اوسکے
کہ جیسے عاشق شیدا کے دیدۂ بیدار

کبھی نہ دیکہ سکے انتہاے بخشش کو
رہے جو تا دم محشر تسلسل انظار

بناے طول سخا مین وہ اختصار کبہے
ہزار بار اگر صبح ہو شب بیمار

اوٹہے یہ درد حسد جوش دل مین اوسکے
کہ استخوان عدو ہون جواب موسیقار

گرے ستارہ جو پاپوش سے زبان خرام
تو ہو وہ نیر اقبال منعم زردار

بشر تو کیا حشرات زمین یہ ہی یہ فیض
کہ تہرکے ہین نقاط سفید کفچہ مار

وہ دل کہ جسمین محبت ہی اوس ہی قلق کی | بجا ہے کہیے اگر اوسکو مخزن اسرار
نگاہ طرۂ مشکین فرق کو سمجھے | خطوط کاتب قدرت ہین وہ سر بہ نثار
خمیر مردمک چشم سے بنے ہین وہ بال | تصور اونکی سے ہوتی ہے صیقل ابصار
جبین وہ لوح منور کہ آفتاب خجل | خیال وصف سی جسکے چمک گئے اشعار
بھوین ہین تیغ ہلالی بگر کشیدہ مزاج | ہزار مرتبہ جس پر عدو کے جان نثار
مژہ ہین یا کہ زبانین ہین کلک قدرت کے | کہ اپنے طرز کا مطلب سمجھ لے ہر ہشیار
عجیب قصۂ دلچسپ ہی فسانۂ چشم | کہ جسکے سننے سے سو جاے صاحب آزار
ہر اک اشارہ ہی اوسکا حیات کی بنیاد | بقاے عمر خضر پاے طالب دیدار
صفای چہرہ سی پہسلا ہی کوئی قطرۂ نور | کشیدہ بینی روشن یہ کرتی ہے اظہار
فروغ عارض تابان سی ہی یہ ریزش نور | کہ محو جلوۂ ذاتی ہے سایۂ دیوار
دل و جگر کو مسافر بچا نہین سکتا | قدم قدم پہ ہین درگاہ عشق کے زوار
لبونکا دہیان جو آیا تو سمجھا مین گلبرگ | مگر وہ بے اثر اعجاز نہین عیسے وار
دہن وہ درج گہرہای حق شناسی ہے | زبان ہے حجت مقبول ناطق اسرار
شفا ہو دید سے حاصل جگر خراشونکو | دکہاے سبزۂ خط لطف مرہم زنگار
ٹھہر ٹھہر کے ذرا چل نہ دوڑ او خامہ | کہ اور طرح کی لکھنے ہین کچھ ہمین اشعار
سوال کرتا ہے دل کچھ ضمیر حاضر سے | مزاج فکر معلے ہوا ہے شوخی یار
تو وہ جری ہی اگر تیغ ہاتہ مین لے لے | قدم پہ سر کو رکھے بیل چرخ بے تکرار
شکم مین نطفۂ اعدا دو حصہ ہو جائے | سنے جو حاملہ کچھ ذکر خنجر خونخوار
کھچ آتے روح بدن سے برای قربانی | پناہ تیغ کے ہو خصم کو پناہ مزار
پڑے جو آنکہ دم قہر فیل دشمن پہ | ہزار طایر جان اک نگاہ مین ہون شکار
دلیے خدا نے وہ قصر بلند رہنے کو | کہ مرغ روح نہ اوڑ کر لو پہنچ سکے زنہار

فلک کی پشت دوتا مین نہ خم رہے باقی
کجونکو راست بنا دے بلندی دیوار

نسیم فکر رسا سے نکز یادہ سوال
جو مل گیا سو ملا اب نچاہیے تکرار

جہان مین تاکہ رہے یہ بقای شمس و قمر
جہانمین تاکہ رہے رفت و خیز لیل و نہار

رہی وہ مسند دولت پہ جلوہ گر یارب
حبیب خرم و شادان عدو ذلیل و خوار

ایضاً

دیکہ تو رفعت افسون بتان طرار
رشتۂ قوس کی پہنی ہی فلک نے زنار

زلف منہ دیکھتی ہے آینۂ عارض مین
رنگ کچہ لائے گا یہ دائرۂ لیل و نہار

شوق کہتا ہی اوٹھا پاس ادب ہو گستاخ
شرم انگشت بدندان ہی کہ ای دل نہار

کوئی شے جوشش سودا سی نہین ہی خالی
کہولتا ہے رگ سبزہ سر ہر نشتر خار

آرزو مائل مستی ہے حیا پا بر کاب
اتقا گوشۂ طلب ہی کہ نہ کہون یہ بہار

شیخ اندر ز فراموش ہی واعظ محجوب
یاد آتا نہین غیر از سبق بوس و کنار

مہرین سربستہ جو غنچہ نہ ہوئی تہین ٹوٹین
لُٹ رہا ہی زر گل وقف ہے سارا گلزار

پائی جاروب کشی سے جو صبا نی فرصت
پیچھے مرغ چمن کرنے لگے نذر بہار

قطرۂ مے کے چمکنے لگے ہر سو تارے
گود بھرنے کو ہوے جام و صراحی تیار

بسکہ ہے برہنگی غفلت میخواری سے
چادر ریزش حی کرتی ہے بردہ ہر بار

بیحجابی مین جو ہر بلبل و گل ہے مصروف
سرنگون شرم سے ہین صحن چمن مین اشجار

برہمی کی مجھے دیتی ہے اجازت خاطر
طرۂ زلف مضامین کے نظر آئے بہار

جی مین ہی شاہد مضمون سے ہم آغوش ہون
تاکجا حسرت تاخیر پڑہون چند اشعار

لے ٹھہر ہوش مین آ ای قلم سینہ شگاف
جوش مین طبع معلی کی دکھا کچھ آثار

مین وہ یکتای زمانہ ہون کہ ہمسر میرا
صورت حکم الٰہی ہے نہایت دشوار

ہون وہ خورشید جہانتاب نہین جسکو زوال
ایک سا جلوۂ آغاز ہے اور آخر کار

دوست اوس عارف ذیجاہ سخن فہم کا ہون
جسکا یک لفظ نہین صورت معنی بیکار

ماہر علم و ہنر واقف اسرار سخن
شرف الدولہ جہان کرم و عز و وقار

ادب اوج مراتب سی زمین پر ہر دم
گرد پھرتا ہے فلک صورت پای پرکار

مائل عالم گلشن ہو جو وہ عالی جاہ
نذر کو لاے زر گل چمنستان بہار

پرتو افگن ہو اگر تیغ زمین پر اوسکی
حشر تک صاعقہ نکلے عوض جوش بخار

نگہ مہر سے دیکھے طرف ذرّہ اگر
چرخ صدقے کرے خورشید کو دنمین سو بار

لب جان بخش کی جنبش سے اجل ہو مایوس
نہ کھلے حشر تلک ملک عدم کا بازار

تنگ ہی وسعت میدان تصور ہمدم
کیا لکھون مین صفت تیزی گام رہوار

اس جہانسے صفت روح فرشتہ دم مین
جاکے پھر آتا ہی صحرای ازل سے سو بار

رفعت قصر معلی ہے خدا کی قدرت
انتہا جسکی ہے تخئیل ملک سی بیزار

دیکھے گر طالع بیدار کو چشم بد سے
گھر کرے دیدۂ دشمن مین سدا خواب مزار

اوسکا ہمسر ہون تو مین ہون مگر اتنا ہی فرق
وہ شہ فہم ہے مین خسرو ملک اشعار

مختصر عالم اسباب ہی اوسکے آگے
کیجیے فیض مطوّل کا کہانتک اظہار

حلم وہ حلم کہ دشمن کو ہو امید عطا
خشم وہ خشم کہ ہی جسکو کمی سے انکار

تا کجا طول سخن فرصت اندیشہ کہان
ای **نسیم** اب نفس چند ہین تکلیف سے بار

پڑھیے اشعار دعا جسکو فرشتے سنکر
چارسو عرش برین پر کہین آمین ہر بار

ای خدا جلوہ فزا زیر فلک ہین جبتک
روز و شب صبح و مسا شمس و قمر کے آثار

شش جہت مین رہے ممدوح کو ہر دم حاصل
عشرت و نام و نشان و طرب و عز و وقار

ایضاً

بعد مدت فکر کا کرتے ہین ہم آج امتحان
ایک ساعت ای فلک ہوجا خدارا مہربان

فکر صائب کے بدولت اصفہان ہے لکھنؤ
ہے مری فیض سخن سے عزت ہندوستان

جی مین لہراتی ہین میدان ثنا کی گردشین
آبرو رکھنا خداوند زمین و آسمان

آرزو ہی گوہر مضمون کی لڑیان گوندھکر
کیجیے آراستہ بازار معنی مین دکان

وہ متاع قیمتی مشتری کر لے پسند
پوچھے گر قیمت کہون احسان بحال نیمجان

طعنے دیتی ہی مجھے میری پریشان خاطری
ڈھونڈھنے نکلا ہون اطراف جہان مین قدردان

می سے توبہ کر چکا پرہیزگاری ہی مجھے
لا گلاب صاف ایسا ساقی کہ مین دھولون زبان

ابر تر دکھلا رہا ہے بجلیون کی چشمکین
دل یہ کہتا ہی کہ لکھ اشعار وصف قدردان

ہی ہوس اک مطلع مستانہ ہو زیب قلم
جس سے اڑے کیف مثل گوشۂ چشم بتان

مطلع

صورت مینا ہین لبریز سخن کام و دہان
ریزش پیہم سے تر ہوتا ہی دامان بیان

کرتے ہین اٹکھیلیان مضمون خیال پاک سے
گدگداتی ہین مجھے الفاظ و معنی ہر زمان

تا کجا پاس ادب اظہار مطلب شرط ہے
روکتا ہی کیون دل مشتاق کو کہدے کہ ہان

ای فلک شمس و قمر پر ناز کیا کرتا ہے تو
دیکھ میرا دل کہ اسمین کسکا جلوہ ہی نہان

حامی دین محمد عاشق نام خلیلؑ
آبرو بخش وزارت ناظم ہندوستان

بسکہ ہی راحت رسان خلق فرط خوف سے
ہو گیا بے زہر کام افعی زلف بتان

شوکت افزای ضعیفان ہو اگر دست کرم
مور کو تخت سلیمان نے یہ ہو نقل مکان

ہر بشر کی آرزو یون شایق پابوس ہے
جس طرح اپنی ہوس کا بخت حاسد پاسبان

آرزوی مدح یون ہر دل مین رکھتی ہی ہجوم
جیسے لبریز دعا ہو خانۂ بیچارگان

ہمت اقبال کی دیکھی جو ہر جانب عروج
آ گئے استقبال کو فریاد بخت دشمنان

مانع سیری ہے حیرت جلوۂ رخسار کی
دخل کیا ہی بڑھ سکے جو توسن عمر روان

چرخ چارم تک جمال پاک کا ہی تذکرہ
سورۂ والشمس ہے ہر صبح ورد قدسیان

دیکھکر بزم طرب ایسا دل حاسد جلے
روغنی ہی شمع کے مانند مغز استخوان

نظم عالی سے وہ اطمینان سبکو ہو گیا
شانہ برہم کر نہین سکتا ہی گیسوے بتان

قصد خاطر سوی اعدا آئے گر دل شاد ہو
خون دشمن کی حنا بندی لیسے خیل دوستان

فہم افلاطون سینہ شعلۂ ادراک ہے
کیا کہون کیا حال ہی عقل ارسطو کا یہان

ناز معشوقی نیاز عاشقے سب محو ہین
خُلق والا کی زبان خَلق پر ہی داستان

کونسا دل ہی نہین جو اوسکا پابند خیال
کون ہی جو خوان بخشش پر نہین ہی میہمان

یہ نہین ممکن لب سائل کو جنبش ہو سکے
قصد سے پہلے صدا آتی ہے لو آو یہان

لطف وہ پیدا کیا حسن سخا وجود نے
ہو گیا خالی مربے سے گوشۂ چشم بتان

حرص سائل دامن گردون اگر پیدا کرے
سیر ہو جائے زبانسے جب وہ فریاد سے کہ ہان

آرزو وہی مردہ جی اوٹہتی ہی فیض نام سے
کم نہین اعجاز عیسی سے سخاوت کا بیان

ٹہوکرین کہاتی ہین گوہر سائلونکی آہ ہین
نصب ہوتے ہین جواہر جاے سنگ آستان

خامہ قدرت نے لکہا لوح پر روز ازل
عرش رفعت ماہ طلعت آفتاب عز و شان

شادیون اہل غرض نے ہو ہین اوسکی نام سے
جسطرح قالب مین ہی آجاتی ہی جان

دست زرافشانکی جسدن جانب توجہ ہو درنے
بہول جائے خلق تکلیف جفاے آسمان

جوش الفت دیر سے سمجہا رہا ہی اے نسیم
ہون قصیدہ مین غزل کی کچہ ادا رنگینیان

مطلع

نور حق کا عارض روشن پہ ہوتا ہی گمان
آتی ہی سوئی ہین ہر دم نگاہ قدسیان

گرد کہا دے جلوۂ رخسار کو ہٹکر نقاب
داغ سمجہے مہر کو سینے پر اپنے آسمان

وہ جبین یا چشمۂ خورشید جسکی روشنی
تیرہ بختون کے لیے ہی صبح صادق کا نشان

تہی جو کچہ آئینۂ دلہای مشتاقان ہین بال
سو مژہ بنکر ہوے ہین زیر ابرو وہ عیان

جلوۂ خط حلقہ آور رخ تابان پر ہی یون
جسطرح ہالہ رہے انوار مہ کا پاسبان

اب نظر خوف ادب سے لغزشین کرنے لگی
ق
چاہتی ہی عزت پابوس مثل عاشقان

کہتی ہی حسن ہی بالغ پوچھیے کسطرح ❊ تا قدم ہی شعلۂ روشن گذر ممکن کہان
کچھ نہین کہتے اگر آنکھین اوٹھا کر ایک دم ❊ دیکھ تو لو حال ای خستہ دلونکی قدردان
ابتو وہ صورت ہی جو صورت کبھی ممکن نہ تھی ❊ کیا تعجب ہے اگر ہو جاؤ تم بے مہربان
مفلس ایسے ہین تمہاری بہی نظر پڑتی نہین ❊ جانتے ہو سینہ خالی ہو چکا ہی دل کہان
آرزو گرم تقاضا ہے کہانتک انتظار ❊ جی مین آتا ہی کہون لیکن ادب ہے پاسبان
صدقے جاؤن جوش غفلت مین نہایت چین تہا ❊ دیکھو لو پھر اوس نظر سے بھول جاؤن دو جہان
چاہتا ہون تم کہوا تناکہ ہان پہر کیا ہوا ❊ کہ رہا ہون دیر سے مین اپنی دل کی داستان
مین تو آیا ہی نہین کسکو کہا جلدی تجیے ❊ کل کے کہنے کا ہوا اک روز پہلے امتحان
نام نامی سُنکے رکھتا ہون ہوس پابوس کے ❊ ای وزیر خسروان ای آصف ہندوستان
کچھ نگاہ مہر کو رخصت ادہر بہی دیجیے ❊ رات دن چلکر بہی ہون مانند دور آسمان
بس بہت کچھ ہرزہ پیمائی ہوئی چپ ہو نسیم ❊ لکہ مضامین عاجزی ملین کہتا ہی نہان
فضل حق سے مسند دولت رہی بیرقدم ❊ تا ظہور آفرینش تا قیام دو جہان
خضر کی صورت لقائی عمر ہو ہر دم نصیب ❊ حشر تک یارب رہی نام ورد قدسیان

قصیدہ در مدح ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع المنزلہ نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ

کثرت عیش سے یہ بیخبری ہے ہر دم ❊ کہ فراموش ہین جو یاد تھی گردونکو ستم
آج کل قوم بشر کے وہ بڑہی ہین اعزاز ❊ کہ ملک کہاتی ہین آسایش انسانکی قسم
وسعت حوصلہ کی حد نہین ہوتی معلوم ❊ ہر زیادہ نظر آتا ہی نگاہو نمین کم
بہی ایسی زمانے سے ہوی ہے معدوم ❊ کہ پریشان نہین ہوتی کبھی گیسوی صنم
لفظ دشنام حسینون کے دہنمین ہی قید ❊ لے رہے ہین لب عشاق تہ بوسے پیہم
کبھی عاشق کبھی معشوق کبھی سب سے پاک ❊ سیکڑون رنگ بدلتا ہی مزاج آدم

مژدہ دیتی ہے صبا پیرہن عاشق کو
کھا چکا دستِ جنون چاک گریبانکی قسم

ہو چکی چشم عقیمہ نہین ممکن آنسو
اوٹھہ گئی عنصر ہی فرد سے پیدائش نم

وقت تحریر جو کی خبن و رمل نے تکرار
صفتِ جاہل مغرور را اُکتا ہے قلم

کوئی دم ای دل بیتاب ٹھہر جا تو بھی
کہ مضامین ثنا خیر سنائین تجھے ہم

مطلع

مجمع خلق و حیا زینت قوم آدم
ای جناب ظفر الدولہ نہیں اعظم

صدقے اس طرہ فرقی کی دل و جان بشر
کردیا سلسلۂ کن فیکون کو برہم

جلوۂ نور جبین نے وہ عطا کی حیرت
ہر طرف شور یہی ہی نہین تھا بوین ہم

شوق کہتا ہی کہ لون بوسہ ابرو کیونکر
الحذر یہ تو کوئی تیغ کشیدہ ہی دودم

چاک کسطرح نہو تیغ نظر سے سینہ
تیر مژگان کی یہ ہٹ ہی کہ جگر دیکھین ہم

للہ الحمد کہ ہین شرم سے نیچی آنکھین
ورنہ ہو ایک اشارے مین صفائی عالم

نظر آئی کشش حسن جو بینی سمجھا
چھٹ گیا ہاتھہ سے استاد ازل کے یہ قلم

ماہ و خورشید سی بہتر ہین کہین رخسارے
ہی زوال اونکو یہ تابندہ شب و روز بہم

سبزۂ خط لب جان بخش دہن کی نزدیک
خضر و عیسی نظر آتے ہین کنار زمزم

ہی اسیطرح ہر اک عضو مین کیفیت نور
گردن و سینہ سے تا آینۂ حد قدم

زلف کہتی ہے دم حشر کرونگی فریاد
کردیا ایک نظر نے مجھے ایسا برہم

شانہ کہتا ہی کہ مین چاک جگر رکھتا ہون
کیا نہ پوچھیگا خداوند ازل حال ستم

کہہ رہا ہے دل خستہ کہ الٰہی فریاد
جلوۂ حسن خداداد سے ہے یہ عالم

دادخواہی کے لیے لب ہی ہمین تر دامن
اشک خاموش یہ کہتی ہین کہ کہتی نہین ہم

نکل آتے ہین دم سرد جو آہو نکے ساتھہ
گرمئ نالہ کی کھاتی ہین لب خشک قسم

کہ نہین ضبط سخن کا ہمین یارا باقی
کہ لین اب ہم بھی غنیمت ہی یہ فرصت کچہ دم

واقعی قدرت خالق کا نمونہ ہے تو
علم مین حلم مین احسان مین کرم مین دم

کامل علم سخن شاعر یکتای زمان
روح صدق ہو جو اوصاف مضامین ہین رقم

خلق ہوتی نہ اگر طبع معلے تیری
دفتر راز معانی نظر آتا برہم

جلوہ دیتا نہ اگر نور صفا مین خیال
میل کرتا نہ کبھی حسن سخن پر آدم

گر نہ افسانہ افکار سناتے اسکو
چاک دامن نظر آتا نہ گریبان عدم

خلق ایسا کہ جہان رہن محبت ہو کر
مخلصی چاہے نہ تا عمر قدم کوئی دم

آدمی کیا کہ ملک بھی کہین سبحان اللہ
بیٹھین گر خدمت عالی مین وہ ہو کر ہمدم

وہ حیا غنچۂ سربستہ بھی شرما جائے
وقت احسان نظر آئی جو بدن کا عالم

کثرت زر کی دکھائی ہے نئی یہ تاثیر
داغ ہو جاتا ہی ہر دامن مفلس مین درم

اثر فیض سے ہر شی مین یہ استغنا ہے
کہ نہین زخم جگر کو بھی ہوا سے مرہم

مژدۂ بیخبری لطف نے ایسا بخشا
روح رفتہ نہین حالات بدن سے محرم

کسقدر غلغلۂ جود نے رفعت پائی
حوصلہ کرتا ہے قربانے روح حاتم

نام آجاتے زبان پر جو علی اصغر کا
کیون نہ آسان ہو انسانکے لیے کار اہم

ہیبت ایسی کہ دلیرون کی جگر ہون مضطر
نام سنکر تہ و بالا ہو مزار رستم

رفعت حوصلہ کا حال اگر کچھ لکھیے
لوح نیچے شاعر کے تصور کا فلک ہے پرچم

حملہ آور ہو عدو پر تو کرے اتنا قتل
خون شمشیر سے ٹپکے صفت ابر کرم

چار عنصر مین رہی خصم کی یون گردش خوف
جیسے اوزان رباعی پہ تصدق اخرم

چاک دل وہی خبر خواب لحد دشمن کو
خندۂ زخم سے پیدا ہو صدای ماتم

شہرت قوت بازو جو ندامت بخشے
پی لے دشمن عرق شرم سمجھکر زمزم

خوف تیر اور تی دہر سے کھو دی ہر خوف
دہن افعی گیسو مین نہ باقی رہی سم

تیغ اس دست بلورین کی جو دشمن کھائے
خون ٹپکے دہن زخم سے ہو کر شبنم

عفو تقصیر نہین جوش محبت سی خیال
کیا کیا خاطر بیتاب نے تفویض قلم

بخدا خادم صادق ہون نہین شک اسمین
یاد کرتا ہون تری جوش محبت کی قسم

ای نسیم جگر افگار نہ بک بیہودہ
آگیا پیش نظر حسن دعا کا عالم

ای خدا تا کہ رہے سلسلۂ چرخ و زمین
ہر دم و لحظہ ترقی پہ رہین ناز و نعم

ای خدا بے خلش غیر میسر ہو اسے
دولت و عمر ابد راحت آغوش صنم

رات دن محفل عشرت مین بسر ہو اوقات
خوار ہون حاسد بدخواہ و احبا خرم

ایضاً

یہ نعمت کلام کسی کے لیے کہان
ہر زادۂ خیال ہے ہمراز آسمان

مانند ذات حق ہے تعلق سے فکر پاک
مضمون نہین وہن ہے نہ الفاظ مین زبان

روشن ہون ہر طرف صفت نور آفتاب
میرے سخن کے فیض سے ممنون ہی جہان

مثل عروس حسن مضامین کو ہی حجاب
کیا دخل جو سکے کسی نافہم کا گمان

بس او خیال اور طرف سیر چاہیے
موقوف کر یہ سلسلۂ ذکر این و آن

لکہہ جلد ایک مطلع آغاز مدعا
جس سے اوٹھائے لطف سخن طبع قدردان

مطلع

ای خامہ ہوشیار کہ ہی وقت امتحان
مدت کے بعد آج طبیعت ہی مہربان

مضمون بشکل ابر کرم ریزشو نمین ہین
کہتی ہے مجھسے فکر مرے بار بار ہان

لا واسطے نثار کے کچہ گوہر سخن
ایسا ملے گا پہر نہ زمانے مین قدردان

خورشید منزلت ظفر الدولہ جسکو خلق
کہتے ہی دیکھکر شرف خلقت جہان

پہنچی جدہر نگاہ عنایت ہوا یہ حال
دامن مین زر زبان پہ دعا آنکہونمین جان

اللہ رے کرم کہ یہ عالم ہے ہر طرف
مسدود ہی ہوس صفت خواب پاسبان

ایسا ہی کون جسمین یہ اوصاف ہون بہم
حلم و حیا و خلق و وقار و عروج و شان

جوش سحاب فیض سے ٹھنڈی ہوئی جو دل
بدلے ہوا ہی دامن الفاظ مدح خوان

ہر سربلند پست ہی ہمت کو دیکھکر
حاسد کا دل جلا ہی تو دیتا نہین دھوان

دیکھا ہی جو خلیق تو ہر دل کی آرزو
اٹکھیلیون مین ہی صفت صبح بوستان

شرمارہے ہین عارض خوبان ونگار
تابان ہین اسطرح گہر گوش بندگان

کیا دخل مثل عمر گذشتہ پھر آسکے
وہ آرزو جو بہر قدمبوس ہو وہان

ابتک تو انتہاے عنایت نہین ملے
مدت سی ہین خیال وگمان اسکے لیے عنان

ہر جسم وجان پہ سایۂ دامان التفات
رہتا ہی مثل کثرت احسان مہربان

کہتے ہی دل کے بھید سراپا ضمیر صاف
رکھتی نہین بشکل سخن گو لب ودہان

پایا نہ یہ جمال کسے مین دم مثال
ڈہونڈا کیے خیال وتصور کہان کہان

حیرت سے رنگ جلوۂ عارض کے ہین خموش
غنچونکی لب گلونکی دہن برگ کی زبان

نطق زبان کو بسکہ درشتی سے عار ہی
رکھتا نہین ہے جسم سخن وہم استخوان

اوصاف بیشمار ہین پاتا نہین جو بس
بڑہتا ہی روز کچھ نہ کچھ اندازۂ گمان

حسرت فزا ہی صورت وقت گذشتہ شوق
جسکو نصیب در کی خدمت ہی یکزمان

جو باریاب بزم نہین ہی تو اوسکے پاس
کیسے ہین کچھ نہین مگر اوقات رایگان

تھے جتنے راستے وہ عنایت ادہر ہوے
اولٹا لکھا گیا ورق بخت دشمنان

اوصاف سے ملے وہ مجھے شوکت خیال
آغوش فکر مین نظر آتا ہی آسمان

طی ہو سکی نہ راہ ثنا جب کسیطرح
عاجز بشکل توبہ واعظ ہوا گمان

یارب برآئین دلمین مرادین ہوں جسقدر
تا انتہاے عمر زمین اوج آسمان

قصیدہ در مدح نواب امیر الدولہ بہادر ابن نواب نظام الدولہ بہادر

تحریر کا وقت آگیا لکھ نام اقدس ای قلم
نواب امیر الدولہ عالی مرتبت والا ہمم

مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

ہی وہ سخی این سخی عالم مین ہی جرچا ہی
سرچشمۂ ہمت ہی وہ سرِ دفتر رحمت ہی وہ
حالِ عنایت کیا لکھون تشبیہ کس شے سی دون
ہی ابر کی کثرت ہر کہین آباد ہی وہ ہی زمین
دریای بخشش ہے روان ہر وقت ہر گوہر فشا
جو رنج مین ہو مبتلا جسکو ہو صدمہ دہر کا
قسمت ہو یاری پر اگر آجای جو پیش نظر
اللہ رے خلق و وفا اللہ رے جود و سخا
خالق نے بخشا وہ اثر حاصل ہو گر فیضِ نظر
قربان ہی رخ پر قلب پر فدا اگلہای تر
دولت سے دامن کو بھرا جو منہ سی مانگا مل گیا
لفظ ثنا تر ہو گئے آباد دفتر ہو گئے
بخشش پہ ہی وہ دسترس سنتی نہین آواز بس
ہر شی مین فیض اوسکا ملا دیتا ہون اک تازہ پتا
کیا شان مین اوسکی کہی تعریف کیونکر ہو سکے
جو کوئی اوس در پہ گیا بر آیا دل کا مدعا
فیض لب جان بخش سے حصہ کسیکو گر ملے
گر دیکہ لے لطف و وفا بارش ہو دست سخا
ہی فضل حق سی وہ سخی گر لکھیے افسانہ دربے
عل الحذر کا ہو بپا آجاے غصہ گر ذرا

بحر رجز سے دو رس اشعار ہوتے ہین رقم
دنیا مین خیل آدمی ہے اوسکا ممنون کرم
سرمایہ دولت ہی وہ با عزت و جاہ و حشم
ویسے حوصلی ہی وہ فزون ہر چند مانگی کوی کم
دنیا مین مثل اوسکا نہین کہتا ہون مضمون کی قسم
آتا نہین لب تا زبان اللہ ری جوش ہمم
ہو در پہ اوسکی جبہ سا جاتی رہین درد و الم
بخشے یہانتک سیم و زر سب ہو گئے گردون کی ستم
اللہ رے لطف و عطا ہر لحظہ ہی جوش کرم
گلشن مین ہو ہر شاخ تر گلدستۂ باغ ارم
خامہ بنی سلک گہر گر وصف دندان ہون رقم
جسطرح قسمت کا لکھا ہوتا نہین ہے بیش و کم
سب نقطے جوہر ہو گئے نیلم بنے اشک قلم
رکھتا ہی جینے کی ہوس ہر راہی ملک عدم
لالہ بھی دکھلانے لگا گلشن مین تصویر ارم
اکسیر سمجھے خلق اوسی حاصل ہو گر خاک قدم
اہل دول ہو یا گدا ہی سب پہ احسان کرم
دہر کا نہ مرہی کار ہے دیکھا کرے حسن قدم
ہر فرد ہو محو دعا جبتک رہی سینے مین دم
حاتم کا عالم سے ابھی جاتا رہی سارا بھرم
ہو ہر عدو کا سر جدا کھینچے اگر تیغ دو دم

منظور ہو گر امتحان ہون اسقدر جوہر زبان
دی کلک شاعر گر نشان رنگین ہو تحریر قلم

بس ای نسیم نجیر ہے شوق مین اہی کہ ہر
شعر عالکہ جلد تر دکھلادے انجام رقم

مقصد ہو جو کچھ آپکا بر آئے از فضل خدا
خوش ہون عزیز و اقربا جبتک ہین موجود ہم

حامی سدا ہون پنجتن جبتک ہے بنیاد زمین
تازہ رہی سارا چمن مسدود ہو رنج و غم

جبتک ہی کاخ آسمان جبتک ہے توام از دجان
جبتک ہے بنیاد جہان حاصل رہے عمر و دم

قصیدہ در مدح وصی علی خان بہادر

ذرا تو چین دے او دل تجھے خدا کی قسم
کہ اور فکر مین ہے آج خاطر برہم

خیال صاف کو گلگشت باغ مضمون ہے
برس رہی ہے طبیعت بشکل ابر کرم

کہان عروس سخن ہے کوئی بلا لائے
کہ ہے ضرورت اشعار کچھ کہین گے ہم

مزاج کو سر مشاطگی معنے ہے
کھلین گے زلف کی مانند عقدہائے اہم

نسیم او ٹھا و قلم وقت امتحان آیا
جمال شاہد تجویز مین دو حسن رقم

خیال مدح رئیس زمانہ ہی دل کو
ادب کی جا ہی یہان گردن قلم ہو خم

جھکاؤ سر پے تسلیم عرض حال کرو
کہ اے امیر فلک مرتبہ جہان کرم

کمال مضطرب الحال تھا خوشا قسمت
نصیب مجکو ہوئی آج بوسہ ہای قدم

بس اب زمانہ تحریر نام اقدس ہے
گلاب و مشک سے دھوتے ہین ہم زبان قلم

الٰہی اپنا کرم رکھ وصی علیخان پر
وہی سپہر کرامت کا نیر اعظم

زمانہ کہتا ہے اوسکو کریم ابن کریم
وہ اپنے وقت کا ہی آج دوسرا حاتم

نگاہ فیض اثر سے جو سوی گل دیکھے
در خوش آب ہو ہر ایک دانہ شبنم

ہوا ہی بزم طرب خیز کی یہ ہے تاثیر
نہ دیکھی چشم تصور بھی صورت ماتم

محب پنجتن پاک ہی دل و جان سے
فدای نام بتول و رسول ہے ہر دم

یہ فیض تیغ ہے اوسکا پڑے جو اعدا پر
ہر ایک زخم مین پیدا ہون سو دہان باہم

وہ باخدا ہی جو نکلے زبان سے اقرار
بصورت خط تقدیر ہو نہ بیش و نہ کم

فروغ روی مبارک ہی آیت اسلام
بجا ہے کہیے اگر اوسکو قبلۂ آدم

وہ آفتاب جہانتاب ہی اگر چاہے
ہر ایک ذرّہ مین پیدا ہو نور کا عالم

خلاف اوسکا جو چاہے تو ہو خلاف ایسا
ہٹے مزاج عناصر سے اتحاد بہم

نہ روح جسم کو دیکھے نہ جسم صورت روح
کہ جس طرح سے قضا و قدر نہین توام

وہ برگزیدۂ حق ہے کہ وقت عزم دعا
عجب نہین جو ہو تقدیر سے زیادہ رقم

نہین ہی یاد خدا سے وہ کوئی دم غافل
ہمیشہ ذاکر حق ہین لب و زبان باہم

صفای قلب سے کشف ضمیر حاصل ہے
نہین ہے آینۂ دل پہ زنگ ناز و نعم

انجونکو راست بنائی خیال شوق اوسکا
مٹے کشاکش شانہ سے زلف کا ہر خم

کہان نصیب جسے لی بوسۂ رکاب اوسکا
ہزار بار اگر پشت آسمان ہو خم

لکھون مین وصف اگر کچھ جمال روشن کا
رہے زبان پہ یہ پر فسانۂ آدم

جبین وہ ہی کہ جسے لوح نور کہتے ہین
بھوین نہین پئی دشمن کھچی ہی تیغ دودم

مژہ مین نوک وہ ہی سمجھے ہر حسین نشتر
دم نظارہ صفین کی صفین ہین برہم

نہین وہ چشم کنارہ حیا مین ہی معشوق
کہ جسکے رشک سے نرگس ہے سرنگون ہر دم

نہین ہی بینی شفاف شمع نوری ہے
بجا ہی گر الف اللہ کا اوسے کہین ہم

لبو نہین ہی اثر قم دم سوال و جواب
کہ زندہ کرتے ہین دلہای مردہ کو ہر دم

دہن نہین ہے وہ ہی درج ذکر الا اللہ
کہ جسمین ہی کلمہ حق کا ہر زبان ہر دم

غرض نمونۂ قدرت ہی سر سے تا ناخن
کہان مجال قلم ہی جو وصف سب ہون رقم

اب اور طرز کے اشعار چند لکھتا ہون
مزاج جوش مین آیا پھری عنان قلم

کریم وقت ہی تو ای امیر الاجاہ
ہزار گردن تسلیم تیرے در پہ ہو خم

نگاہ لطف سے مجھ خستہ حال کو بھی دیکھ
کہ بھول جاؤن فلک کے تمام جور و ستم

ثنا ئین تیری کرون اور رہون ذلیل و خراب
یہ شرط لطف نہین ای رئیس اہل کرم

اب اور کون ہے ایسا کہ جس سے حال کہون
سناؤن کسکو مین اپنا فسانۂ ماتم

غریب و بیکس و ناچار و مضطرب ہون مین
رئیس عیش ہو تم مین اسیر رنج و الم

فقط نگاہ عنایت کی آرزو ہے مجھے
زیادہ اس سے نہین چاہتا خدا کی قسم

نسیم طول سخن ہو چکا بس اب خاموش
خطر کی جا ہے مبادا مزاج ہو برہم

حضور قلب سے مانگو خدا سے جو چاہو
پڑھو دعا کی بھی اشعار چند سن لین ہم

الٰہی تا کہ رہین مہر و ماہ گردون پر
الٰہی تا کہ زمین پر ہو نور کا عالم

نصیب عمر خضر رتبہ سلیمان ہو
رہے ستارۂ اقبال جلوہ بخش قدم

ایضاً

بہار آئی کھلی ہین غنچے نئی مزین ہی چمن کا سامان
وظیفۂ گل ہے اندنون مین ترانۂ عندلیب نالان

فسردہ خاطر ہوی ہین واعظ ہجوم سے وا امنگ پرکے
بڑھے ہین چاک پیرہن کے کہ ہی گریبان انفس و ابان

فسانۂ غم نے بعد مدت اثر دکھایا ہے غفلتون کا
ہوی ہین مصروف چارہ سازی دل طپان خاطر پریشان

کھلی جو سنبل کے زلف برہم مزاج از خود ہوے ہین برہم
طواف مین ہی نگاہ پیہم نثار ہوتے ہین تحفۂ جان

سبو و ساغر چھلک رہے ہین بہک رہے ہی زبان و دہن ہین
سرور مے سے ہے لغزش پا بڑھی ہین افتادگی کی احسان

لباس سے تن کو مخلصی ہے مٹای دیوانگی نے جھگڑا ہی
ہوی تعلق سے پاک دامن نہین ہی تہمت گریبان

صدا یہ دیتا ہی کوس دو دن تم انہ صبح عید سینے
جگا رہا ہے خیال تازہ کو خواب غفلت سے ہر سخندان

نسیم خستہ جگر بھی پیہم سنا رہا ہی نوید مضمون
نہین ہے بھروسا ہی زندگی کا رہینگے یہ یادگار دوران

زمانہ فیض سخن سے میری بشکل عرش برین ہے روشن
بلند یونہی ہی فکر عالی جہا نہین ہون آفتاب تابان

مزاج مشتاق گفتگو ہے خیال مصروف جستجو ہے
پڑھو وہ مطلع کہ جسکی عظمت مین سر جھکائین ہر اک سخندان

مطلع

سپہر جاہ و جلال و شوکت فروغ خورشید جود و احسان — وصی علیخان وصی علیخان وصی علیخان وصی علیخان

ترقیون پر ہی جوش ہمت بتر بانی بخشش ہین دوست دشمن — جہان مین ایسا ہی کون باقی نہین جو خوان کرم پہ مہمان

بہت سے پہیر پوڑ یا رہین ہم نظر سی گذر تمام عالم — نہ پایا ایسا ہمین اعظم کہ جسکو لکہتے امیر دوران

نہال لے برگ تہا جہان مین کیا ہی ابر کرم نے سیر — بشکل شمشاد سایہ گستر بہ رنگ شاخ چمن گل افشان

شمیم اخلاق بیمثل سے سمٹ کے رہ رہ گئے ہین غنچے — حیا سے ہر گل کا سر ہے ہی ہل گئی صورت گلستان

ہزار سائل جو در پہ آئین تجاہی محروم ایک وہ بہین — رہے ہے تیرا دست گوہر افشان ہمیشہ مانند ابر نیسان

دعای طول حیات مین گر لبو نکو تکلیف مدعا ہو — دہان سائل مین کیا عجب ہے لعاب ہوجائے آب حیوان

جو دیکھے آیات مصحف رخ تو راست کفر سرنگون ہو — رہے نہ بنیاد لات و عزی ہر ایک کافر بنے مسلمان

نہین باقی ہین کوئی ایسا کہ جسکو شوق قدم نہین ہے — نہان ہین ہر آستین آرزو مین کہ جیسے مومن کا نور ایمان

زبان تیغ و سنان سے سن لے جو مژدہ مرگ ناگہانی — تن عدو پہ جبر آتے ہین بصورت غنچہای خندان

دعا مین تاثیر تم نکیون ہو قبول خالق ہر ایک سخن ہے — حیات خزان نذر پہ لب ہے اجل ہے کو سود کشیدہ دامان

تکلم مین لاکہون کرامتین ہین نہ بانہمین نعت مثنیٰ ہین — ہزارون اسیر شہادتین ہین کریگا تعریف کیا سخندان

زبان سے تیری جو حکم نکلے تو دوا اثر وہ کلام بخشے — ملے حیا کو عمر و دولت عدو کو پہنچے قضا کا فرمان

دوا اثر ہی خدا نے تجکو روا ہی حاجات نیوہی سبکا — شفای امراض کو مجرب ہی نام تیرا جا بجا ہی درمان

جو مانگی حق سے تو ای مکرم مطیع فرمان ہو سارا عالم — ہوا و جن و طیور سمجہین تجہے سلیمان ابن سلیمان

قصیدہ در مدح نواب حضور محل صاحبہ دام اقبالہا

اندیشہ نہ ہے حلقون پہ جو روزگار — حاصل ہے مثل زلف مجہے طول انتشار

امیدوار ہون دل مشتاق کیطرح — یارب دکھا جمال تمنا پہ ایکبار

آغوش مین مرادہو لب پر ہون قہقہے — چہلکون بسان ساغر لبریز بار بار

بر بستہ ہون بصورت وصف ملیح مین — گہٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن اختصار

دیکھا کرین حسین جہان جوش شوق مین
پیدا ہو مجھ مین صورت ولہائی اغدار

لپٹون بشکل پنجہ ساقی سبو سے رو رو
جھولوٹن لبسان دامن جانان ہزار بار

گردن جھکاؤن مثل قلم التماس مین
چہرہ دکھاؤن صورت مضمون آبدار

الفاظ مین بصورت معنی چھپا رہون
مطلب کے دون خبر جو زبان سے ہون آشکار

خاطر مین آکے قصد یہون منہ مین جالگے بات
پوچھون جو تا بہ گوش مخاطب ہو بیقرار

ای خامہ بس تہیۂ تمہید تا کجا
لکھ جلد کو نے مطلع مضمون آبدار

مطلع

تا آسمان خطاب معلی کی ہے پکار
بانوے شہ حضور محل صاحب وقار

ہمت وہ دی خدا نے کہ شاعر کی بھی زبان
قاصر ہے جسکی وصف مین با عجز و انکسار

ازبسکہ ہے سخاو مروت مزاج مین
مقبول بارگاہ الٰہی ہین جملہ کار

خورشید حسن نور خدا روی پاک ہی
باتون پہ ہی کرامت صادق کا اعتبار

آنکھون مین ہے لحاظ نگاہون مین احتیاط
ممکن نہین خلاف شریعت ہو کوئی کار

جو جسکی آرزو ہے وہی ہے زبان پر
پیدا ہی قلب صاف مین پنہان و آشکار

عصمت وہ ہی کہ خامۂ نقاش کائنات
مس کر سکا نہ کھینچ کے تصویر آبدار

شبنم کے بدلے برسین گھر آسمان سے
خواہش دعا کی ہو جو بدرگاہ کردگار

ہی حب اہلبیت کا اسدرجہ دل مین جوش
حورین جنان مین کرتی ہین تحسین ہزار بار

خورسند فاطمہؑ ہین علیؑ خوش رسولؐ شاد
راضی حسن حسین سمجھتے ہین دوستدار

مد نظر ہے آٹھ پہر سب کی پرورش
محظوظ ہی ہر ایک رفیق اور اہل کار

مین بھی ہون جبہ سا بامید نگاہ لطف
ای بانو عفیفہ و خاتون با وقار

پہنچا یہ حال اور گزارش مین کیا کرون
رو نے ہی بیکسی مری قسمت پہ زار زار

الطاف و عدہ مین نہ کمی کیجیے حضور
فضل خدا سے آج موافق ہی روزگار

صد شکر سرخرو مین ہوا اب جناب سے
جو کچھ کہا تھا دیکھ لیا بعد انتظار

واجب ہی پرورش کہ بہت بیقرار ہون
افلاس کی خراش سی دل ہی شگاف وار

بخشے ہین برہمی نے ہزارون طرح کی پیچ
شاید کہ اپنی زلف سمجھتا ہے روزگار

مثل مزاج یار ہے مصروف اہتمام
کیا کیا گمان بد ہین بحال نحیف وزار

ہنستا ہون مثل خندۂ زخم جگر اگر
سیتا ہے بخیہ گر دہن و لب ہزار بار

اظہار مدعا سے پشیمانیان ہوئین
کھو بیٹھے اپنے ہاتھ سے سامان اعتبار

ارزان ہوا ہون طعنۂ معشوق کی طرح
گر مفت ہی بکون تو نہین کوئی خواستگار

اب کون جز حضور ہی ایسا جہان مین
جسکو ہو رحم جانب دلہاے بیقرار

بس اے نسیم روک زبان و قلم کو تو
دے نذر دیکھ قدرتِ خلاق روزگار

وقت دعا ہی عرض تمنا مین دیر کیون
قسمت دکھا رہی ہے دم لطف کردگار

یارب لاین باغ دہر مین جبتک وہ رنگیان
دورِ خزان کبھی ہے کبھی موسم بہار

دشمن برنگ برگ خزانی ہو زرد رو
احباب چھپون مین رہین صورت ہزار

تمت

رباعی

تن آتش غم سے بے جلائے نرہون
سینے کو کباب بے بنائے نرہون

وہ لذت عشق مین نے چکھی ہی نسیم
سو دل ہون تو یار بے لگائے نرہون

ایضاً

انسان کا جو کذب پر شعار آتا ہے
خاطر پہ ہر ایک کے غبار آتا ہے

یہ وعدۂ یار کچھ عجب شی ہے نسیم
گر جھوٹ بھی ہو تو اعتبار آتا ہے

واہ کیا رتبہ ہی فکرِ طبع حق آگاہ کا
خوب ہی آزاد رہنا مردِ حق آگاہ کا
دیکھنا کیا مرتبہ ہی عاشقون کی آہ کا
گھٹ نہین سکتا گھٹانے سے بھی کامل کا کمال
چاہتا ہون دید تیری عالم ایجاد مین
گر نہوتا او نہین شامل عکس نورانی ترا
سب مین اور سب سے الگ ہی پاکدامانی تری
جسطرح قالب مین جان ہی اسطرح ہر جا مین تو
کیا ملی وہ زخم ازل سے جسکو تو بخشے فراق
کیا غرض عشاق کو عمال خوب و زشت سے
تیرے صدقے امتحان کر لیجیو او پردہ نشین
مجبوری کو چھوڑ ظالم راستی کر اختیار
دل کسی صورت تو بہلے کیون تم آزردہ ہوے
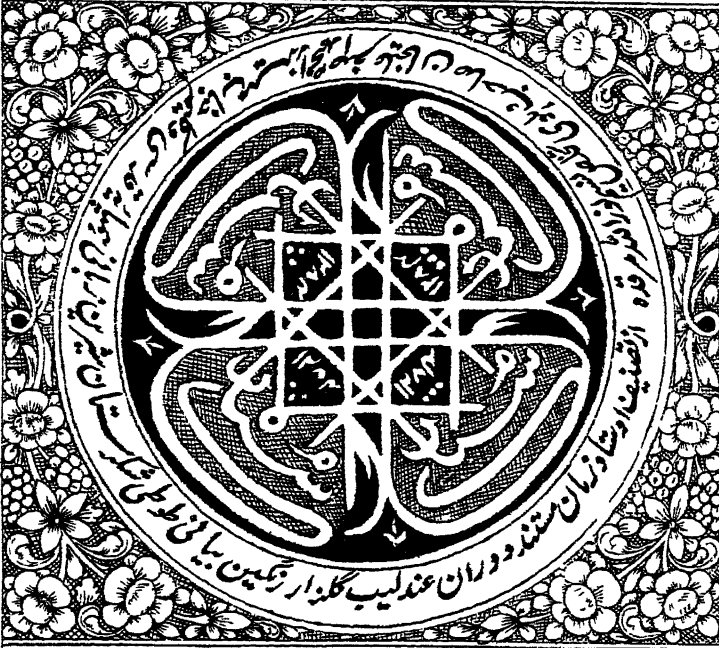
سایہ ہی بالای مطلع چترِ بسم اللہ کا
کھینچیے قشقہ جبین پر مدِّ بسم اللہ کا
اوّل و آخر مین جسکے حرف ہی اللہ کا
بی الف معنی سے کب خالی ہی لفظ اللہ کا
مین نہین جویا ہان ہون ای پیاری تجمل و جاہ کا
جلوہ خوش آتا کسی تصویر مہر و ماہ کا
بعد ملنے کے جدا ہی لفظ جیسے راہ کا
یہ فقط دہوکا سا ہی نامِ گدا و شاہ کا
خامہ کر سکتا نہین بخیہ شگافِ آہ کا
ہم نہین رکھتے بھروسا توشۂ ہمراہ کا
حوصلہ دیکھ اپنے مشتاق اجازت خواہ کا
خوب دیکھا ہار ہی انجام اولٹی راہ کا
شور بیتابی نہین ہی زمزمہ ہی آہ کا

۲	مین تو او سکے روی روشن کا ہون دیوانہ نسیم تنگ ہی جسکو نقاب حسن جلوہ ماہ کا	۱۵

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا
بیہوش کیا ہی کسی با ہوش نے مجکو
صدقے ترے او شافع روح و تن عاشق
تو پیش نظر روح فدا شوق ہم آغوش
دوزخ کو بجہا دون عرق شرم سے اپنی
مرنے پہ بہی لائی نہ تری نکہت گیسو
جز بیخودی شوق نہ گریہ ہی نہ فریاد
کیا فکر عذاب لحدی مردہ دلون کو
خاموش زبان شرم سے آنکھین سوئ الو
شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ
عاشق کی ہی یہ خاک قدم رکہہ کی گزرجا
قربان او ٹہا عارض پر نور سے پردہ
مدت سے ہی یہ دہن تری کوچے مین بنے قبر
مطلب ہی مرا عارض پر نور کا جلوہ

غل نالہ زنجیر مین ہی صل علے کا
جہگڑا نہ رہا یاد عذاب دوسرا کا
وہ غیظ مین اب قت ہی وعدے کے وفا کا
اب ہاتہ نہ جہان او ٹہا مینگے دعا کا
ایا ہو جو تیری نگہ لطف فزا کا
احسان نہ ہوا روح پہ بہی باد صبا کا
لی دوست جہٹا ہمسے تعلق ہی فنا کا
ہی اور ہی جہگڑا ترے مفتون لقا کا
مین صدقے یہ انداز ہی تسلیم و رضا کا
ہر زخم جگر لفظ بنا صل علے کا
بوسہ ہی ملے کوئی عذار کف پا کا
مرجاون نہ عاشق پہ ہو احسان قضا کا
ہو اوج پہ اقبال مرے بخت رسا کا
عاشق ہون ترا نام کو بندہ ہون خدا کا

۳	اعمال نسیم اپنے برے ہین کہ بہلے ہین لیکن ہی بہروسا ہمین محبوب خدا کا	۲۱

بزم غم کو دیکھکر دل خوش ہوا جلاد کا
قید مین آنا بہت دشوار ہی آزاد کا
خود فراموشی اثر ہی او س پری کی یاد کا

شور ماتم کیا ترانہ تہا مبارکباد کا
غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا
دل دکہانا خاص شیوہ ہی مری فریاد کا

ہاتھ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا
دیکھتا ہے دور سے قابو نہین صیاد کا

قبر پہ آیا ہے دینے کو مبارکباد مرگ
یہ نیا ایجاد ہے میرے ستم ایجاد کا

واہ کیا رعب جنون ہے اپنے صدقے جائیے
ہاتھ کیسا کانپتا ہے جسم بھی فصاد کا

پاؤن جنت مین نہ رکھا تھا کہ نکلی تن سے روح
بیکسی نے رو دیا منہ دیکھکر شداد کا

ایک کیا دو چار بوسون تو خوش کر لین مجھے
سہل سمجھے شاد کرنا وہ دل ناشاد کا

یاد آئین بیڑیان اور وہ گرانی طوق کی
کم ہوا سودا مرا منہ دیکھکر حداد کا

وصل کی کیفیتین فرقت مین دکھلا دیجیے
وہ دہن چومی مرا مین بوسہ لون فرہاد کا

اوسکے کانو تک گئی ممنون احسان ہم ہوئے
آج اپنے جی مین ہے منہ چومیے فرہاد کا

جب چھپاتے تیر نظر آیا مرے دل کیطرف
ڈھیر ہوتا ہے نشان بھی خانۂ آباد کا

کہتے کہتے رہ گئے ہنگام استفسار حشر
کچھ محبت آگئی منہ دیکھکر جلاد کا

روز جور تازہ سہنے کی ہمین طاقت کہان
دیکھیے ایجاد کب تک اوس ستم ایجاد کا

مجکو بھی تجدید عادت مین رہا کرتی ہے فکر
جسطرح پہلو بدلتا ہے ترے بیداد کا

باوفا ہون بیوفائی کا نہین آتا خیال
رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا

دیکھ لیتا ہے جو اوسنے آنکھ سے دیکھا نہین
شوق تیرا نور دل ہے کور مادرزاد کا

کیون نہ خنجر ٹوٹ جائے آکے تیرے ہاتھ مین
حسن کی گرمی سے کشتہ ہوگیا فولاد کا

محب دنیا الفت زر دلسے دم بھر کم نہین
اسپر اے زاہد ارادہ ہے خدا کی یاد کا

بعد آزادی بھی مدت تک نچھوڑا اپنے گھر
آگئی شرم وفا منہ دیکھکر صیاد کا

۲۲	حق خدمت چاہتا ہے چلکے رہیے اے نسیم بعد تو نسے آہ ویران ہے قفس صیاد کا	۴

منظور ہے ناپنا کمر کا
پیمانہ بنا ہے نظر کا

تہا شام سے دغدغہ سحر کا
دھڑکا ہی لگا رہا گجر کا

سینے مین سے کچھ آئی آواز
پھوٹا کوئی آبلہ جگر کا

آنسو پونچھین گے کب تک احباب
ٹپکا نہ رکے گا چشم تر کا

دل ہی تو ہے کیا عجب بہل جاے
کچھ ذکر کرو ادہر اودہر کا

کیون زلف دراز کھولتے ہو
کیا خوف تمہین نہین کمر کا

کچھ بے ادبی ہوئے مقرر
سینہ بیدہا گیا گہر کا

تنہا نہین گوشۂ قفس ہے
جھگڑا ہے ساتہ بال وپر کا

محتاج کفن نہین ہے بلبل
پردہ کافی ہے بال وپر کا

رہتے نہین ایکدم کسی جا
بتلائین نشان خاک گہر کا

کیا کیا ہمنے نہ خاک اوڑائی
پایا نہ غبار تیرے در کا

ہو آپ کے کان تک رسائی
اللہ یہ مرتبہ گہر کا

اے دل کنجِ مزار دیکہا
بہلا یہ مقام ہے سفر کا

یاقوت کہان مرے دہن مین
ٹکڑا ہوگا کوئی جگر کا

رخصت جو کہ رہے رہو
اے جان خیال ہے کدہر کا

جبتک ہے کچھ حیات باقی
رستا دیکہین گے نامہبر کا

آنکھون مین خیال او رہی ہر
جلوہ کیا دیکھیے قمر کا

آرام کہان نصیب ہمکو
کھٹکا درپیش ہے سفر کا

پہونچے مرے ہاتہ تک تو فصاد
منہ لال کرون گا نیشتر کا

دو ڑے پے لینے قدم اجل کے
دہوکا ہوا یار کی خبر کا

ٹہرو لاشہ اوٹھے تو جانا
جھگڑا ہے اور دوپہر کا

۵
کیون آئے نسیم نیند ہمکو
سرر کہ کے زمین پہ یار سر کا
۶

صد چاک ہی مانندِ کتان چاک جگر کا
آنکھو نمین تصور ہی جو اک رشک قمر کا

دامن کے یہ قدرت ہی کہ اس جوش کو روکے
اُمڈا ہوا دریا ہی مرے دیدۂ تر کا

شرم آئی ہی اک پردہ نشین کا ہومین زخمی
منہ دیکھے گا جراح مرے زخم جگر کا

رخصت ہی تن زار سے اب جان حزین کے
ملجاؤ گلے سے کہ زمانہ ہی سفر کا

ہم عاشق مشتاق سخی تجکو کہین گے
بوسہ ہمین دے ای گل تر اس لب تر کا

۶ | مجکو سبب مرگ ہے نظارۂ ابرو
کشتہ ہون نسیم اوسکی اسی تیغ دو سر کا | ۱۱

تم تک مجھی لایا تھا جوش اس دلِ مضطر کا
اب جاؤن کہان رستا معلوم نہین گھر کا

دشمن کو ہٹاتے ہین اب مجکو بلاتے ہین
لو اور نئی سوجھی منہ دیکہ کے خنجر کا

خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین رسوا ہین
کیا تجسے کہین پیارے جو حکم مقدر کا

اک عمر کا قصا ہی برسون ہی کا جھگڑا ہی
سنتے وہ اسے کبتک طومار ہی دفتر کا

البتہ شگون بد ہی صرصر کی سی آمد ہی
گھبرائے نہ کیون بلبل منہ دیکہ گل تر کا

مشتاق رہے برسون وعدے ہی ہوئے لاکھون
لیکن نہ ملا بوسہ ایجان لب تر کا

ناحق کو جلاتے ہو کیون ہمکو بلاتے ہو
دشمن تو ابھی تک ہی پہلو سے نہین سرکا

عالم سے نرالا ہی ہر ایک سے بالا ہی
حاجت نہین کچہ رکھتا محتاج ترے در کا

مفلس ہین کہان سامان تو آکہ نہ آئیجان
ارمان بہت کچہ ہین توڑا نہین یان زر کا

اب دلمین نہ اپنے ڈر تو شوق سے سو کیا
حافظ ہی مرا نالہ ہر رات ترے در کا

۷ | اوسنے جو پڑھا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا
تلودن کو ملا پیرون سر میرے سے کبوتر کا | ۱۵

تنک کرتا ہی بدل جاتا یہ سو سو بار کا
رنگ رخ نے ڈھنگ سیکھا ہی مزاج یار کا

ایکدم فرصت نہین کیا ازدہام خلق ہی
رخنۂ دل ہو گیا روزن تری دیوار کا

حد نہین معلوم ہوتی پڑ چکی کیا کیا نظر
طول ہی زخموں کے دامن مین شب بیمار کا

عادت بے سود کھو دیتی ہی آنکھون سے وفا
کچھ اثر رکھتا نہین خندہ لب سوفار کا

اب تو ہر زخم جگر ہے دامن ابر بخیل
تر نہین ہوتا ہی سو بو سونِ لب سے فار کا

جذب وحشت کا اثر اتنا تو دیکھا آنکھ سے
آبلو ن کے منہ مین آ جا نا زبان خار کا

ایک نقطہ دیکے خامے نے پتا بتلا دیا
آج ثابت ہو گیا ہونا دہان یار کا

روی روشن کی حرارت سے پکا جاتا ہی دل
آج سمجھے نور مین بھی خاصہ ہے نار کا

رہگیا ہی کچھ جو کانٹو نمین الجھ کر جا بجا
تار دامن اب نظر آتا ہی گیسو خار کا

دنکو طعنو نکی گذر ہین رات کو دشنام تلخ
کیا پسند آیا مکان انکو دہان یار کا

کسطرح آگی بڑہون مانع ہی کچھ پاس ادب
آ نہ جائے زیر پا سایہ تری دیوار کا

آسمان پر کچھ شفق پھولی نظر آنے لگی
عکس جا پہونچا تمہارے دامن گلنار کا

شغل افغان کے لیے بلبل کریگی اعتکاف
باغبان گوشہ بتا دے دامن گلزار کا

جو اسی سنتا ہی پھر سوتا نہین آرام سے
اب ہمارا ذکر نالہ ہو گیا بیمار کا

۸	چشم عاشق بنگیا ہون اسلیے مین ای نسیم شاید آ جائے نظر جلوہ جمال یار کا	۱۱

بند کی شب آنکھ دہیان آیا جو روی یار کا
ہو گیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا

وای قسمت ایک صورت پر نہین جب دیکھیے
خاصہ پیدا کیا دل نے مزاج یار کا

اس تمنا پر فقط مرتے ہین ای جان جہان
حشر کو دیکھین گے ہم جلوہ ترے دیدار کا

ایکساعت مین بدل جاتی ہی سو سو بار یہ
خاصہ تقدیر مین ہے پہلوی دلدار کا

دوست کی امید سے دشمن کبھی خالی نہین
سایہ پا ڈہونڈہتا رہتا ہی سر ہر خار کا

اسقدر لطف تلون دیکھو ہر شی مین ہی
بڑہ کی گھٹ جاتا ہی سایہ بھی ترے دیوار کا

اور ابھی چندی ٹھہرای صدمہ درد فراق
حوصلہ نکلا نہین ہے خاطر غمخوار کا

کسطرح آرام سے بیٹھین کہ بعد از چند روز
پیش ہے ہمکو سفر اک منزلِ دشوار کا

اِس فریب کہنہ کے مشتاق ہم بہی ہوگئے
کسکو آتا ہی یقین ظالم ترے اقرار کا

آج سب پہیلائین دامن جسقدر محتاج ہین
امتحان کرنا ہی ہمکو چشم گوہربار کا

۹ دیکھیے کسطور سے یہ رات کٹتی ہی نسیم ۱۰
آج کچہ عالم دگرگون ہی دلِ بیمار کا

پہر غلغلہ ہے آمدِ فصلِ بہار کا
بگڑا مزاج میرے دلِ بیقرار کا

آرام کی ہوس دل بیتاب میں کیون
کیا پہلوِ مزار بہی پہلو ہی یار کا

بوسے فریب سے جو لب یار کے لئے
برہم معاملہ ہے مرے اعتبار کا

رحم آچکا تہا شرم نے سمجہا دیا کچہ اور
بگڑا نصیب پہر کسی امیدوار کا

گر جانتے جگا ہی گی بر خیز حشر کی
احسان نہ لیتے راحتِ خواب مزار کا

یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو
کہٹکا نجائیگا مژۂ آبدار کا

اے چرخ بس تہیۂ تکلیف اب نکر
احسان اوٹہا چکے ہین بہت روزگار کا

وصلت کی رات تو نسی شب غم نہ بہولنا
ابدل رہے ضرور لحاظ انتشار کا

جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر
میرا سا ابتو حال ہوا روزگار کا

جب دیکھیے کجی کے سوا راستی نہین
بل لے لیا مزاج نے کچہ زلف یار کا

دم بہر کے دیکہنے کی تمنا ہمین نہین
شرمندہ ہو گناہ بہی کیا ایکبار کا

تیرے ستم عدو کے دعا نے کیا اثر
بدلا ہوا ہی حال کچہ اس خاکسار کا

ہان تو اگر بلا ہی تو آؤن مین ہر طرح
ہے تجکو اختیار مرے اختیار کا

آتے نہین وہ ہا ہی یہان جال غیر سے
اقبال اوج پہ ہی شب انتظار کا

پابوس آسمان سے شرف ہو تہین نصیب
پہر حوصلہ بلند ہے اپنے غبار کا

ہوجا ہی ہمسے پرسش اعمال بہی تو خوب
وعدہ بہت دراز ہی روزِ شمار کا

۱۰

وحشت مین بہی نہ ترک محبت ہوا نسیم
منہ آبلون نے چوم لیا نوک خار کا

۱۶

سنگ تربت لال ہی میرے تن محرور کا
حشر کی گنتی ہی دن منہ تک ہی ہی صور کا
گہل گیا تہا جسم اسدرجہ ترے رنجور کا
اہل جنت کو رہا کرتی ہے اکثر آرزو
دیکھیے کچہ دن ہوا ہین اسکو آہ سرد کی
صاعقے دو چار جا لپٹے جو میرے آہ کے
دیکھتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسی کو تہی
ایک لقمہ عمر بہر کو بس ہی قانع کے لیے
جم گیا ہی خون کا قطرہ نظر کیا آئی خاک
کھینچ لون آغوش مین ہفت آسمانسے یار کو
کثرت دولت مین لطف خانہ بربادی بہی ہی
کم حقیقت کے لیے پرسش کبہی ہوتی نہین
مین نہین کچہ بادہ کش کیون گہورتا ہی محتسب
ہاے کیا دیکہا کہ مجکو دیکہنے آتے ہین لوگ
حال دل چہیڑا تو بولے اور کچہ فرمائیے

پہول کملاتا نہین گرکر چراغ گور کا
حاملہ ہی قبر لاشہ لیکے مجہ رنجور کا
ایک لقمہ بہی نہ تہا لاشہ وہان مور کا
میرا افسانہ بہی ہے شاید سراپا حور کا
جوش خون گرم سے منہ آگیا ناسور کا
روشنی دینے لگا دامن شب دیجور کا
دلمین روشن ہی مرے شعلہ چراغ طور کا
بند ہوکر منہ نہین کہلتا دوبارہ گور کا
آبلہ رکہتا ہی دیدہ جوہر ساطور کا
پاس ہی وقت تصور گو ہو رستہ دور کا
شہد کے ہونے سے لٹ جاتا ہی گہر زنبور کا
کون استفسار کرتا ہے تردد مور کا
آبلے ہین دل کے یہ خوشہ نہین انگور کا
تہرلایا یاد آنا قامت مستور کا
ذکر خوش آتا ہی کسکو قصہ مشہور کا

۱۱

کون سن سکتا ہی کسکو اتنی طاقت ہی نسیم
اپنا ہر نالہ ہے پروردہ کنار صور کا

۱۲

بسکہ ہون محو تصور شاہد مستور کا
مختصر تہا اسقدر لاشہ ترے رنجور کا

دل مین عالم ہی مرے فانوس شمع طور کا
گنبد مدفن نظر آتا ہی بیضہ مور کا

میری ہستی اک صدا ہی جو نہ آئی کان تک — شور پنہان ہون سو وہ بھی خندہ ہائی ور کا

مرگئے لیکن ہوای شوق ہی چمکی ہوئی — دوڑتا ہی ہر طرف شعلہ چراغ دور کا

کسقدر لطف خموشی ہی طبیعت کو پسند — ہم لبشانا تک ہی نہین رکھتے دہان گور کا

کھینچ لائی اونکو تاثیر دعا آغوش مین — شکر ہو لے عیش سے حق ہگیا مزدور کا

ترک لذت شرط ہی آرام ہستی کے لیے — سر کچلواتی ہی حرص قند ہر زنبور کا

تلخ طینت کے لیے شیرین زبانی ہی ضرور — دیکھتے ہین شہد سے لبریز سینہ زنبور کا

سوز پنہان نے جلا کر مجکو ٹھنڈا کردیا — آتش غم نے اثر پیدا کیا ہے نور کا

گھبرا نے اسقدر کثرت سے رنج و یاس نے — دل ہے مرے سینے مین چھتا ہوگیا زنبور کا

ہیبت فریاد سے میری نکل سکتا نہین — صور مین پوشیدہ ہی نالہ دہان صور کا

١٢

مصرع ناسخ پسند طبع والا ہی نسیم
ماہ ہی اک خال رخسار شب دیجور کا

١٧

ہر گھڑی کرتی ہی غل محرومی تقدیر کا — اشک ترکسنے چرایا دیدۂ زنجیر کا

خون پلایا جب ہوا اوس سے سائل شیر کا — نوک پستان نے مزا چکھا سنان تیر کا

درد کی لذت نہین باقی دہان زخم مین — لے لیا کسنے مزا ظالم زبان تیر کا

حوصلے بر صاحب ہمت کے صدقے جائیے — سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا

بھید قاتل کا کھلے کیونکر زبان کہتا نہین — ہر دہان زخم گویا ہی دہن تصویر کا

شوخیان وحشت دکھاتی ہی نئے انداز سے — چشم آہو بنگیا حلقہ مری زنجیر کا

رات دن ابتو گزرتی ہی بڑے آرام سے — تم پر احسان ہی مری فریاد بے تاثیر کا

بعد مردن کیا سبک ساری مجھے حاصل ہوئی — بوجھ بالاے لحد ہی چادر تنویر کا

جب وہ سننے بیٹھتے ہین آنکہ مین آتی ہی نیند — کیا اثر رکھتا ہی افسانہ مری تقدیر کا

مرگیا مین فوج سے پہلے وہ رحمت دوست تھا — کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا

لفظ بی معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہیں
خط مہمل ہو گیا لکھا مری تقدیر کا

وہ قتیل باوفا تھا میں کہ برسوں ہو چکے
قطرۂ خون بن گیا چھالا لب شمشیر کا

جسم وہ گھر ہے کہ معمار ازل کو بعد مرگ
حوصلہ باقی ہے پھر اس قصر کی تعمیر کا

صبح صادق جسکو کہتے ہیں وہ ہے موی سفید
رات اک رنگ خضابی ہے سپہر پیر کا

حال بیتابی جو مرغ روح کا نامی میں ہے
مائل پرواز ہے کاغذ مری تحریر کا

تھا دم طفلی جو مجکو شغل آہ سرد سے
آسکے جم جاتا تھا میرے منہ میں قطرہ شیر کا

۱۳ دیدہ و دانستہ دل اپنا پھنسا بیٹھے نسیم
حلقۂ گیسوی پیچان دام تھا تزویر کا ۱۳

کم نہیں وحشت میں بھی رتبہ مری توقیر کا
پاؤں میرا مردمک ہے دیدۂ زنجیر کا

کسقدر رغبت سے جو ساہی دل مجروح کے
نطق تک باقی نہیں رکھا زبان تیر کا

رستی ممکن نہیں کج طینتوں کے واسطے
خم نہیں جاتا کسی سے ابروی شمشیر کا

ہے پریشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہیں
خواب سے پہلے اثر پیدا ہوا تعبیر کا

واہ ری قسمت حسن کے دولت کو لوٹیں تیرہ رو
طرہ ہای شمع رکھتا ہے دہن گلگیر کا

مجکو طفلی میں بھی فرقت کی غذا موجود تھی
خون ہو جاتا تھا قطرہ میرے منہ میں شیر کا

لاکہ دیرینہ ہو لیکن عشق سے بچتا نہیں
آفتاب ایک داغ تابندہ ہے چرخ پیر کا

بول اوٹھا گوسالۂ زر ایک ہی افسون میں واہ
سامری نے سحر سیکھا تھا تری تقریر کا

شب کو اوٹھتی ہیں جو ہوکیں سینے سے آہ سرد کے
ڈنکو بجتا ہے جرس فریاد بے تاثیر کا

پاک وہ ہیں کلک قدرت نے نہیں مس ہی کیا
صاف ہے کاغذ ہمارے نامۂ تقدیر کا

تھا وہ سوز استخوان چنگاریاں اوڑنے لگیں
آتش افشان ہو گیا لوہا سنان تیر کا

اسکو بھی تعلیم ہے شاید تمھارے شرم کی
کوئی کچھ پوچھے مگر چپ ہے دہن تصویر کا

۱۴ زیب کی حاجت حسینوں کو نہیں ہوتی نسیم
پیرہن نے بخیہ ہے خورشید کی تنویر کا ۱۱

نکل آیا وہ گھبرا کر دل اوسکا اسقدر دھڑکا
صدا بجلی کی دی نالے نے جب منہ سے مرے کڑکا

ٹھہر کچھ دن ہین وے مست اندازونکا وقت آئیگا
نہال نو دمیدہ ہون کھٹکا وسا کیا مری جڑ کا

ہمیشہ خاک و خونمین مجکو بیتابی ہٹایا کی
بشکل مرغ بسمل کونسے پہلو نہین پھڑکا

خیال عارض وستن ہین صبح و شام یکسان ہے
یہان آٹھون پہر پیش نظر ہے نور کا تڑکا

یہ سچ ہے وقت پر بے رونقی بہی کام آتی ہے
نہال خشک کو کھٹکا نہین ہوتا ہے پت جھڑ کا

نہ کیون پنہان کرون دامن مین اسکو کم نگاہونسے
سمجھتا ہون مین اپنا اشک گلگون لال گودڑ کا

گزرتا ہے سلامت واقف انجام مطلب سے
نہین بیتا کھٹکتا آنکھ مین ہے قافلے بھیڑ کا

لیے ہین گل کے بوسے آج کس جرأت سے بلبل نے
ہرا سو یا کیا گلچین کوئی بیتا نہین کھڑکا

چھپایا پردہ فانوس بنکر جسم عریان نے
درون استخوان سے جس گھڑی شعلہ کوئی بھڑکا

بجز ایما کلام عشق مطلب سے معرا ہے
کسی پر راز کھل سکتا نہین مجذوب کے بڑ کا

۱۶	فصاحت کے خلاف آئی نظر سب قافیے ہمکو نسیم ایسی زمین پر کیجیے اطلاق بھیڑ کا	۱۵

فصل گل آئی زمانہ ہے جنون کے جوش کا
ہمت اے ساقی یہی ہے وقت نوشا نوش کا

بات کر سکتا نہین دیوار کے بہی سامنے
دیکھکر وزن گمان ہوتا ہے مجکو گوش کا

چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے توبہ شکن
خود بخود بو دینے لگتا ہے دہن مینوش کا

کیا ہوا ہے جو مرے دل کیطرح وہ چھپ رہا
حال چلکر پوچھئے کچھ دلبر روپوش کا

کس غضب کے روشنی دیتا تہا شب کو ہے یہ
ہر ستارہ روکش خورشید ہے پاپوش کا

تنگ آکر دوست اوٹھ جاتے ہین میرے پاس سے
اب دہان زخم بہی منہ ہو گیا مینوش کا

ہاتھ اوٹھا کر دوست کرتے ہین دعائین رات دن
تیر آنا ہو گیا ہے مجھ مین آنا ہوش کا

نالہ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر
اپنے کانون پر گمان ہے مجکو گل کے گوش کا

مثل خم اُبلا چلا آتا ہے دل ناصح معاف
غیر ممکن ہے سنبھلنا خاطر پرجوش کا

اوٹرا احسان قاتل کے کہانتک شکر ہون
بعد مدت آج اوترا بار میرے دوش کا

پھر سبو آئی جھلکے شیشے ہوے لبریز جام
رخصت ای زاہد زمانہ ہی وداع ہوش کا

صبر کر سکتا نہین ملتا ہی سب کچہ گوارے
بھول جاتا ہی بشر سامان رزق و وش کا

ایک جیب پیرہنے سے لاکھون رحتین جو دی ہین
مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا

بی ارادے بہی ہوا کرتی ہین اکثر زینتین
پیچ گیسوین گیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے ڈہکتا ہی کیا ساقی مجھے
خم اوٹھا پھر دیکھنا دل مجھسے دریا نوش کا

مین تو کیا ہون گا ترا انکی کاروان ہونگی اسیر
بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا

۱۶ — ۱۷

بیخبر رکھتا ہی مجکو جوش وحشت ای نسیم
مدتین گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا

اس درجہ تہا قلق مجھے رد سوال کا
دریا بہا کیا عرق انفعال کا

اللہ رے تردد خاطر کی کثرتین
تو وہ بنا دیا مجھے گرد ملال کا

ایسی سہی کہ اور کو سہنا محال ہی
افسانہ لکھنا چاہیے ہی میرے حال کا

ممکن نہین کہ چشم تصور سے دیکھیے
کیا وصف ہو زبان سے رخ بیمثال کا

کیون مجہ شکستہ حال کی مٹی ملای تہی
ثابت رہا نہ ایک بہی کوزہ کلال کا

بوسہ رقیب کو نملا صد ہزار شکر
دہوکا ہوا کیا اونہین میرے سوال کا

دی پیرہن نہین ہی پس از مرگ میری روح
دامن سپہر کا ہی گریبان ہلال کا

کیا کہیے اونکی بیدہنی خود جواب ہی
ناحق کو حوصلہ ہی بتون سے سوال کا

کیا کیا ٹٹولتا ہی جگر دل ادہر اودہر
استاد ہی خدنگ نظر دیکہ بہال کا

اچلا کیا طپش دل سے مدتون
لوہا ہوا گداز جو تیرون کے بہال کا

کیا اس حرام خور کو جز مردہ ہی نصیب
آیا نہ منہ مین گور کے لقمہ حلال کا

شعلو مین آفتاب مین انجم مین ماہ مین
جلوہ کہان کہان ہی تمہارے جمال کا

تکرار ایک بوسے مین تمکو بجا ہیے
دل توڑتے ہو عاشق آشفتہ حال کا

جلوہ یہ وہ نہین جو نظر آسکے آنکہ کو
خورشید عکس ہی ترے نورِ جمال کا

روتے وہ میری لاش کو لیکر کنار مین
مرنے کے بعد لطف ملا ہی وصال کا

حیرت نہ کس طرح سے تصور کو ہو مرے
آئینہ سامنے ہے کسی کے جمال کا

سہنی پڑی ہین مجکو بڑی آفتین نسیم
عاشق ہوا ہون ایک بتِ خرد سال کا

۱۷ ۱۰

حرفون کے ملے جوڑ بڑھا حسن رقم کا
ہر لفظ کے پیوند مین بخیہ ہی قلم کا

کیا طاعت کا ہش ہی کہ اوٹھتی نہین گردن
جب دیکھیے سر کو مرے سجدہ ہی قدم کا

عاشق کو نہین دولت دنیا کی تمنا
جو داغ ہی سینے مین نمونہ ہی درم کا

آنکھون کو سکھا دیجیے بیداری کا مل
احسان اوٹھائینگے نہ ہم خواب عدم کا

سو لین گے تہ خاک جھپک جائینگی آنکھین
آجائیگا جھونکا جو کوئی خواب عدم کا

آنکھون کے تقاطر سے خبردار ہو دامن
کچھ اور ارادہ ہی مرے ابر کرم کا

ہم خوب سمجھتے ہین یہ ایجاد تمہاری
ضبط لب خاموش اشارہ ہی قسم کا

مرنے کی بہی امید نہین خوبی تقدیر
پہلے ہی لہو خشک ہوا تیغ دو دم کا

پہاڑ ینگے ہٹا لیتے ہی داغ دل سوزان
تارے کی طرح جیسے شب تاریک مین چمکا

رہتے ہین نسیم اوس رخ گلگون کے نظارے
جلوہ ہی مری آنکہ مین گلزار ارم کا

۱۸ ۱۷

اوٹھانا بار منت شاق تھا پیراہن تن کا
ہوی خشک آنکہ مین آنسو لیا احسان نہ دامن کا

مزہ مستی کے بوسون ہی کا بخیہ گری مین
کہ از خود لب سے لب لپٹا ہوا ہی چاک دامن کا

یہانتک لاغری لو انکی نے مجکو بخشی ہی
او تر کر پاؤنکی بیڑی بنا ہی طوق گردن کا

مزے بیتابی فریاد کے جب یاد کرتے ہین
کلیجہ منہ تک آجاتا ہی ناقوس برہمن کا

مدد سے غیر کی فریاد کرلیتے ہین بیجس بھی
کہ روح قالب ناقوس پایا دم برہمن کا

مجھے حیرت ہی کیون قسمت سیہ ودام کرتی ہی
کہ آنکھین بند ہین منہ تک نہین کہلا ہی گلشن کا

وہ دور مشت ساقی ہین یہ زنجیرونکی حلقے ہین
ہماری پاؤنکا عالم ہوا شیشے کی گردن کا

صدا دی سینہ بلبل ہین دل ٹوٹ جانیکی
سحر کو دست گلچین نے جو توڑا پھول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو خون گرم نے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا

کہین کیا ہم فروغ زیست اپنا بعد مردن بھی
رولاتا ہی ہمین ہنسکر شرارہ سنگ مدفن کا

نہایت ناتوان ہون زیر خنجر ہل سکون کیونکر
مری بالائے گردن بوجھ ہی دیوار آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
لہو چاٹا جو ای کافر مسلمانونکی گردن کا

نگھبرا ای دل نالان بڑی مدت مین ہم سوچے
بلا لیتے ہین اب اونکو ارادہ ہو کی دشمن کا

جھکی جاتی تھی گردن نیند کی جھونکونسی محشر مین
تعلق تھا جو کچھ آنکھونمین باقی خواب مدفن کا

مبارکباد کا انجام بھی آغاز ماتم ہے
چھری صیاد کی دیکھی جو منہ دیکھا تھا گلشن کا

زبان نے حسرت پیری کے باتین کیون سناتے ہو
ابھی تو نوجوانی ہی مزہ دیکھا ہو دل نہ جوبن کا

۱۳	نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سامع ہی بشکل مہر چمکا نور مضمون طبع پرفن کا	۱۹

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسم بیجان کا
نہین دیتا لہو تک زخم نوچاک گریبان کا

جنونکی تیز دستی سے نہ فرق آجای عصمت مین
عجب کیا چاک دامن ہو کی بوسہ لے گریبان کا

جنونکی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہی
گلی ملنے کو آیا اسلیے حلقہ گریبان کا

مجھے آسائش دامان مادر سے تعلق کیا
کہ پروردہ ہون طفلی سی مین آغوش بیابان کا

گلونکے زخم بو دینے لگے اوٹھ باغبان جلدی
پڑا ہی جلوہ رخسار کس ماہ درخشان کا

کسی صورت کو استقلال عالم مین نہین ہوتا
اثر باقی ہی آنکھونمین مری خواب پریشان کا

لحد مین بھی نہ پھیلا پاؤن تک احسان ظالم کی
مزا چکھا نازرنگ نے آغوش زندان کا

کسیکو بھی گوارا صحبت مفلس نہین ہوتی
کدورت سے تعلق کیا وہ نہین جو پاک طینت ہین
جو آزاد ازل ہین قید سے اونکو تنفر ہے
بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
نظر آتا ہون زندہ مر کے اک طفل [illegible]

نہ کہا شمع نے منہ ایک شب گور غریبان کا
نہین ممکن جدا ہو کبھی خار سے دامن بیابان کا
جدھر سے چاہیے موجود ہی رستا بیابان کا
اثر ہے وعدۂ دلدار مین خواب پریشان کا
اثر بخشا ہے مجکو عشق نے مرگ سلیمان کا

۲۰ — کیونکر بلبلین چہکین نہ فور گریہ سے میرے
نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہے گلستان کا — ۱۰

نہین ہین ہٹتے مجھے خویش رہا جھگڑا نہین انکا
بتاتی ہے وہ اپنا لطف مین ممنون ٹھہرا ونکا
بہت یاد آویگا جس روز رخصت ہو گیا جوبن
نہین لگتی پلک آٹھ ہی پہر مین حسن کے جلوے
نہ کہنا تم مبارکباد مجھسے اپنے آنے کی
وہ پہلی پہلی بوسہ لے لیا مینے جو عارض کا
ندامت کیا بری شے ہے وہ ہمکو جو بہت سے بیٹھے
مین ڈرتا ہون تمہاری خو سے جو دہیان آتا ہے
ہٹا ابر کمیں جلوۂ عارض مین فرق آیا

وہان دامن نہین پایا صبا مطلع گریبان کا
اجل سے سامنا ہے آج اک ظالم کی احسان کا
تمہین بھی اکدن ارمان ہوگا میرے ارمان کا
نگاہون مین چمکتا ہے تصور روے جانان کا
سہارا ٹوٹ جائیگا مری شبہاے ہجران کا
ندامت سے عجب عالم ہوا اوس نو پشیمان کا
نہین منہ دیکھنے کے قابل امید پشیمان کا
مزا دیتی ہے حسرت سے مجھے خواب پریشان کا
نقاب شام سے منہ چھپ گیا صبح گلستان کا

۲۱ — نسیم اک طرز پر رہنا نہین اچھا کہ ہر لحظہ
بدلتا ہے نیا انداز الفاظ غنچہ لبخوان کا — ۱۵

عروس فکر رنگین کو خیال آیا جو تزئین کا
بلا ٹلتی ہے بخشش سے بہا ای چشم تر آنسو
کھلا قرآن تو وہ سمجھے مرے شکونکا دفتر ہے

شگاف خامہ شانہ بن گیا زلف مضامین کا
ملی کچھ دامن خالی کو صدقہ روح غمگین کا
اوٹھی شرما کے بالین سے جب آیا وقت یٰسین کا

بہار آئی جھکاتے سر گلون کیفِ مستی سے
پڑا ہی گردن ہر شاخ تر مین ہاتھ گلچین کا

سیاہی جم گئی مضمون آہ سرد لکھنے سے
ہوا ہی بیند ہر قطرہ شگافِ کلکِ رنگین کا

بشکل مرغ بسمل اور بڑھ جاتی ہی بیتابی
دل مضطر کو طعنہ ہو گیا ہی نام تسکین کا

عجب کیفیتین دیتی ہین اپنی داغ پیراہن
گمان ہی دامن گلرنگ پر آغوشِ گلچین کا

جگایا خواب سے سوتے ہوؤنکو میرے نالون نے
ہلایا آسمان پر جا کے بازو مرغِ زرین کا

لگا دے ہاتھ تو تختِ سلیمان ہو کی اوڑھ جا
جنازہ ہی ہمارا ای پری خواہان ہی تمکین کا

الجھتی ہی زبانِ کلک مثلِ شانہ لفظون سے
گمان ہر سطر پر ہی دامن گیسوی پرچین کا

درستی ہو نہین سکتی انھین جو برہم طینت ہین
نہی ہی استخوان سے جسم میری شمع بالین کا

وہ سرعت دے دعا کو مطلب بیتاب نے میرے
کہ برسون قافلہ ڈھونڈا کیا فریاد آمین کا

سپیند نقطہ کرتا ہی قلم سیلے سے لفظون پر
نہین کچھ خوف مضمون غزل کو چشم بدبین کا

نہ پڑھیے شعر ہرگز کچھ سبکدوشی ہی بہتر ہے
اوٹھائے کون احسان دوستون کے شور تحسین کا

۲۲	نسیم اب قدردانی اشتیاقِ سامعین پر ہی دکھایا لطف ہمنے ہر طرح سے طبع رنگین کا	۱۷

ماتم بہت رہا مجھے اشکِ چکیدہ کا
آخر کو پاس آ ہی گیا نورِ دیدہ کا

نام فراق پھر نہ لیا مینے عمر بھر
تھا ذائقہ زبان پہ عذابِ چشیدہ کا

اب وہ مزا نہین لبِ شیرین کے قند مین
چوسا ہوا ہی یہ کسی خدمت رسیدہ کا

ای چرخ پیر زور جوانی سے درگذر
اب پاس چاہیے تجھے پشتِ خمیدہ کا

ابرو مین خم جبین مین شکن آنکھ مین غضب
کیا مدعا ہے قاتلِ خنجر کشیدہ کا

دولت غرض نہ تھی جو دعا سے ہو حصول
تھا ورد مدعا مرے دستِ کشیدہ کا

ای ساکنانِ چرخ معلےٰ بچو بچو
طوفان ہوا بلند مرے آبِ دیدہ کا

وہ ناتوانیان ہین کہ جسمِ ضعیف پر
جامہ ہی عنکبوت کے دامِ تنیدہ کا

بے دید دید مین نہین آتے کسیطرح
گم آشیان ہی طائرِ رنگِ پریدہ کا

اوڑتے ہین ہوش کوئی بہلا کسطرح سنے
افسانہ تیرے وحشی از خود رمیدہ کا

او گل خیال ہے عرقِ جسم کا ترے
شیشہ ہی دل ہمارا گلابِ چکیدہ کا

یادِ نگاہِ مست سے ہی دل کو انتشار
پیمانہ ہے خراب شرابِ چکیدہ کا

قاتل خدا سے ڈر ہوسِ ذبح تا کجا
نالہ نہ سن کسی کے گلوے بریدہ کا

مستی کے ولولونکا جوانی مین لطف ہی
پیری مین دہیان چاہیے قدِ خمیدہ کا

جلوے دکہا رہا ہے یہ فرشِ زمردین
سبزہ مزار پر ہے گیاہِ دمیدہ کا

چڑہتی ہی روز چادرِ گل جلتی ہین چراغ
یہ ڈہیر ہے ضرور کسے برگزیدہ کا

۲۳ | بالون کو ای نسیم رنگو گے خضاب سے
کسکو عصا بناؤ گے پشتِ خمیدہ کا | ۲۲

جو عاشق ہو تو کچہ سمجھے یہ نکتہ آشنائی کا
ملا ہی حکم کیون سجدہ مین ہمکو جبہ سائی کا

نہین از خود فراموشی کو ہی گہونٹ اور بہی ساقی
کہ چکر دے رہا ہی دورِ دردِ آشنائی کا

نہین ہی اکدم فرصت بہلا دم لے سکین کیونکر
کہ ہر دم مین ہمارے دم ہی افسون آشنائی کا

عبث حرفِ تکلم ہی لبِ خاموش پر تیرے
دہانِ تنگ شاہد ہی سخن ناآشنائی کا

اذیت شستشو کی پاک طینت کب اوٹہاتی ہین
مصفا ہر کدورت سے ہی خرقہ آشنائی کا

غرض پیالے سے کیا حاصلِ فقیری ترکِ دنیا ہی
ہمارا ہاتہ کیا کم ہی ہمین کاسہ گدائی کا

فقیرون کی لیے دنیا و دین دونو مہیا ہین
کبہی خالی کبہی لبریز ہی کاسہ گدائی کا

وہ کافر ہی جو تجکو دور اپنے سے سمجھتا ہے
ہمارا دل ہی آئینہ ہی تیری خود نمائی کا

جہکے زاہد کے سر پائی صنم پر سجدہ کرنے کو
خدا کی شان بت کرنے لگے دعوی خدائی کا

مذاقِ خدمتِ صیاد مدت مین ملا ہمکو
مبارک ہو قفس اب فاتحہ پڑہیے رہائی کا

نہین شرطِ وفا صیاد تنہا چہوٹ جاوین ہم
کہ طعنہ دینگے ہم صحبت مرے مجکو رہائی کا

بہ صنم بھاتی ہی کب اے دل یہ فصل برشکال
قہر ہی آفت ہی ہمکو دیکھنا برسات کا

وہ نہ آئے کسقدر ہم راستا دیکھا کیے
اس ہوا مین ہو گیا عالم ہوا برسات کا

کسکا دل ایسا دکھایا ہی کسی بیدرد نے
ہی جو اشک تر سی عالم جا بجا برسات کا

اسقدر آنسو بہائے ہمنے جل تھل بھر گئے
لوگ کہتے ہین مہینا تو نہ تھا برسات کا

وہ مہینونکا تقاطر ان مین برسونکی جھڑی
رنگ شکوون کے مقابل کب جما برسات کا

چشم گریان کو اجازت دیکے ہجر یار مین
دیکھلین گے ایکدن ہم حوصلا برسات کا

غرق ہین بحر ندامت مین سراپا آب ہم
ابر تر برسے کسے ہی دغدغا برسات کا

مسی ملنے مین جو چمکی دانت اوس مغرور کی
آگیا مجکو نظر اک صاعقا برسات کا

چشم تر کے ولولے ہین چار دنکی واسطے
اہی صنم رہتا نہین موسم سدا برسات کا

ہو گیا لبریز صحرا گریۂ لاکھونکے تھم
زور اینکی تو نہایت بڑھ گیا برسات کا

پھر وہی چہلین وہی اٹکھیلیان ہون یار سے
جلد آجاوے مہینا ای خدا برسات کا

٢٦

کم ہوا رونا تو ٹھنڈی سانس بھرتا ہون نسیم
فصل سردی کی ہوئی موسم گیا برسات کا

١٨

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
وہ قسم ہون جو یار کھا نہ سکا

اسقدر ضعف تھا کہ تیر ناز
تھی تمنا مگر اوٹھا نہ سکا

مرکے ٹھنڈا کہین نہ ہو جائے
اس لئے وہ مجھے جلا نہ سکا

بخل دیکھو تو میرے تربت پر
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا

اوٹھ نہ جاوے رقیب محفل سے
مجکو پہلو مین وہ بٹھا نہ سکا

تھا جو اشک عزیز خاطر ہین
دیدۂ تر مجھے بہا نہ سکا

حسن تیرا وہ ماہ تابان تھا
ابر گیسو جسے چھپا نہ سکا

دار فانی مقام لغزش ہے
کوے اپنا قدم جما نہ سکا

ہنسا کو سے وقت تہا ئے
حال دل یار کو سنا نہ سکا

بجا تا تہا پڑے رہیں گے وہیں
اس لیے یار گھر بتا نہ سکا

نہ منا لڑ کے وہ بہت چاہا
ایسے بگڑے کہ پھر ہنسا نہ سکا

دیکھکر بد دماغیاں اونکی
نامہ بر خط مرا پڑھا نہ سکا

کسطرح عرض مدعا کرتا
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا

آرزو مند رہ گیا مجنون
میرے آگے فروغ پا نہ سکا

کینہ شوق رقیب تہا ای دوست
کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا

کیا ندامت ہوی ہی قاتل سے
ناز خنجر گلو اوٹھا نہ سکا

خوف تہا غش او نہیں نہ آجائے
ہیں شگاف جگر دکھا نہ سکا

۲۷	ناتوان تہا نسیم اسد رجہ کہ وہ زنجیر پا ہلا نہ سکا	۱۷

آباد غم و درد سے ویرانہ ہے اوسکا
ٹوٹا ہوا جو دل ہی وہ کاشانہ ہی اوسکا

جس دل میں کہ ہی شوق وہ پیمانہ ہی اوسکا
جس آنکھ میں ہی کیف وہ میخانہ ہی اوسکا

جب دیکھیے کہتا ہی وہی ذکر سنا و
معلوم ہوا شوق ہی دیوانہ ہی اوسکا

بیہوش اگر ہیں ہوں تو با ہوش کہاں ہے
جو خلق ہی اس ہر میں دیوانہ ہی اوسکا

ذرات ہی یہ مسکن انوار تصور
سینہ جسے کہتے ہیں پریخانہ ہی اوسکا

جوبن کی صفائی سے پہسلتی ہیں نگاہیں
پڑتی ہی جدہر آنکہ پریخانہ ہی اوسکا

ای دل ہوس وصل سے مشتاق ہیں محروم
جان اول دیدار میں بیعانہ ہی اوسکا

جو سینہ روشن ہی وہ ہی منزل الفت
جو دل صفت شمع ہی پروانہ ہی اوسکا

کہتے ہیں جسے حسن وہ ہی شمع جہانتاب
کہتے ہیں جسے عشق وہ پروانہ ہی اوسکا

جب فصل گل آتی ہی صدا دیتی ہی وحشت
زنجیر کا غل نالہ مستانہ ہی اوسکا

دیکھا تو سفر روح کو ہوتا ہی اوسی سے
کہتے ہین جسے موت وہ پروانہ ہی اوسکا

گوہر سے فزون دیدۂ عاشق کے ہین آنسو
دامن مین ہی معشوق کے جو دانہ ہی اوسکا

گر گوش حقیقت شنوا ہی تو سمجھ لے
جو شور ہی اس دہر مین افسانہ ہی اوسکا

کچہ رتبۂ عاشق سے بہی ایجان ہو خبردار
سامان کئی روز سے شاہانہ ہی اوسکا

منہ عاشق صادق کو نہ چڑہ واعظِ مکار
ہر حال مین جو حال ہے رندانہ ہی اوسکا

آگاہ نہین قصۂ منصور سے ایدل
دشمن ہون زن و مرد وہ یارانہ ہی اوسکا

۲۸	کیا پوچھتے ہو حال نسیم جگر افگار دیکھا جسے خوش وضع وہ دیوانہ ہی اوسکا	۵

بگڑے وہ لاکہ طرح نگر غل نہو سکا
مین اپنے صدقے یان بہی تامل نہو سکا

گو ہچکیان رہین مجھے مینا کے یاد مین
لیکن ادا ترانۂ قلقل نہو سکا

ممکن نہین مرا دل پژمردہ شاد ہو
کمہلا گیا جو غنچہ وہ پہر گل نہو سکا

اللہ رے جوش آپکی بخشش کے بعد بہی
اشکو نسے میرے ترک تسلسل نہو سکا

۲۹	بگڑا ہوا مزاج سنبہلتا نہین نسیم طعنونکا اونکے مجسے تحمل نہو سکا	۱۳

ہی رخصتِ جان حال مین بتلا نہین سکتا
رہوار بہت تیز ہی ٹھیرا نہین سکتا

وہ ضعف ہی ایجان کہ کہین جا نہین سکتا
مین عمر گذشتہ کیطرح آ نہین سکتا

کچہ خال سے بہی کم ہے کنارِ لحدِ تنگ
آرام کہان پاؤن تو پہیلا نہین سکتا

قاصد کی طبیعت بہی ہوی خاطرِ نادان
سنتا ہی مگر یار کو سمجہا نہین سکتا

ہون خاطرِ پژمردہ کہان تازگیِ شوق
لطفِ چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا

پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ ترے دل کا
ڈہونڈے بہی اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا

سیاحِ عدم قید تعلق سے ہین آزاد
دامِ رگِ تن روح کو الجہا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے
پہاہا کوئی تا زخم جگر آ نہین سکتا

تقصیر شب وصل ہے شکوہ بھی تمہارا
شرم آتی ہے تا نوک زبان لا نہین سکتا

لاکھون گرہین ہین دل عاشق کی طرح سے
شانہ شکن زلف کو سلجھا نہین سکتا

رکتے نہین سیاحِ عدم اشک کی صورت
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا

رکھتے نہین گوش شنوا عاشق جانباز
دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہین سکتا

۳۳

مشکل ہے تسنیم اب کہ میسر ہون وہ راتین
کھوئی ہوئے آرام البشر پا نہین سکتا

۱۷

مختصر ہونے مین ای یار جو قابو ہوتا
خال بنکر مین ترا نقطۂ ابرو ہوتا

تیرہ بختی مجھے گر افعی پیچان کرتے
جب بھی ای یار ترا سایۂ گیسو ہوتا

کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسار پہ
کاش ای آفت جان مین ترا آنسو ہوتا

خوب ہی پھر تو سمجھتا مین دل دشمن سے
ایک ساعت مرے پہلو مین اگر تو ہوتا

اور چندے نظر آتا نہ اگر روی سحر
طول شب سلسلۂ دامن گیسو ہوتا

خوب پہلو مین سلاتا تجھے بے کھٹکے مین
گر مرے پاس جگا یا ہوا جادو ہوتا

واہ کیا خوب گذرتی نفس چند ا دل
ہم بغل مجھسے جو وہ یار پری رو ہوتا

نقطۂ مار سیہ کا مجھے رہتا دہوکا
ذرہ افشان کا جو ہم صحبت گیسو ہوتا

ڈھنگ آتا جو اسے روز بدل جانیکا
میرا نالہ بھی مزاج بت بدخو ہوتا

جب سمجھتے تجھے ہم صاحب تاثیر ا دل
زیب آغوش جو وہ دلبر مہ رو ہوتا

دل نہ اٹکا کسی بے رحم سے ورنہ ہر دم
سامنے آنکھ کے آئینۂ زانو ہوتا

پھر تو بے آب ہزارونکے گلے کٹ جاتے
خم شمشیر جو ہم صورت ابرو ہوتا

کچھ نہ کچھ صورت امید نظر آجاتی
دھیان قاتل کا مری طرح جو یکسو ہوتا

سچ تو یہ ہے نہ پڑا بار محبت ورنہ
خم مری طرح سے ہر سرو لب جو ہوتا

بعد مردن بہی دکہاتی مری وحشت تاثیر
خاک ہو کر بہی ہین کہ در رم آہو ہوتا

یہ ستم کاہے کو سہتے بت ظالم کے کبہی
ہمکو اپنے دل مضطر پہ جو قابو ہوتا

۳۱

جابجا شوخی خاطر نظر آتی ہے نسیم
کونسے شعر مین تیرے نہین پہلو ہوتا

۱۰

چہپ چہپ کے و دریچے سے نظارا نہین ہوتا
مدت ہوئی ایجان اشارا نہین ہوتا

کب جاتی ہین ہم دولت و شام سے خالی
کس روز یہ احسان تمہارا نہین ہوتا

دربان گہر کہتے ہین خفا ہوتے ہین اغیار
کس کس کا ترے در پہ اجارا نہین ہوتا

فرماتے ہین اغیار سے کیونکر نہ ملین ہم
آتے ہین احبا تو کنارا نہین ہوتا

اتنا تو کہو حشر مین دکہلائینگے صورت
مرجاتا ہی انسان جو سہارا نہین ہوتا

رکہتے نہین ہم پہر بہی اوس سینۂ عشاق
وہ دل جو ترے تیر سے اوتارا نہین ہوتا

دکہلاتے ہین گو شمع صفت شعلۂ پنہان
لیکن تری محفل مین گزارا نہین ہوتا

کیون کہینچ کے شمشیر لگاتی نہین اک ہاتہ
مرجاؤن مین یہ بہی تو گوارا نہین ہوتا

برسو نسے سکتے ہین کہان صورت آرام
مدفن مین بہی اپنا تو اوتارا نہین ہوتا

۳۲

آتی ہین نسیم آپسے وہ گہر پہ ہمارے
گردش مین جو طالع کا ستارا نہین ہوتا

۸

شکوا ہی نہ غصا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا
کیون آپکو ڈر کا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

چپ رہنے دو دم بہر مجہے للہ نچہیڑو
اب اس سے بہتر کیا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

اوس لطف زبانی کو ذرا سوچیے دلمین
یہ عذر تو بیجا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

منہ میرا نہ کہلواو کہ ہو جائینگے لب بند
دیکہو ہی اچہا ہے کہ مین کچہ نہین کہتا

ڈرتا نہین جو دلمین ہو دشمن کی لگائے
اونپر یہ ہویدا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

کیون مر کہتے ہو عادت سے ہون مجبور دگرنہ
کچہ آپسے پردا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

اب وہ بھی یہ سمجھا کہ یہ سمجھا میری گھاتین
اہبات سے ڈرتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

۳۳ — ۱۲

ہر روز نئے ڈھنگ ہین خاطر کے نسیم آہ
کل سے یہی سودا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

گو طوق پڑا بوجہ مگر تن نہین رکھتا
کیا خوب گریبان ہی کہ دامن نہین رکھتا

مین وسوسہ رشتۂ وسوزن نہین رکھتا
یہ اشک ہے موتی ہی کہ روزن نہین رکھتا

وہ رنج اوٹھاتے ہین کہ فردای قیامت
جینے کی تمنا پس مردن نہین رکھتا

گلشن کیطرح باغ مین رکھتا ہون ہزارون
پر میرے سے داغ ایک بھی گلشن نہین رکھتا

ہوجاتے ہین آنسو مری آغوش مین دریا
والے کی تمنا ہو وہ خرمن نہین رکھتا

بنکر کمر یار نہان ہون مین نظر سے
تکلیف کی امید بھی دشمن نہین رکھتا

اب کام پڑا اوس دل بیدرد سے ہمکو
بھولے سے بھی جو غربت شیون نہین رکھتا

صحبت کو اثر ہی یہ یقین کیجیے کیونکر
خاصیت بت ایک برہمن نہین رکھتا

ہر لحظہ ہی اک گردش نو مثل تصور
مین ایک جگہ صورت مسکن نہین رکھتا

کب سینۂ سوزان مین بھڑکتے نہین شعلے
کس ذرہ مین کیفیت گلخن نہین رکھتا

ظلمت کدۂ دہر مین کیونکر نہو ممتاز
جز شمع کوئی قامت روشن نہین رکھتا

۳۴ — ۷

کروٹ بھی بدلنے کی نہین جا ہی نسیم آہ
مرکز بھی مین آسایش مدفن نہین رکھتا

کوی شیشہ نہین ای رونق محفل ٹوٹا
آہ کی ٹھیس سے لگے آبلۂ دل ٹوٹا

لیچلا دام مین صیاد رہائی معلوم
بارغ سے رشتۂ امید عنادل ٹوٹا

گھورتا ہی نگہ قہر سے کیون پھر پھر کر
کیا مرے ذبح مین خنجر کوئی قاتل ٹوٹا

قطرۂ زلف نہانی مین جو ٹپکا سر سے
مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا

مخلصی ورغبجن سے ہوی حاصل ہمکو
ایک ہی جھٹکے مین ہر بند سلاسل ٹوٹا

کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگر پانی ہے
ڈھونڈنا خیر نہین ہاے کہین دل ٹوٹا

۳۵

امتحان قوت بازو کا کیا جب کہ نسیم
شکر صد شکر کہ تنکا بھی بمشکل ٹوٹا

۱۴

وہ شعلے ہین بجوم آہ آتشناک سے پیدا
صدای الحذر ہی گنبد افلاک سے پیدا

ہوے مضمون اعلی میری طبع پاک سے پیدا
ہزارون آسمان ہین ایک مشت خاک سے پیدا

جھکے شیشے کھلے آغوش ساغر دخت رز چمکی
اٹھو مستو ہوا ہی آفتاب افلاک سے پیدا

لگانا منہ نہ اسکو قصد گستاخی مقرر ہی
تمنا ہی زبان ریشۂ مسواک سے پیدا

بچانا آنکھ دیکھو خلاف داب عصمت ہی
کہ چشم آرزو ہی حلقۂ فتراک سے پیدا

پس مردن جو دیکھا اوّل و آخر برابر ہی
وہی پھر خاک مین آیا ہوا جو خاک سے پیدا

ہوای دولت منعم نہین ہی خاکسارونکو
کہ ہر دم تازہ خلعت ہی لباس خاک سے پیدا

نکیون ہو جلوہ ہای نو عروس لطف مضمون مین
جو شانہ ہو ہماری پنجۂ ادراک سے پیدا

نہ پوچھی نکہت گل برق کوسون پیچھے رہجاے
وہ تیزی ہی تمہارے توسن چالاک سے پیدا

ڈرو انکار سے دیکھو ابھی ہی خیر لو سونپو
نہون کچھ اور تکلیفین دل بیباک سے پیدا

نگہ کی لوٹ سے آنکھون مین کیفیت نشے کی ہی
یہ دانہ خال کا ہی یا رگ تریاک سے پیدا

محیط موج خیز حسن مین ڈوبے نہین ملتا
کہ ساحل ہو نہین سکتا کسی پیراک سے پیدا

۳۶

نسیم اب سینہ سے چمکا فروغ داغ بیتابی
طلوع مہر ہی صبح گریبان چاک سے پیدا

۱۵

خدا جانے ہوا کس تفتہ دل کی خاک سے پیدا
کہ خوشے آبلونکے ہین نہال تاک سے پیدا

لحد پر ابر پابوسی ہوا افلاک سے پیدا
بھلا جز خاک کیا ہوگا ہماری خاک سے پیدا

غضب کی لذتین تیر نگہ نے تیری بخشی ہین
کہ لاکھون حسرتین ہین بستۂ فتراک سے پیدا

وہ جلوہ ایک ہی دیکھی اگر چشم حقیقت سے
کہین ہی نور مین ظاہر کہین ہی خاک سے پیدا

تعشق میں خیال و فہم سب بیکار رہتے ہیں
محبت ہے وہ ہو جو کچھ نہو ادراک سے پیدا

مقرر دل ہوا خون آہ سے دھنواں اشک گلگون ہیں
خبر ہے جا بجا منزل بمنزل ڈاک سے پیدا

حلاوت ہی کلام تلخ میں شیرین زبانی کی
مزا کیا کیا ہی دشنام بت چالاک سے پیدا

حجاب اکثر برہنہ خلقتوں کو کام آتا ہی
کہ زینت روح کی ہی جسم کی پوشاک سے پیدا

وہ لے دو چار کو لفین ترمی عالم کی سائل ہیں
کہاں تھے سانپ ایسے شانۂ ضحاک سے پیدا

نہیں تجہ سی الفت ہی کسی طفل برہمن کی
نشان رشتۂ زنار ہی افلاک سے پیدا

ادب آموز ہوں مدت سے طرز بیحجابی میں
مزے کیا کیا نہیں ہیں خاطر بیباک سے پیدا

اثر تھا گردش پیہم کا ایسا میری مٹی میں
ہوا دور تسلسل کاسہ گر کی چاک سے پیدا

سخن نافہم سے تکلیف تحسین نامناسب ہے
نہو یہ رتبہ بیگانۂ ادراک سے پیدا

عجب دور تسلسل ہے سمجھ میں کچھ نہیں آتا
کہ پیدا تاک دانے سے ہی دانہ تاک سے پیدا

٣٧	نسیم اپنے سخن کے خوف سے حاسد دہلتے ہیں یہ رتبہ ہے ثنائی صاحب لولاک سے پیدا	٥

دل ہی قابو میں نہیں نیور چلے کیا میرا
آج پرخاش پہ ہی مجھسے ارادا میرا

کھینچ شمشیر یہاں بھی ہیں ارادے کچھ اور
آج جھگڑا ہی مٹا جاتا ہی تیرا میرا

نہ اوٹھا منہ سے کفن لوگ سمجھ جائیں گے
ہائے رہنے دے لبس مرگ تو پردا میرا

حسرتیں دید کی جنبش نہیں کرنے دیتیں
روکنے آئے ہیں دشمن مرے رستا میرا

ہائے مرنے سے بھی راضی نہوا جی افسوس
حوصلہ کوئی بھی تمنے تو نہ دیکھا میرا

٣٨	ولہ	١٦

وصل کیو اسطے کل کہہ گیا جانان میرا
آج کیا حال کرے گی شب ہجران میرا

بوسے دینے نہ لیے گو کہ اجازت بھی ملی
آپکا مجھپہ کرم آپ پر احسان میرا

ہائے کیا قہر ہے کچھ میری طرح اب بھی
منہ چھپا لیتا ہی دلمیں مرے ارمان میرا

خوف تکلیف ہی سر کاٹیے اپنا کیونکر
روز شرماتا ہے آکر مجھے احسان میرا

ناتوانی کے اجازت نہ ملے گر چندے
ہاتھ ہو جائے گا پیوند گریبان میرا

مجکو باتین تری تاثیر کرین کیا واعظ
پاس ہی اوس بت بدکیش کے ایمان میرا

آنکھ کو دہیان ہے زلفونکی کہان ہی فرصت
ساتھ رہتا ہی مرے خواب پریشان میرا

سوؤن کیا ساتھ عدو کے تجھے پہر دیکھونگا
دہڑکے دیتا ہی مجھے خواب پریشان میرا

خبر وصل ہی سنکر یہ نہین خوش ہوتا
اسقدر یار سے آزردہ ہی ارمان میرا

چاہون جب چاک گریبان کو کرون تاج دریہون
روکیطرح مرے ساتھ ہی احسان میرا

کب مجھے وصل پریرو کی خوشی تہی ای غم
کیون مکدر ہی مزاج شب ہجران میرا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر
ہای منہ دیکھے گا آکر وہ مسلمان میرا

ہای اس پاس مروت نے گرانبار کیا
پہر گلے آکے پڑا میرے گریبان میرا

چارہ گر رکھ نہ کسی داغ جگر پہ پہاہا
کیون بجھاتا ہی چراغ تہ دامان میرا

بوسے لیتے ہین لبون کی گلہ بدعہدے
روز منہ چومتے ہین شکوۂ جانان میرا

١٥	کثرت گریۂ الفت سے یہ عالم ہے تسلیم کم سمندر سے نہین گوشۂ دامان میرا	٣٩

مبدل بے سبب کب ہے اجہا رنگ رو میرا
کسی کی جستجو مین ہے دل پر آرزو میرا

پریشانی کی پہلو مین دل افگار کی شکلین ہین
خبر کچھ اور دیتا ہی یہ لطف گفتگو میرا

مہیا ہی مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا
جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا

نہین ممکن جو کچھ ممکن نہو مرجانے والونکو
لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہے لہو میرا

امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاکدامن ہین
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا

ہوا ہون پاکدامن اوس ستمگر کی محبت سے
یقین ہی دوست ہو جائیگا شرماکر عدو میرا

جسے سمجھے تھے اپنا لو اوسیکو مدعی پایا
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا

نہین رسوا کریگا مجکو نا دم غیر کو دشمن
غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوشِ آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشقونسے چھٹ نہین سکتا
جدا ہوکر نہین ملجاتا ہے خنجر سے گلو میرا

نہ دیکھین آنکھ اوٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو
کسیکی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا

اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سی قتل کر لیکن
مناسب ہے رہے قاتل خیالِ آبرو میرا

کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا
نہین یاد آئیگا برسون یہ حسن گفتگو میرا

نہ چھوٹے گا چھڑائے سے ہزارون جھوٹ ہین تیکے
بہار دامن جلاد دیکھے گا لہو میرا

تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہین خاطر سے
نہ لے گا نام ہو لے سے بہی یارِ خوبرو میرا

۴۰	نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی بہت ابتر کریگی حال زلفِ مشکبو میرا	۱۰

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا
لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہوگا

ہاتہ پڑ جائینگے لاکہون نکے دم حشر بدل
چاک زخمونکی طرح دامنِ قاتل ہوگا

حشر کو کاغذِ اعمال دکہائینگے بشر
میرے ہاتہون مین فقط آبلۂ دل ہوگا

کیا عجب چونک پڑی خواب گران سے ہر گل
نالہ کرنے مین بہی جہانِ عنادل ہوگا

بوسے ہنسکر جو لبِ یار کے لے لیتا تہا
ساقیا جام نہوگا وہ کوئی دل ہوگا

کہتے ہین قتل کرین گے وہ لحد پر آکر
فیصلہ آج ہمارا سرِ منزل ہوگا

ہوگئی قتل مین تاخیر تو یہ جوش کہان
قصد قاتل کیطرح شوق بہی باطل ہوگا

ولولے ہین نفس چند کے تا فرصت عمر
کچہ دنون مین نہ یہ لیلی نہ یہ محمل ہوگا

آج غنچون نے صدائین جو نہین دین شاید
کچہ صبا کو ادب خواب عنادل ہوگا

۴۱	قدر رہنے کی نہین بات جو بگڑے گی نسیم قدح مہر بہی اک کاسۂ سائل ہوگا	۱۸

اس سے مرنا مجھے اپنا قلقِ جان ہوگا
کہ نہ دیکھے گا مجھے وہ تو پشیمان ہوگا

گر یہی آپکے انکار رہین گے تا صبح
وصل کی شب یہ گمانِ شبِ ہجران ہوگا

تو سلامت ہے تو عالم کو کرے گا مجسا
ہاے پھر کون مرے حال کا پرسان ہوگا

ہاے میرا یہ ہوا حال کہ تجسا بیدرد
خاص اسواسطے آتا ہے کہ پرسان ہوگا

مین تو عاشق ہون غلط آپسے لوگون نے کہا
شکوہ اوسکو نہ سمجھیے کوے ارمان ہوگا

ایکدل اوسمین ہوس تیرے ستم سے افزون
یہ وہ آئینہ ہے تو دیکھ کے حیران ہوگا

دم تو نکلا بھی مگر دل سے نہ پیکان نکلا
یہ بھی شاید اوسی بیرحم کا ارمان ہوگا

کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو
کیا جہنم بھی کوی کوچۂ جانان ہوگا

زندگی ہی نہین مشکل شبِ تنہائی مین
بے ترے مجکو تو مرنا بھی نہ آسان ہوگا

کیا سبب آپنے دی قیس کو مجپر ترجیح
آدمی مین بھی ہون وہ بھی کوی انسان ہوگا

تم بھرے بیٹھے ہو بگڑوگے کہون یا نہ کہون
ابتو جو نکلے گا منہ سے مرے ارمان ہوگا

قتل کر رحم کے بدلے کہین جل ہو مشکل
مجکو اس جینے سے مرنا بہت آسان ہوگا

مین تو مرتا ہون فقط حشر مین جینے کے لیے
کہ مرے ہاتھ مین وان آپکا دامان ہوگا

دینگے کیون رخصتِ برخاست تمہاری آنکھین
جو یہان آئیگا وہ آپکا مہمان ہوگا

سخت جانون کے لیے موت کہان او ظالم
سم بھی دیگا تو مرے حق مین وہ درمان ہوگا

بیٹھنے دیگی نہ کونے مین بھی وحشت مجکو
صبح کو زیرِ قدم صحنِ بیابان ہوگا

دیکھین کیا اوسپہ گزرتی ہے خدا رحم کرے
ہاے وہ اشک جو میرے تہِ دامان ہوگا

۱۱	کثرتِ داغِ جدائی جو یہی ہے تو نسیم ابتو اپنا بھی جگر رشکِ گلستان ہوگا	۴۲

زمانے مین کوے ایسا نہو گا
جو تیرے حسن پر شیدا نہو گا

ازل سے ہے یہی عصمت مآبی
کسی نے آپ کو دیکھا نہو گا

اوٹھاتا ہے ندامت کس لیے تو
یہ درد اسے چارہ گر اچھا نہو گا

ہزاروں مر گئے لیکن نہ دیکھا | کوئے تمسا بھی بے پروا نہوگا

کھے دیتے ہین یہ نیچے نگاہین | کہ بالائے زمین کیا کیا نہوگا

وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا | کہ اوس رستے مین پھر رستا نہوگا

قیامت جسکو کہتے ہین وہ ہی ہجر | کنارِ قبر مین مردا نہوگا

اگر خادم کوے جنت مین پونہچا | وہان کیا آپکا چرچا نہوگا

نئے دہمکی ہے یہ تو بندہ پرور | ندوگے دل تو پھر اچھا نہوگا

بنا کر حضرتِ واعظ کو نافہم | نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہوگا

۴۳	**نسیم** اب اونکی باتون پر نجاو بھلا کل وعدہ فردا نہوگا	۱۱

ہمپہ جو کچھ ہوا سب آپ پر کھل جائیگا | بندہ پرور دیکھنا جب دل کسی پر آئیگا

بخت بد دشمن فلک بیزار خویش و اقربا | کسکو رحم آئیگا مجپر کون اونہین سمجھائیگا

تیغ زنگ آلودہ خنجر کند بازو ناتوان | مجکو مرنے کے لیے جلاد بھی ترسائیگا

فاتحہ پڑھیے کہ رکنے کا نہین تیر نگاہ | اونکو اس سے کیا غرض کوئی اگر مر جائیگا

کیون نہ صدقے ہون نہین اپنے جرم بے تقصیر کے | قتل کے بعد ایک مدت تک نہین شرمائیگا

منہ پہ گلگونہ لہو کا ہے ملکر شرم سے | دیدۂ جوہر نیام تیغ مین چھپ جائیگا

پاکدامن فیض ابر تیغ کر سکتا نہین | رنگ خون قاتل کی پیراہن سے کیونکر جائیگا

صدقے اوس دشنام کے جو آپکے منہ مین ہے | ایسے جامی مختصر کوئی کہانسے پائیگا

جان جائیگی بلا سے ذبح پر راضی ہو نہین | اونکا زانو تو بھلا سینے پہ میری آئیگا

گو تقاضائے اجل سے جان لب پر ہی مگر | اور بھی کچھ دن نہین وعدہ ترا ٹہرائیگا

۴۴	تار تار کے گھٹتے نہین دامن کہان ہر ای **نسیم** اشک آکر آنکہ مین کیا کیا ہمین شرمائیگا	۱۱

قصۂ روز گذشتہ آنکہ کو شرمائیگا ہمکو لیجاتے ہو کیون اونکو لحاظ آجائیگا

حال میرا سنکے بولے فکر کرنی کیا ضرور نالے کرتے کرتے اکدن آپ ہی مرجائیگا

ہاتھ گردن مین اگر ہونگے تو سر آغوش مین میرا مرنا ہی تجھے قاتل مزے دکھلائیگا

تنگ ہین اطراف عالم حوصلے نکلینگے کیا فکر ہے عاشق ترا دامن کہان پھیلائیگا

یہ بلا کے پیچ ہین مشکل ہے انسے مخلصی عقدۂ گیسو مین شانہ آپ ہی ہجائیگا

شکوہ ایسا ہو کہ شرما کر اوسے کرلو پسند ورنہ ناصح کیطرح تمسے بھی دل پھر جائیگا

یار کے انداز رہتے ہین مرے پیش نظر اشک گیسو کیطرح بڑھکر قدم تک آئیگا

فصل گل آئی جنونکی بڑھ چلے ہین ولولے دل دھڑکتا ہی کہ ناصح آکے پھر سمجھائیگا

صبح سے تا شام ہٹ کرتے ہو لاکھون بار تم اسقدر کثرت ہی دل کوئی کہانسے لائیگا

میرے افسانے مین شکوہ غیر کا بھی ہی شریک دوستو کہتے ہو کیون غصہ نہین آجائیگا

۲۰	دیکھکر تر دامنی گھبرا گیا کیون ای نسیم دیدۂ تر آب دریا سیکڑون برسائیگا	۴۵

ہاتھ نہین آجکی شب مہندی لگائیے گا سمجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیے گا

یہ شوخیان تمہاری لکھی ہوئی ہین دلبر آخر کبھی تو میرے قابو مین آئیے گا

پھر مین بھی کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو پھر منہ چھپا کے مجھسے آنسو بہائیے گا

ذات شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون طوفان اور کوئی مجپر اوٹھائیے گا

ہان شمع کا مین گل ہون ناصح کی گفتگو ہون بڑھ جاؤنگا جہانتک مجکو گھٹائیے گا

امیدوار باقی کچھ اور رہ گئے ہین پھر بھی نقاب گیسو منہ سے ہٹائیے گا

بیوجہ یہ نہین ہے انداز گفتگو کا پھر گل کیطرح ایجان باتین سنائیے گا

مین ہون مزاج قاتل لازم ہی خوف مجھسے جھوٹی قسم نہین ہون ہر دم جو کھائیے گا

یہ کیون ہی نا امیدی درگاہ کبریا سے جو کچھ کہ آرزو ہے ویسا ہی پائیے گا

مشتاق تری تو جان ہی گلگون لباس کیون ہو | یہ رنگ تو عروسے کسکو دکھاییے گا
دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آتے | کیا منہ اب آپکا ہی جو منہ چھپاییے گا
ہم خوب جانتے ہین استادیان تمہاری | محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین لڑاییے گا
آخر کچھ انتہا بھی بیرحمیون کے صاحب | کہیئے تو عاشقون کو کبتک ستاییے گا
ممکن نہین جو نیت بدلی تمہاری ایجان | کیا پھر آج کے شب بھی نہ لاییے گا
کچھ لحظہ اور ٹھہرو تا روح تن سے نکلے | آئیگی اور آفت گر آپ جاییے گا
سنجھے ہوے ہین جو کچھ دلمین بھرے ہوے ہے | کاہیکو آئیے گا کاہیکو آییے گا
آؤ تو جلد آؤ دم بھر کے بعد ایجان | مجکو نہ پائیے گا مجکو نہ پاییے گا
سن لیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہے | فرصت ہو گر میسر دم بھر کو آییے گا
کچھ دور مین نہین ہون لازم ہے یاد کرنی | مانند دل مجھے بھی پہلو مین پاییے گا

۷	ٹھنڈی کبھی نہونگی کیا گرمیان تمھاری آخر نسیم کا دل کبتک جلاییے گا	۴۶

بڑھتے بڑھتے لاغری پنہان بدن ہو جائیگا | تن گمان ہوگا گمان آخر کو تن ہو جائیگا
گر یہی ہے ناتوانی فکر عریانی ہے کیا | دامن نظارہ تن پر پیرہن ہو جائیگا
ایک چادر خاک کی ہے اک ردا ے آسمان | اس تن عریان کا بی منت کفن ہو جائیگا
لذت تکلیف تازہ سے نہونگے سیر ہم | زخم کہائینگے جو داغ دل کہن ہو جائیگا
اشک دیدہ مین ہمین کیا خانہ ویرانی کی فکر | گر پڑے جس جا وہین اپنا وطن ہو جائیگا
خار ہونگی نخل گل ہوگا حنا ہر برگ کاہ | اشک خونین سے مرے صحرا چمن ہو جائیگا

۱۰	بسکہ ہی مضمون نازک مین تو کامل ای نسیم شہرہ آفاق تیرا بھی سخن ہو جائیگا	۴۷

چار دنکے بعد فرق درمیان ہو جائیگا | دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جائیگا

شعبدہ اک اور او قاتل عیان ہو جائیگا
تیر آکر زخم کے منہ مین زبان ہو جائیگا

کسقدر شوق شہادت سے ندامت ہی مجھے
یہ نہ سمجھا تھا کہ قاتل مہربان ہو جائیگا

سینۂ سوزان پر اشک آتین تو آنے دیجیے
جلتے جلتے آگ پر پانی دہوان ہو جائیگا

گر خدنگ نالہ کرینگے مشتبک غم نہین
دو دو دل ہوینگے زخم آسمان ہو جائیگا

میرے تلوونکا لہو چکھے تو ہر خارِ دشت
توبہ کرنیکے لیے مثلِ زبان ہو جائیگا

آرزو جنت کی مین کرتا نہین اسواسطے
نام سنکر حور کا وہ بدگمان ہو جائیگا

آب ہو جاتا ہی آہن وہ اثر نالون مین ہے
دیدۂ زنجیر سے آنسو روان ہو جائیگا

یا کمر جانینگے تیری یاد مین سمجھینگے ہم
جو نشان آنکھون کے آگے سے نہان ہو جائیگا

۴۸ — شعر مضمون زا کیے جا رہ نہ افسردہ نسیم
ایکدن کوئی نہ کوئی قدردان ہو جائیگا — ۸

رنگ کیا کیا نہ نئے چرخِ جفا جو بدلا
ہان مگر او دلِ بیتاب نہین تو بدلا

کنج مدفن مین یہ تھا چین کہ جیسے سوئے
ایک پہلو سے نہین دوسرا پہلو بدلا

لذتِ ذبح زبان سے نہ گئی برسون تک
سالہا سال نہ جلاد نے زانو بدلا

رنگتی کونسی منت جو نہین کی لیکن
نہ کسی طرح مزاجِ بتِ بدخو بدلا

کیا بلا جوش جنونکو ہے ترقی ہر روز
ڈھنگ وحشی کا ترے کچھ نہ پری رو بدلا

وسمہ و آب حنا سے نہین ہوتا ہی شباب
جب ہوے پیر تو رنگ سرِ ہر مو بدلا

ایک سا حال ہی خوننابۂ دل کا میرے
آج تک دیدۂ تر کا نہین آنسو بدلا

۴۹ — کم ہوا جوشِ جنون کچھ نہ اطبا سے نسیم
آب نارنج کبھی شربتِ آلو بدلا — ۱۴

مزا دیوانگی کا زیرِ شمشیرِ دو دم نکلا
کہ زنجیر ہوا بنکر مرے سینے سے دم نکلا

جبین سائی کو ہم کس حوصلے پر آپ تک آئے
نہ بل زلفون مین کم پایا نہ کچھ ابرو سے خم نکلا

بڑی ثابت قدم یاران ایذا دوست ہوتے ہین
کہ اشک دیدہ سی لخت جگر ہو کر بہم نکلا

پتا ملتا نہین یہان بہی یہان یارکیا شی ہے
یہی کہتا ہوا ہر قافلہ سوے عدم نکلا

نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے
بہت سمجہے تہے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا

غضب کیا کیا نہین لاتی نگاہ شرمگین تیری
جسے ہم لطف سمجہے تہی وہ آخر کو ستم نکلا

ابہی تک ہی وہی سودا تری افعی گیسو کا
طبیعت کو نہین ہے سیر عجب مرغوب سم نکلا

پکارا مجکو وہان اسکو ہوی منظور جسن جا
جو نکلا نام بہی میرا تو مانند قسم نکلا

نہین ہے بہر ہین اولی آسمانسے یہ پہہو لے ہین
مگر چرخ ستم پیشہ بہی پامال ستم نکلا

ہوا ہی مشغلہ یاد خدا سے عہد پیرے مین
گیا دل سے بتو نکا وہیان کعبی سے صنم نکلا

وہی زور جوانی مین ابہی پشت خمیدہ ہی
کہان آسمان پیر کا ابتک نہ خم نکلا

نچہوڑا خاک نے جز خاک کچہ اونکا نشان باقی
نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا

ابہی پیدا ہین ہو جسپر پیام مرگ آتے ہین
قیامت ور آئیگی اگر با ہر قدم نکلا

۱۱	زمانہ ہمسکو نسے ای نسیم آباد ہے ابتو بہت ڈہونڈھا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا	۵۰

ہوس یہ رہ گئی دل مین کہ مدعا نہ ملا
بہت جہان مین ڈہونڈھا پر آشنا نہ ملا

ہوا ہی کونسا معشوق باوفا ایدل
گلہ عبث ہے اگر وہ ملا ملا نہ ملا

عجیب قسمت بد تہی شب فراق مین ہم
کمال ڈہونڈہ پہرے خانۂ قضا نہ ملا

ندی تو ہاتہ سی ہون ضعف سے مین رنگ حنا
ہوای شوق فنا مین جہان اوڑا نہ ملا

جواب دیگی بہلا روز باز پرس تو کیا
اوڑا اوڑا کے ہمین خاک مین صبا نہ ملا

وہ کشتۂ نگہ قہر تہا کہ محشر مین
مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غریق بحر ستم عمر کی ہوی کشتی
بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا

کمال و عیش و جوانی و ملک و مال طرب
یہ سب ملے ہمین پر یار باوفا نہ ملا

عجیب جوش جنون مین ہوی تھی پامالی
کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
چبھے ہزار تمنا سے کیون نہ دل مین خار
کہ خار کو کوے ہمسا بر ہنہ پا نہ ملا

۵۱ | بہت سے کرتے رہے باغ دہر مین گلگشت
پر اپنے بلبل دلکو نسیم سا نہ ملا | ۹

ساغر ملا کے بے خبر دو جہان بنا
او پیر میفروش ہمین بھی جوان بنا
اللہ رے درازی آغاز مدعا
نکلا جو حرف منہ سے مری داستان بنا
تھا کچہ تو جب ہی یہ نہ کہو تم کہ کچہ نہ تھا
گر کچہ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا
اوٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو
ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
وہ بے نشان تھا مین کہ یہانتک ہوا پسند
مجسے دہان یار بنا لامکان بنا
لیل و نہار گیسو و رخسار یار مین
جی چاہتا ہے بیٹھ رہین اک جہان بنا
ہستی کا بس مری وہین اطلاق ہوگیا
جیسا کہین کسی کے قدم سے نشان بنا
عشاق جان فروش کے دیکہو تو حوصلے
مقتل تمام معرکۂ امتحان بنا

۵۲ | بیکار تھے نہ خاک نہ وجود جسکے نسیم
اوس سے زمین اس سے ہر اک آسمان بنا | ۱۰

پوشیدہ ہی رہا ہو نسے ہر اک زخم تن اپنا
پامال خزان آپ کیا ہے چمن اپنا
مصروف تبسم ہین یہ شادی سے اجل کے
رکہتے ہین کہلا زخم جگر تک دہن اپنا
ہین وہم فراموش پتا کچہ نہین ملتا
مسکن ہی کسیجا نہ کہین ہے وطن اپنا
اللہ رے بیتابی دل بعد فنا بھی
سوجا سے مشبک ہے مزار کہن اپنا
ہم گریۂ گلرنگ سے یاد گل تر مین
صیاد بنا لین گے قفس مین چمن اپنا
اک دل تھا سو وہ بھی نہ رہا پاس صد افسوس
پایا نہ کسیکو بھی شریک محن اپنا
ای غم ہمین اسد رجہ کہلا دے ترے صدقے
ہو بار احبا نہ خیال کفن اپنا

ساقی وہ پلا می کہ دو عالم ہون فراموش / ہو جامی خدائی سے نرالا چلن اپنا

وہ اشک بہے جو آنکہ سے ڈہلتی ہی ہوئی خشک / دم بہر نہ ہوا گوشۂ دامن وطن اپنا

۵۳ — خاموش نسیم اب نہ بکو چپ رہو بس بس / بیہودہ سناؤ نہ کسیکو سخن اپنا — ۱۰

کسے صورت تو دلکو شاد کرنا / ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا

دعائین دینگے چھٹکر قیدی زلف / جہانتک ہو سکے آزاد کرنا

کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتہ / نہ مجبر رحم او جلاد کرنا

مسیحا تے دکھانا بعد مردن / جو دل چاہے تو کچہ ارشاد کرنا

اوڑا دو خاک میری ٹھوکرون سے / اگر منظور ہے برباد کرنا

ادب سیکھے نہین ہون لو گرفتار / بتا کر قاعدے بیداد کرنا

مزا تہا بے لبی کی گالیون مین / اوسے بہولے سبق کو یاد کرنا

بہت مشکل ہے ان سنگین دلون سے / خیال خاطر ناشاد کرنا

جنازہ اوٹہ چلے میرا تو تم بہی / ادا رسم مبارکباد کرنا

۵۴ — نسیم خستہ دل نے جان دے دی / غضب لایا ترا بیداد کرنا — ۹

اونکی آنیکی بہر سے پر جو شادان دل ہوا / زندگی خوش ہی کہ اب مرنا مجھے مشکل ہوا

راحت مرگ محبت اوس سے پوچھا چاہیے / جو یہ سمجھے اپنی جی مین مین بہی اس بل ہوا

سوت بہی قسمت نے کہوئی کیا بری شی ہی امید / جب جہکی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا

مہربانی مجہہ پہ کیون کی تہی کبوتر نے کہ ہائے / مین رہا زندہ وہ میرے واسطے بسمل ہوا

بل بے ظالم جو نہ پوچھے یہ بہی تیر ناز سے / کسطرف کوئی ہوا کس جا کوئی بسمل ہوا

نوجوانی کا برا ہو اوسکو ہرجائی کیا / جی ہٹا جاتا ہی جب بیمار کے قابل ہوا

قدر مینا عزت جام و سبو جاتی رہی
بیمروت تند خو نا آشنا برہم مزاج

جو تمھارے بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا
روئیے اوس بخت پر جو تجسے کچہ سائل ہوا

۵۵

گھیرے رہتے ہین عزیز و اقربا اوسکے اونہین
ای نسیم اب دیکھنا بھی یار کا مشکل ہوا

۷

چہیڑا جو مینے یار کو سب مین خجل ہوا
تدبیر نیک دیتی ہے آخر کو آبرو
حاصل تھا وہ فروغ چراغ فراق کو
ہر استخوان بدن مین مری خاک ہوگیا
رخسار کے جو وصف مین مضمون ہوے رقم
اظہار آرزو سے ندامت ہوی مجھے

اے جوش شوق آج تو تو ہی مخل ہوا
شیشے مین آکے قطرۂ مے مثل دل ہوا
خورشید داغ سینہ سے میرے خجل ہوا
شعلہ تپ فراق کا جب مشتعل ہوا
عارض کا نقطہ صفحۂ کاغذ پہ تل ہوا
سنکر وہ حال شوق مرا منفعل ہوا

۵۶

پہر سامنے مصیبت سابق ہوا اے نسیم
پہر اندنون فریفتہ اک بت پہ دل ہوا

۱۷

یہانتک اوج جنون مین مجھے کمال ہوا
عروج حسن مین وہ یار کو کمال ہوا
ہزار شکر کہ میرا بھی اب وہ حال ہوا
نہ کھو رہے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا
فروغ زیست ہوا مثل کی صورت شمع
خیال زلف اگر ہے تو دل کی خیر نہین
مرا فسانہ ہی مانند مژدۂ دشنام
مزار مین نظر آتی ہے خاک تک رنگین
نہین ہی حرص سے خالی کبھی مآل بشر

خراش ناخن دیو اسکے ہلال ہوا
کہ آفتاب بھی اک نقطۂ جمال ہوا
دعا کو ہاتہ اوٹھے آپکو خیال ہوا
رقیب دلمین سمجھ لو اگر ملال ہوا
حیات بعد ہوے پہلے انتقال ہوا
وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جسمین بال ہوا
کہ آتے آتے در گوش تک ملال ہوا
غبار تن شہدا کا ترے گلال ہوا
اوٹھا جو دست دعا کاسۂ سوال ہوا

تری کمر تو نہ تہا مین جو موت کو نکلا	شب فراق مین مرنا بہی کیون محال ہوا
بسان آخرِ روز و بشکلِ اوّل شام	وہی عروج ہی میرا کہ جب زوال ہوا
برہنگی کی ندامت رہی یہ تن کے ساتہ	کہ بعد مرگ بہی مزدورِ انفعال ہوا
درازی شبِ غم کا وہ ایک لمحہ ہی	جسے زمانے مین کہتے ہین دورِ سال ہوا
کہلا یہ عقدہ قدمبوس زلف سے ہمکو	چڑہا جو سر پہ وہ آخر کو پایمال ہوا
کنارِ قبر سے لاشے نے میرے مس نکیا	ترے گمان بد انجام کا خیال ہوا
گہلا گہلا کے گھٹایا یہ سوزِ پنہان نے	گلو مین طوق گران صورتِ ہلال ہوا

۵۷ — بصورتِ ورقِ گل خزان سے ابتر ہے / نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا — ۹

مین وہ ایذا دوست تہا راحت سے مجکو غم ہوا	زخم کو ناخن سے چہیڑا درد دل جب کم ہوا
موسم پیری مین اپنا کچہ عجب عالم ہوا	جسقدر بڑھتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا
شب گہٹی ہر پردہ دارِ عشق محو غم ہوا	رک گئین آہین مزاجِ آرزو برہم ہوا
جان لی یاد لبِ شیرین نے تیری ای صنم	میرے حق مین التفات انگبین بہی سم ہوا
رات بہر دیکہا تماشا ہمنے برق و ابر کا	آہ کے شعلون سے جب دودِ جگر باہم ہوا
درد دل زخم جگر گو اسنے ایذا تہی مگر	ترک صحبت جسنے کی آخر کو اوسکا غم ہوا
زخم پڑکر کہل گئے سینون پر اہل بزم کے	تہا جو شادی مرگ عشق ہنس کر ماتم ہوا
پہر وہی سامان ہوا رہتا تہا جسکا ہمکو خوف	پہر مزاجِ زلفِ جانان اندنون برہم ہوا

۵۸ — عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین نسیم / کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا — ۱۱

خون ٹپک کر آنکہ سے پہر اشک تر پیدا ہوا	معدنِ لعل بدخشان مین گہر پیدا ہوا
دہر مین بیسایہ کب جسم بشر پیدا ہوا	ہر بدن کے ساتہ اوسکا ہم سفر پیدا ہوا

سر ترا اوٹھا فلک پر تیغ ابرو پڑ گئے — ماہ نو کا ہیکو ہے زخم جگر پیدا ہوا

جو دو بجو زنجیر کچھ آئی تعجب ہے مجھے — سنگ مقناطیس کا پا ہین اثر پیدا ہوا

جس زمین پہ پڑ گیا عکس لب شیرین ترا — تخم جو دہقان نے بویا نیشکر پیدا ہوا

کیا غلط فہمی ہوئی تار نظر اپنا وہ تھا — جانتے تھے جسکو ہم ہوئے کمر پیدا ہوا

رات دن پڑتے ہین پتھر ایکدم فرصت نہین — وہ شجر دیوانہ ہے جسمین ثمر پیدا ہوا

کچھ نہین ثابت کہان تھی کیا ہین کیا ہو جاینگے — آدمی ہستی سے اپنے بیخبر پیدا ہوا

عمر گذری جستجو مین حوصلہ کچھ کم نہین — بے کمر ہو پھر تو مین بھی بے جگر پیدا ہوا

کیا غضب ہے جسم خاکی کی قفس مین جان ہو قید — یہ وہ طائر ہے جو بام عرش پر پیدا ہوا

٥٩ — پیس ڈالا آسیاے چرخ نے اوسکو نسیم
جب زمانے مین کوئی صاحب ہنر پیدا ہوا — ١١

عاشقو مین کون مجسا ناتوان پیدا ہوا — نالہ بھی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا

بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا — یہ وہ طائر ہے کہ جو بے آشیان پیدا ہوا

پردہ پوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی — ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا

خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند — آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا

دوست کی آمد مین دشمن کا بھی مژدہ ساتھ تھا — جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا

دیکھنا اسکا بھی مثل یار ناممکن رہا — شوق اپنے دلکا آنکھونسے نہان پیدا ہوا

وای قسمت اہل دنیا ہوتی ہین مردہ پسند — اوٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا

انتہائی اوج کو پستی بھی ہوتی ہے ضرور — دیکھ لو پھر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر رہی صورت نہ مانند خیال — جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا

کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف — آنکھ جب اوٹھی نگاہون مین دہوان پیدا ہوا

٦٠ — روز اک آفت ہی سر پر اسکی شاید ہو نسیم — خاک کا پتلا بلا ہی امتحان پیدا ہوا — ١٧

ہر حرف سی پیدا اثر جوش بلا تھا
نامہ ترا کیا تھا مری قسمت کا لکھا تھا

کسطرح نہ بگڑون کہ یہ انداز نیا تھا
ایسا نہ ہوا تھا کبھی ایسا نہ کہا تھا

عادت سے مین واقف ہون مگر چوک گئی تم
راضی ہوئے بوسے پہ خدا جانے یہ کیا تھا

کیون جی وہی پھر ہرزہ خیالی کی سمائی
کچھ یاد نہین کیا ابھی اقرار ہوا تھا

اب آئی تو آئے وہ تمنا نہین باقی
آتے شب ہجر انہین تو احسان قضا تھا

دیکھا جو گیا روز جزا نامۂ اعمال
جس لفظ کو پڑھتی تھی تمہارا ہی گلا تھا

گرمی وہ دکھائی نفس سرد نے مجکو
اولی کیطرح آنکھ مین ہر اشک جما تھا

شکوہ بھی وہ کرتا ہون کہ جو یاد نہین ہے
کہتا ہون مجھی رنج مین کیا تمنے کہا تھا

نالونکی اجازت تھی کبھی آہ کی رخصت
تا صبح اسی طرح فراق رفقا تھا

آنسو کی ٹپکنے سے نہو کیون مجھی ماتم
مٹی مین ملا ہا ہے جو آنکھو نمین پلا تھا

بیتاب ہوا یار تو سو بار رلوایا
تکلیف کا باعث مجھے احسان دعا تھا

افشائی محبت کا جو تھا خوف تو ہر اشک
آنکھو نمین نہان تھا کوئی دامن مین چھپا تھا

اب دو دو جگر ہو کے نکلتا ہی دہن سے
وہ جوش جو برسون سے مرے سینے مین ہا تھا

کیا قوت بازو تھی زہی ہمت قاتل
دیکھا تو کئی کوس گروہ شہدا تھا

بخشا دم قسمت مجھی قسام ازل نے
وہ نالہ جو تاثیر فراموش بنا تھا

بیوجہ تو خود رفتہ نہین ہوتے ہین لاکھون
یہ بھی وہی افسون ہی جو خادم پہ ہوا تھا

۶۱ ۷

سیکھا یہ نسیم اوس سے فریب ستم آمیز
ہر زخم رولانے کے لیے میری ہنسا تھا

خلش نا آشنا گو ہر عدو تھا
مگر ہمکو خیال گفتگو تھا

مجھے حیرت ہی یہ کیا ہو گیا آج
ابھی کل تک مرے پہلو مین تو تھا

خفا ہو ہو کے دلمین رہ گئی کیون
تمہین کسکا خیال آبرو تھا

جدا تمنے کیے کیون میرے اعضا | اجی کیا مین ہہے لفظ آرزو تھا
مرا داغ جگر کیا اوسکو بہاتا | کہ وہ گل تھا مگر محتاج بو تھا
نچھوٹا آجتک دامن سے تیرے | یہ کیسا داغ تھا کسکا لہو تھا

٦٢ | قصور اپنی نظر کا تھا نسیم آہ | وگرنہ اوسکا جلوہ چار سو تھا | ٨

کھل گئی ہر ہر کڑی مجکو وہ افسون یاد تھا | خندۂ زنجیر سامان مبارکباد تھا
آپ کو آزاد دکھلا کر کیا اورونکو قید | مین وہ صید خیر خواہ خاطر صیاد تھا
کم نہ تھی زخم جگر کے ایکدم خندیدگی | خاطر دشمن کیصورت بیسبب بھی شاد تھا
مدتون تک اپنی ہمجنسون سے بھی ڈرتا رہا | طائر جان حزین اک مرغ نو آزاد تھا
اس لیے مرتا ہون بہاتا ہی وہ مجکو انفعال | جو ترے خاطر مین ای ظالم السبن بیداد تھا
جب قریب نخل آیا ڈر کے بہر پروازکی | طائر خائف کیصورت آشیان برباد تھا
خشکی اعضا نے دونوکو برابر کر دیا | مین ادہر محجوب شرمندہ ادہر فصاد تھا

٦٣ | خاک گلزار جہان مین جی بہلتا ای نسیم
دید کے قابل نہ لطف گلشن ایجاد تھا | ١٠

بل بے تیری کاوشین جینا مجھے دشوار تھا | ای مرے درد جگر تو بھی مزاج یار تھا
جب مین بیتابی سے گھبرایا تشفی اسنے کی | مونس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا
دلکی گھبراہٹ سی جب ٹوٹا شب فرقت مین | تیرے در سے متصل اپنے پس دیوار تھا
رات بھر سنتا رہا اب عذر لاعلمی نکر | بیسبب آہین نہ تھین آخر کوی بیمار تھا
ہای مین نے تو بہت چاہا مگر ای جان جان | مجکو مرنا بھی شب غم مین ترا دیدار تھا
داستان شوق میری ہو نہ چکتی عمر بھر | خاک سنتا وہ اسے اک حشر کا طومار تھا
یہ تو مضمون گذشتہ کچھ وفا آمیز ہے | کیا نصیب دشمنان تو بھی کسیکا یار تھا
اپنی محرومی گوارا کی نکی لیکن خبر | جی دہل جاتا ترا وہ حال میرا زار تھا

غیر نے تیرے سوا پائی نہ آنکھوں میں جگہ ۔۔۔ پاسبان خواب راحت دیدۂ بیدار تھا

۶۴ ۔۔۔ صدقے میں اس سرعت تیر نظر کے اے لئیم
اُف بھی ہم کہنے نہ پائے وہ جگر کے پار تھا ۔۔۔ ۱۹

کب اس زمین پہ مجھے آرمیدہ ہونا تھا ۔۔۔ ہوا سے خاک کو برسوں پریدہ ہونا تھا
اگر تھی دامن جانان کی آرزو اے دل ۔۔۔ تو چند دم کے لیے آب دیدہ ہونا تھا
کسیکے چہرہ پہ ہوتا کسیکے دامن میں ۔۔۔ مجھے بھی آنکھ کا اشک چکیدہ ہونا تھا
کبھی نہ خدمت دامن سے سرفراز ہوا ۔۔۔ وہ ہاتھ ہوں کہ جسے نارسیدہ ہونا تھا
کمال بے ادبی سے یہ عرض کرتے ہیں ۔۔۔ ہمیں سے اے قد جانان کشیدہ ہونا تھا
اگر تھی لذت پامال کی ہوس اے دل ۔۔۔ بشکل سبزہ زمین پر دمیدہ ہونا تھا
کجی بھی میری دکھاتی بہار لاکھوں کو ۔۔۔ بشکل ابروے جانان خمیدہ ہونا تھا
عجب نہ تھا کہ اسے رحم کچھ نہ کچھ آتا ۔۔۔ مری امید تجھے ابر دیدہ ہونا تھا
نہ برگ و گل نہ ثمر سب سے پاکدامن ہوں ۔۔۔ مرے نصیب میں شاخ بریدہ ہونا تھا
بہانہ موت کا تھا جسم ورنہ جسکو ورنہ ۔۔۔ ہر اک کو اپنی طرح پر جریدہ ہونا تھا
امید راحت آغوش یار تھی جب مجھے ۔۔۔ بصورت دل عاشق تپیدہ ہونا تھا
کمال ربط میں ہوتے ہیں سیکڑوں باتیں ۔۔۔ نہ اسقدر تمھیں ہم سے کشیدہ ہونا تھا
زمان قطع نہ کام آئی سرکشی اے سرو ۔۔۔ نہ جانتا تھا کہ آخر خمیدہ ہونا تھا
خفا نہ ہو جو ٹپک نکلے آنکھ سے آنسو ۔۔۔ یہ ابر عشق ہے اسکو چکیدہ ہونا تھا
یقین تھا کہ وہ دلمیں کمال خوش ہوتے ۔۔۔ کچھ اور چاک جگر کو دریدہ ہونا تھا
وہ آبلہ ہوں نہ تھا جسکو نشتر بھی نصیب ۔۔۔ درون قلب میں مجکو تپیدہ ہونا تھا
ترا جال بنا میں کبھی کبھی احسان ۔۔۔ غرض یہ تھی کہ مجھے برگزیدہ ہونا تھا
بہار صحبت رندانہ بجا تھی اے واعظ ۔۔۔ تجھے بھی عشق کا لذت چشیدہ ہونا تھا

۶۵

کھلے اب آنکھ تو کیا فائدہ نسیم افسوس
نہ سمجھے زیر لحد آرمیدہ ہونا تھا

۱۵

لب بستگی سے لطف عروسی سخن مین تھا — مثل زبان کلام حجاب دہن مین تھا

جبتک کہ تھا خیال رہا دل مین یار کے — ظاہر ہوا تو مثل سخن انجمن مین تھا

مانند روزگار بدلتا رہا ہون رنگ — صحرا مین سبزہ تھا تو گل تر چمن مین تھا

مثل رقیب روح کو اوس سے خلش رہی — جبتک کہ درد میری حجاب بدن مین تھا

اے اضطراب شوق تری عمر ہو دراز — راحت سفر مین ہے نہ تحمل وطن مین تھا

بیہوشیان نصیب رہین سامعین کو — کیف شراب ناب مری ہر سخن مین تھا

دن کو زبان خلق پہ ہوگا مرا اتہام — وہ ذکر ہون جو شب کو تری انجمن مین تھا

ہرگز مرا فریب نہ ثابت ہوا تجھے — دشنام بنکے یار مین تیرے دہن مین تھا

دیکھا گیا جو لاشۂ عاشق تو بعد مرگ — اک ڈھیر استخوان کا حجاب کفن مین تھا

دل اوسکو جانتا ہے زبانسے مین کیا کہون — جو کچھ مزا فراق کی رنج و محن مین تھا

جلتا رہا ہون رشک عدو سے تمام رات — مین مثل شمع شب کو تری انجمن مین تھا

گر تھی حلب مین آئنہ رو کی تیری دہوم — شہرہ شمیم زلف کا ملک ختن مین تھا

بیوجہ اوسنے پانون نہین ہاتہ سے چہوے — او بت خیال اور دل برہمن مین تھا

کیون آتش غضب سے جلایا کہ باغبان — دو دنکو آشیانۂ بلبل چمن مین تھا

۶۶

کیا سرگذشت دہر کی مجکو خبر نسیم
مین تو خیال دلبر گل پیرہن مین تھا

۱۰

بعد از فراغ روح بھی قید عدو مین تھا — مین صورت نوالہ لحد کے گلو مین تھا

کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو مین تھا — خنجر زبان نکالے ہوئے آرزو مین تھا

ٹانکے ہمارے زخم جگر کے اولجھ گئے — بل مثل موے زلف جو تار رفو مین تھا

باده کوی عروس ہے ساقی کہ رات بھر — ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تھا

افسانہ میرا کیون نہ سراپا فریب ہو — یہ مدعا وہی ہو جو ترے گفتگو مین تھا

پیوند نالہ چاک دہن مین ضرور ہو — آج انتہا کا ضعف صدا شور ہو مین تھا

دشمن سے بھی ہمیشہ رہا مجکو اتحاد — مانند دست یار میانِ عدو مین تھا

تھا گو کہ ایک نقطۂ تنہا ہزار شکر — آئی تو آبرو تھی کہ مین آبرو مین تھا

مطلب کی بات کہہ نسکے اُنسے رات بھر — معنی بھی منہ چھپای ہوی گفتگو مین تھا

۶۷	منظور تھی جو شہرتِ حسنِ سخن نسیم مانند غنچہ پرورشِ رنگ و بو مین تھا	۷

کچھ خون مین تر تیر نظر تھا کہ نہین تھا — کیون جی مرے سینے مین جگر تھا کہ نہین تھا

دو روز بھی بیٹھا نہ گیا آپ سے گھر مین — کیون جذب محبت مین اثر تھا کہ نہین تھا

دو بوسے تو دیتے جو نہو سکتے تھے دس پانچ — آخر تمہین کچھ مدنظر تھا کہ نہین تھا

اسدرجہ ستم عاشق بیچارہ پر ایجان — کچھ بھی تمہین اللہ کا ڈر تھا کہ نہین تھا

کیون دیکھ لیا جاکے ہوی ابتو تسلی — بیمار ترا شمع سحر تھا کہ نہین تھا

لو دیکھ چکے ابتو تشفی ہوی کہیے — پیوند جگر تیر دو سر تھا کہ نہین تھا

۶۸	بھولی رہی کیون غفلت ہستی پہ نسیم آپ آخر کبھی درپیش سفر تھا کہ نہین تھا	۹

لو مسلمان مجھے وہ طفل برہمن سمجھا — دوست نے خوبی تقدیر سے دشمن سمجھا

بیشتر مینے خس و خاک سے آنسو پوچھے — اُڑ کے جو چہرے پہ آیا اُسے دامن سمجھا

وقت گلگشت جو ہر دامن گل تر دیکھا — آب شبنم عرق چہرۂ گلشن سمجھا

منہ چھپائے ہوے سینے سے جو شعلہ نکلا — مدعی شب کو چراغ تہ دامن سمجھا

ولسے آتی تھین جو بو مین ہوس دہ کی — رخنۂ سینہ کو مین روزنِ مدفن سمجھا

عکس گیسو نظر آیا تو ڈرا یہ ظالم
آئنہ پھینک دیا ہاتہ مین ناگن سمجھا

مدتون خون نے مری پرورش خنجر کی
ہای آخر بھی وہ قاتل مجھے دشمن سمجھا

٦٩

جابجا خون کے دہبے نظر آئے جو نسیم
گوشۂ دامن رنگین کو مین گلشن سمجھا

١١

پیار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا
ایسے لب چوسے کہ بوسون کا مزا جاتا رہا

دل جو بہلو مین نہین کچہ مجکو بیہوشی سی ہی
ڈہونڈتا ہون یہ نہین معلوم کیا جاتا رہا

دم شب فرقت مین نکلا منتون سے موت کی
اب تو تیرا بہی وہ احسان جفا جاتا رہا

اسقدر آنکھین ملین مین نے ہجوم شوق مین
پاؤن سے اوس شوخ کے رنگ حنا جاتا رہا

یہ تلافی کس لیے کچہ یاد وہ باتین کرو
مر گیا دشمن تو کیا میرا گلا جاتا رہا

کہکے تم کچہ رہ گئے سمجھون سے او کیا خاک مین
لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا

وہ نہ سمجھے میری بیتابی مین بہکی گفتگو
ہاے عرض شوق سے بہی مدعا جاتا رہا

مجھسے وہ مین اونسے لپٹا از دیاد شوق مین
یان لحاظ وضع وان پاس حیا جاتا رہا

تم رقیبون سے ملے ہمنے بہی دل بہلا لیا
اب ہمارا آپکا وہ واسطا جاتا رہا

کیا گلا اسکا خلافِ وضع دونو ہو گئے
ضبط مجھسے تمسے انداز وفا جاتا رہا

٧٠

عالم پیری میں ارکباد مدفن ہے نسیم
ولولے ٹھنڈے ہوے سب حوصلہ جاتا رہا

٨

کب مین فارغ قید وحشت سے اگرچہ مین رہا
پاؤن مین زنجیر پہنے طوق گردن مین رہا

دل پریشان تہا سو آنسو بہی پریشان ہو گئے
ایک ٹہیرا آنکہ مین تو ایک دامن مین رہا

آتے آتے تا گلو سوزِ نفس سے جل گیا
ایکدم بہی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا

رنج ناحق فرق کب عصمت مین آیا آپکے
پردۂ نظارہ میرا چشم روزن مین رہا

گہٹتے گہٹتے تن بسانِ شیشۂ باریک تہا
مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا

کی صفائی غیر سے لیکن کدورت کم نہیں
بعد صیقل مورچہ ویسا ہی آہن مین رہا

کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوے
فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا

۷۱

ابتدا مین راحت داماں مادر تھی نسیم
انتہا کا پھر مزا آغوش مدفن مین رہا

۱۱

بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا
مٹانے کے لیے ہمکو بنایا

بشکل اشک ہون با قدر و بیقدر
وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا

نہ طعنہ تہا نہ شکوہ تہا مرا نام
عجب ہے تیرے لب پر کیونکر آیا

سرشک چشم کو تے آبلہ تہا
جو نشتر نوک مژگان نے لگایا

وہ مشتاق شہادت تہا دم ذبح
گلے سے مجکو خنجر نے لگایا

نہ اوٹہا کرکے آنسو کیطرح سے
عدم کا لطف ہستی مین دکھایا

ہوا سرمہ بہی شاید حسن اغیار
جو ایسا تیرے آنکھون مین سمایا

مزا جوشش محبت نے یہ بخشا
گلہ بہی شکر ہوکر لب پہ آیا

ہوئی جھوٹی قسم کھائی جو منظور
خوشا قسمت مین اونکو یاد آیا

مگر واعظ بہی کوئے درد دل ہے
کہ بیٹھا آپ اور مجکو اوٹہایا

۷۲

نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ
ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

۲۰

کب بیان مین خلش غیر سے دل شاد آیا
ساتھ قالب کے مرے سایہ ہمزاد آیا

حشر مین جبکہ دم پرسش بیداد آیا
آپ کو گونگ بنا کر وہ پری زاد آیا

صد نہ قید تعلق جو مجھے یاد آیا
الف وصل کے مانند مین آزاد آیا

موج می جام و صراحی مین نہ ٹھیری دم بھر
تیری آنکھونمین جو رہنے کا مزا یاد آیا

دہن زخم بہی ہنس ہنس کے نکل جاویگی روح
گدگدانے کو گلو خنجر جلاد آیا

یہ غلط ہے کہ مراد کہ کیا ہو تو نے
ایک نے بھی نہ سنا روز جزا صد افسوس
دوست کیا تو نے تو دشمن بھی نہ چھوڑا ای چرخ
گلۂ یار مین مصروف ہوی ہین تو خلین
بل بے غفلت کہ رقیبونکی گلے سے کچھ کچھ
تھا خیال لب شیرین جو دم نزع مجھے
روح قالب مین نہ ٹھیری کہ ہوا غیر کا دخل
مردہ و زندہ زمین سے نہین باہر کوئی
خانہ زاد دل بیتاب ہی کچھ غیر نہین
کر دیا اوس نگہ مست نے مجکو غافل
جب امنڈتا ہی مری سینۂ سوز افشین ہوا
صورت جام ہون آغوش کشادہ ہر وقت
بدمزاجی نگر اسد رجہ دم مرگ ای روح
ذبح کے وقت جو بیرحمی قاتل دیکھے

کوئی طعنہ تو نہ تھا مین جو تجھے یاد آیا
شکوۂ یار جو بنکر مرے فریاد آیا
اب وہ دھڑکا نہ رہا دلمین کہ صیاد آیا
کیا فلک پر بھی کوئی عالم ایجاد آیا
اپنی ہستی کا مجھے آج نشان یاد آیا
مینے سمجھا ملک الموت کو فرہاد آیا
رشک تھا جسم مین کیون نشتر فصاد آیا
ایک آغوش مین کیا مجمع اجساد آیا
نہ ڈرو لب پہ اگر شکوۂ بیداد آیا
آج آنکھونمین مرے خواب خداداد آیا
آسمان اوسکو سمجھتا ہے کہ ہمزاد آیا
دھیان رہتا ہی کہ اب کوئی پریزاد آیا
تجھ مین بھی کیا اثر خاطر ناشاد آیا
اپنے مرجانے پہ احسان قضا یاد آیا

۷۳	نذر کیا وشتے اوس قاتل عالم کو نسیم ایک سر تھا سو تہ خنجر جلاد آیا	۱۹

ہوئین جب بند آنکھین خوف پرسش کا یقین آیا
اوٹھی شعلے درون سینہ سے تعظیم فرقت مین
تڑپ کر رات کاٹی بھی مگر افسوس وہ ظالم
وہ تھا محرم راحت مین وہ مقبول جفا تھا مین
نپایا کوئی مجھ سا بی زبان شاید زمانی مین

ہوی بیدار ہم جب وقت خواب واپسین آیا
سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا
نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا
کہ ایذا ڈھونڈھنے کو جو کوئی آیا نہین آیا
کہ ناصح سرزنش کرنیکو جب آیا نہین آیا

وہان تم گھر مین بیٹھے ہمنے توبہ کی محبت سے
تمہین عصمت کا دہیان آیا ہمین پہلے پاس دین آیا

ملا اعلی سے اعلی پست بستی سے ہوا باہم
فلک پر روح جا پونہچی بدن زیر زمین آیا

نڈالی انکہ مینے اسقدر تیرا تصور تھا
فرشتہ موت کا سو طرح بنکر حسین آیا

کہانتک شکر ہوا صید افگن تیرے احسان کا
کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا

ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا
بہار اپنی دکہانے کونسا خلوت نشین آیا

نہین تن جای آبادی یہ ویرانہ ہوا و غافل
ہوا اک روز راہی اسکا مکین جب مکین آیا

خدا کی یاد تحفہ ہی جہانسے جانے والونکو
وہی کچہ لیگیا دولت جسے کچہ پاس دین آیا

ادب او نالہ گستاخ بس آگے نہ بڑہ جانا
ٹہہر آہ شرر زا پاس لب عرش برین آیا

خبر اپنی نرکہی اور کا کیا حال بتلاتا
ہدف ہوگیا اوس کوچے مین جب شانہ بین آیا

غرض کیا تشنۂ دیدار کو ہی اس سے ای ساقی
اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا

اذیت دوست سے ہرچند لیکن دل ہلتا ہی
سبب کیا ہی ابہی تک ناصح مشفق نہین آیا

پہر آئی فصل گل اٹہکیلیان کرتے ہین دیوانے
ترقی پر ترا سودا کے زلف عنبرین آیا

کلام معترض کی جا سخن مین ہم نہین رکھتے
گیا محروم ہو کر جب کوی یہان نکتہ چین آیا

۴۴	نسیم اک اور بہی رنگین غزل اس طرح مین پڑہیے کہ ابتک جوش مضمونکا طبیعت مین نہین آیا	۲۱

غرض کیا مے سے پہر ساقی جو وہ میکش نہین آیا
پہپولے ڈالنے کو دلمین آب آتشین آیا

فغان بے صدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ
اوٹہے دلسے جو تیرا ذکر چشم سرمگین آیا

دو رنگی ابلق ایام کے طرفہ تماشا ہے
جسے بالای زمین دیکہا وہی زیر زمین آیا

حیات چندروزہ پر غرور اتنا نکر غافل
کہ مرغ روح اوڑکر آشیانتک پہر نہین آیا

ابہی سے فکر کر انجام مین آغاز عقبی کے
کہ پہر افسوس ہی بیجا جو وقت واپسین آیا

بہت مدت مین دیکہا آج تجکو یار دیرینہ
کہان تہا کسطرف سے اے دل اندوہگین آیا

ہوا ہی روح سے منظور پردہ جسم خاکی کو
مگر کاشانہ دل مین کوئی خلوت نشین آیا

یہ غیرت ہی تری صید افگنی کی ہر طبیعت مین
کہ خود صیاد آہو کی پہن کر پوستین آیا

اثر جذب محبت نے بڑی مدت مین دکھلایا
کہ جاتا تھا کہین وہ اور گھبرا کر یہین آیا

زبان ذبح دل ہرگز نہ پایا اوسکے سینے مین
ہدف تیر نظر کا ہوکے جو آہوی چین آیا

ہمین تک او پری دیوانگی کی یادگاری تہی
ہمارے بعد صحرا مین نہ کوئی جانشین آیا

مقرر ظالمونکو بہی پسند آتا ہی جہک جانا
خم شمشیر قاتل دیکہ کر ہمکو یقین آیا

ترا جلوہ وہ ہی قربان جسپر دو عالم ہین
تمنا مین تری دنیا مین یوسف سا حسین آیا

لحد مین آکے دم بہر بہی نہ ٹہرا ہی کسی کی
نہ کوئی دوست یان آیا نہ کوئی ہمنشین آیا

سمجہ لینگے قیامت کو نظر ہی اونکی رحمت پہ
لگایا جام می منہ سے بغل مین مہ جبین آیا

دعا مستونکی بر آئی او ڈہلی تو نے می ساقی
غنیمت ہی سبو تک تیرا دست نازنین آیا

غنیمت جان مہلت زیست کی یہ چند روزہ ہی
کہ پہر فرصت کہان جب حکم رب العالمین آیا

کمی کسوقت مشق چاک مین کی دست وحشت نے
گریبان کونسا دن تہا جو دامن تک نہین آیا

وہ ہیبت تہی کہ جسپر آنکہ ڈالی روح گہبرائی
اجل مشتاق بہی قاتل کے آگے سہمگین آیا

یہ سچ ہی خلقت اصلی بنائے سے بگڑتی ہی
صفائی پہر کہان جب نام کے نیچے نگین آیا

۷۵	لنسیم الیہ غزل لکہی کرامت جس سے پیدا ہی ہوئی شرمندہ حاسد منکرونکو اب یقین آیا	۱۱

مجکو احسان نظر یاد آیا
جب ترا موے کمر یاد آیا

جب نظر جانب خورشید گئی
جلوہ داغ جگر یاد آیا

بیکسی اپنے وہ رونا تیرا
مجکو ہنگام سفر یاد آیا

کہینچ لائے کشش دل اونکو
بعد مدت یہ اثر یاد آیا

کیون لگا دی ہی جہڑی برسون کی
کیا تجہے دیدۂ تر یاد آیا

خلد مین جا کے نہ ٹہیرا دم بہر   اپنا ٹوٹا ہوا گھر یاد آیا
بوسہ مانگا تو کہا شرما کر   تھا فراموش مگر یاد آیا
کیا قیامت ہے یہ جلدی تیری   بات تک کی نہین گھر یاد آیا
دل ہوا چاک کتان کی صورت   پہر کو سے رشک قمر یاد آیا
ہمسے رخصت طلبی کا باعث   کیا کسے اور کا گھر یاد آیا

۷۶   بر ہہی پہر نظر آتی ہے نسیم
طرۂ زلف دو سر یاد آیا   ۱۲

پر یونکا پس و پیش جو سامان نظر آیا   تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا
سمجہا مین اوسے عاشق دیوانہ تمہارا   جو کوئی یہان چاک گریبان نظر آیا
بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے   دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا
ہے گلشن ایجاد بہار نفس چند   مہمان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا
دکہا نہ کہین ورنہ کہین صورت دیوار   گھر اپنا مجہے صحن بیابان نظر آیا
افزایش وحشت سے مرا حال یہ پرسون   جب آنکہ کہلی مجہکو بیابان نظر آیا
تہا پرورش طفل مین آرام ہے لازم   ہر اشک تہ سایۂ مژگان نظر آیا
پایا دل آشفتہ کو گیسو مین تمہاری   پہلو مین پریشان کے پریشان نظر آیا
کیا سلسلۂ دہر بہی ہے طرۂ گیسو   جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا
ٹپکا جو مری آنکہ سے خون دل مجروح   ہم رنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا
انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد   کچہ میری طرح وہ بہی پشیمان نظر آیا

۷۷   افسوس نسیم جگر افگار محبت +
پہر زلف کی مانند پریشان نظر آیا   ۷

رخ پر جو ترے سایۂ گیسو نظر آیا   خورشید تہ سلسلۂ مو نظر آیا

ظلمت مین مجھے نور کا پہلو نظر آیا
رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا

قربان اجل تہا کبہی جلاد کے صدقے
ای یار جدہر آنکہ پڑے تو نظر آیا

میزان عدالت ہین مرے دیدۂ پر آب
ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا

سمجھا مین بہم بدر و ہلال ای فلک حسن
رخ پر جو تمہارے خم ابرو نظر آیا

قاتل ادب ذبح سکہایا کیا ہر روز
برسون مرا سینہ تہ زانو نظر آیا

سرمے کا جو دنبالہ تری آنکہ مین دیکہا
اک ناوک پرّان پس آہو نظر آیا

٧٨	ولہ	٧

گلے مین بخت کی اونکا بہی کچہ قصّا نکل آیا
ہوی تہی صلح کس مشکل سے پہر جہگڑا نکل آیا

مین اپنے شور کے صدقے کہ دیکہلا آج تو اسکو
پہر اغصّے مین گہر سے شوخ بے پروا نکل آیا

ندامت جو ہوی دین گالیان فسانہ گو تو نکو
وہ سنتے تہے کہانی ذکر کچہ میرا نکل آیا

کسیکا گہر نہین یہ تو گلی ہی سوچ او ظالم
گہر لُتا کس لیے ہی چہو لکر اسجا نکل آیا

مری تقدیر بدلی ضعف سے آواز کیا بدلی
وہ اپنے دل مین دشمن کے صدا اچہا نکل آیا

جو سچ پوچہو تو صدقے مین تمہارے عکس عارض کے
کنول پہولے ہوی لونکے رنگ غنچونکا نکل آیا

٧٩	نسیم اونکو جو اپنا جذب خاطر اسطرف لا یا گلے مل مل کے روتے حوصلہ دلکا نکل آیا	١٢

قلق سے دم لبو نپر خواہش دیدار مین آیا
وہ آیا بہی تو چہپکر پردۂ اسرار مین آیا

رقیبونکو جلایا آئنہ کی دید بازی نے
دل عاشق نئی صورت سے بزم یار مین آیا

سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سے
صحیفہ موسم گل کا خط گلزار مین آیا

برابر عاشق و معشوق کو رکہا مقدر نے
وہ ملک حسن مین مین عشق کی سرکار مین آیا

ہمارا بہی خدا ہی رہا ہر وا تہا نہ ا ترا و
وہ کافر ہی جسے شک رحمت غفار مین آیا

مجھے حیرت ہی حالت دیکہکر شیخ و برہمن کے
کہ ہر نادان فریب سبحہ و زنار مین آیا

بہت مشکل ہے رہنا پاک دامن لوث دنیا سے
او لجھ کر رہ گیا جو وادی پرخار مین آیا

برہمن دیر کو راہی ہوا اور شیخ کعبے کو
نکل کر اس دوراہی سے مین کوی یار مین آیا

خط شبرنگ نے آکر مٹائی حسن کی قیمت
خبر تو نہی کہ بال آئینہ رخسار مین آیا

تراہی جان جان دل توڑنا امیدوارونکا
خلاف وضع ہی گر فرق کچھ اقرار مین آیا

نہین کرتے تمیز نیک و بد کچھ رند بد مشرب
بنے گا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا

گرے جاتے ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے
الٰہی کونسا سرو روان گلزار مین آیا

١٥	وله	٨٠

بھلا کیا خاک زیر خاک پایا
گریبان کفن تک چاک پایا

ملا کیا اور رونے سے مگر اشک
حجاب دیدہ نمناک پایا

مزا بخشا تری صید افگنی نے
کمر کو گوشہ فتراک پایا

کھلی گر آنکھ بھی تو کچھ نہ دیکھا
کہ سر پر سایۂ افلاک پایا

دم خلقت جو ہستی پر نظر کی
بشر کو ایک مشت خاک پایا

لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر
نہایت آپ کو چالاک پایا

زمانے مین زبان یار تھا مین
کہ جب پایا مجھے بیباک پایا

کہان خون ریز عالم اور ایسا
غنیمت تجھکو او سفاک پایا

تھا کچھ زلف برہم ایجنون مین
جو یون ہر تار دامن چاک پایا

دل ناخن زدہ کیونکر نہ چمکے
کہ اسنے جلوۂ حکاک پایا

دم مستی نہالان چمن کو
بہت تاکا تو نخل تاک پایا

ٹھہر اسے حسرت دل اور تجکو
انیس خاطر غمناک پایا

اثر زا تھا وہ حال وحشت دل
قلم کے بھی جگر کو چاک پایا

وہ گرمی تھی تب سوز نہان سے
ہمانے استخوان کو خاک پایا

۸۱ | محبت مین نسیم دہلوی کو غلام سرور لولاک پایا | ۱۴

یقین کو اپنی عاشق نے ہمیشہ بے خلل پایا
تصور جب ہوا صادق تجھے زیر بغل پایا

مقام ناز کیا ہی سینۂ عاشق مین آنے سے
جناب عشق نے لوٹا ہوا دل کا محل پایا

فراغت کب میسر آئی دو نکی کشاکش سے
نہین خالی مشقت سے کبھی دست اجل پایا

نہ غم ہی رنج اوٹھانیکا نہ کھٹکا ہی جگانے کا
نہایت بے تردد آنکھ نے خواب اجل پایا

دم طفلی سے جانین سیکڑون قربان ہوتی ہین
تمہاری مردم دیدہ کو بیمار ازل پایا

نہین تجھے ہو وہ سید جنکو قسمت پیچ دیتی ہی
ہمیشہ طرہ کی زلف مین شانے نے بل پایا

اسیکی مہربانی سے یہ تکلیفین اوٹھاتے ہین
دل مضطر کو ہمنے دشمن زیر بغل پایا

پسند طبع ہوتا ہی جو معشوقونکو مرجانا
ہمیشہ روحکو عاشق کی مشتاق اجل پایا

حقیقت مین پسند طبع صانع بے لباسی تہی
کہ جان نے تن کو تن نے جان کو عریان ازل پایا

مقر صحبت ناجنس سے توقیر گھٹتی ہے
ملی جب نقرہ و مس تنبہ نسیم دغل پایا

خدا کی راہ مین مرنا حیات جاودانی ہی
فنا ہو کر بقا کی لطف کو نعم البدل پایا

نہین خالی رہیگا کوئی آسیب زمانہ سے
کسیکو آج حاصل ہے کسی نے رہ کے کل پایا

الٰہی روز سوجاتی ہوئین وہ فتنۂ عالم
مزا لو سونیکا ہمنے آج بیرد و بدل پایا

۸۲ | النسیم اطراف مضمون کسقدر سرسبز ہین دیکھو زمین شعر مین جس روز سے ہمنے عمل پایا | ۱۶

جہانمین نقص چرپے سے مفر ظالم نے کم پایا
کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا

مکان ہو تو مکین ہوتے ہین انکو غیب سے پیدا
کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا

بشر کا ایکصورت پر ارادہ رہ نہین سکتا
کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا

کبھی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے
مری آنکھونکو دامن نے سدا ابر کرم پایا

نہین ممکن جدائی رات اور دنکی تسلسل مین — بشکل عاشق و معشوق دونونکو بہم پایا

کھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنیکے — اوسے بالای سر دیکھا جسے زیر قدم پایا

رہا ترک ادب کا پاس مجکو اسقدر باقی — مین اوڑا سر پہ لینے کو جسے تیر ستم پایا

بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے — ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دو دم پایا

ہزارون منتین کین پر خلاف اوسکی نہین دیکھا — تمہاری ہٹ کو بھی ایجان جان ہمنے قسم پایا

جہان سینے مین دل ہی آرزو بھی ساتھ ہی اوسکے — ہمیشہ دو لبونکی طرح دونو کو بہم پایا

جہکا دیتی ہی حاجت بشتر عالی مزاجونکو — سدا اپنی سر مضمونکو پابوس رقم پایا

نکل جائینگے دلمین حوصلے جو جو کہ آئینگے — کہ گردش کو مری مضمون نے میدان قلم پایا

تصور میرا مجسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہے — کہ جب مینے اسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا

فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روحکو حاصل — ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا

تصدق جائیے سو سو طرح تقدیر عاشق کے — ملی راحت نہ دنیا مین نہ آرام عدم پایا

٨٣ — نسیم اب شکر کی جا ہی لحاظ انکار کا ٹوٹا / ملی ہمکو اجازت لطف پہلو سے صنم پایا — ٦

مقام شکر ہے جلا دسے گر زخم تن پایا — نہ مدفن بھی ہنسی کے لیے ہمنے دہن پایا

نہ خوش آیا ہمین کچھ اس دل افسردہ کی بابت — نہ راحت دشت مین دیکھی نہ لطف افزا چمن پایا

بشکل شمع ساری رات رو رو کر بسر کی ہے — یہی اس عالم فانی مین لطف انجمن پایا

پریشانی مین کاٹی عمر جبتک دم رہا باقی — نہ کچھ لطف سفر دیکھا نہ راحت زا وطن پایا

ہوئی بخشش جو قسام ازل کی مہربانی سے — تو روح ناتوان نے اپنے خاکی پیرہن پایا

٨٤ — نسیم ابتک وہی خم دم ہین پیری مین جوانی کے / کسی دن بھی نہ ہمنے کم تمہارا بانکپن پایا — ٧

افتادگی نے اور ہی عالم دکھا دیا — نقش قدم سمجھ کے ہر اک نے مٹا دیا

پردرد اسقدر تھی مری داستان غم — دریا بہادیا جسے قصہ سنا دیا
احسان بڑا یہ تونے کیا ہمپہ ای صبا — اک مشت خاک تھی سو اوسے بھی اوڑا دیا
سمجھا وہ کھیل کار قضا و مسیح کو — مارا جو چشم سے تو لبوں سے جلا دیا
ہین عندلیب نالہ کی زورونپہ چہچہے — داغون نے بوستان مرا سینہ بنادیا
یہ حسن تھا کہ آنکہ ہماری جہپک گئی — پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹھا دیا

۸۵

گم گشتگی نصیب کے دیکھو تو ای نسیم
قاتل نے یاد کرکے مجھے پھر بھولا دیا

۱۵

دل کسی مشتاق کا ٹھنڈا کیا — خوب کیا آپ نے اچھا کیا
آج جیسا آنکہ کے کچہ اور ہے — چاہنے والا کوے پیدا کیا
ہاے رے پیمان شکنی کے مزے — جب مین گیا وعدہ فردا کیا
کچہ تو کسینے انہین سمجھا دیا — ہم جو گئے آج تو پردا کیا
گو کہ نہ تہا میری طرف منہ مگر — ترچھی نگاہون سے وہ دیکھا کیا
آہ کے تقصیر نہین ہے مگر — بے اثری نے مجھے رسوا کیا
کہہ کے لے آتے ہین تمہین ہوشیار — یہ نہ کیا ہمنے تو پھر کیا کیا
موت کے صدقے کہ یہ کہتی تھی وہ — آج نہ اوسنے کوے پھیرا کیا
آپکی احسان کی تعریف ہے — مینے اگر شکوۂ اعدا کیا
نام میرا سنتے ہی شرما گئے — تمنے تو خود آپ کو رسوا کیا
قدر میری تمنے نہ کی ورنہ مین — کیا کہون کیا آپ کو سمجھا کیا
مینے تو ایجان جہان جان دی — تمنے اداحق وفا کیا کیا
پھر وہ نہاے عرق شرم مین — کسنے مرے عشق کا چرچا کیا
مین دل صد چاک کا کہتا تہا حال — شانہ عبث زلف سے اولجھا کیا

۸۶	اوسکی نظر مین ہوا ہلکا نسیم مجھسے مرے شوق نے کیا کیا	۱۷

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا — نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا
نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون — نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا
بہت اچھی نہایت خوب گذری — ابھی آفت زدون کا پوچھنا کیا
ندو مجکو مبارکباد بے سود — بُری تقدیر والون کا بھلا کیا
یہ کیون چتون پھری کیون آنکھ بدلی — بھلا مینے قصور ایسا کیا کیا
کب اوس کوچے مین ٹھیری مری خاک — نہوگا کوئی احسان ہوا کیا
امید اوس سے غلط سمجھا یہ او دل — ستمگر سے تمناے وفا کیا
بڑھا کر ہاتھ لین اونکو یہ مشکل — نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا
نہ گھبراؤ ابھی کروٹ نہ بدلو — ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا
یہ کبتک پارسائی عاشقون سے — محبت ہے تو پھر ہمسے حیا کیا
جگر پانی ہی صدمون سے لہو دل — مرے سینے مین او ظالم رہا کیا
کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم — کرینگے شکر تیرا ہم ادا کیا
نہین ممکن کہ تجھکو رحم آئے — وہ مین کیا اور میری التجا کیا
معاذ اللہ گر ہے نوجوانی — رہوگے عمر بھر تم پارسا کیا
کہان ہی درد دل مین جی کھوئے — مزا دیگا ہمارا ماجرا کیا
کسے دیکھا کہ بھولا آپکو بھی — تعجب ہی یہ مجکو ہو گیا کیا

۸۷	نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو یہ چرچا ہو رہا ہے جا بجا کیا	۹

رحم سوئے خاطر ناشاد کیا — مہربان بھولے ہوؤن کی یاد کیا

کب وہ آتے تھے کہ مین راضی ہوا
منہ دکہاتے ہی مجہے فریاد کیا

راحتین ہونگی نصیب دشمنان
مجہپر احسان مبارکباد کیا

کس ستم سے تیرے پہیرا ہے منہ
کہہ رہا ہے او ستم ایجاد کیا

قتل بہی کرتا نہین اتنا تو کہہ
آرزو ہے تجکو او جلاد کیا

چاہتے تھے جنکو اونکی تو خبر
پہر رہے ہو اپنے گہر مین شاد کیا

ہاے وہ حسرت جو میرے دلمین ہے
اونکی پرسش او ستم ایجاد کیا

یہ وہ لذت ہے کہ جو آئے نہ یاد
بہول جائینگے تری بیداد کیا

۷	لکہہ بطرز خود غزل کوئی نسیم امتحان خاطر آزاد کیا	۸۸

وہ نہین ہمتکو نہوگے یاد کیا
ایسے ملنے کی مبارکباد کیا

کچہ اثر مجہ مین نہ میرے شور مین
ہاے مین کیا اور مری فریاد کیا

بندہ پرور یہ بناوٹ تو معاف
تم بہلا مجکو کروگے شاد کیا

مین ابہی راضی نہین ہان اور بہی
کچہ نئی گہاتین نہین ہین یاد کیا

دل دہڑکتا ہے تامل سے تری
سوچتا ہے جی مین او جلاد کیا

چاٹتا تہا تیغ خون آلود کو
تہا حریص لذت بیداد کیا

۱۹	نکتہ بے پہلو سے حاصل کیا نسیم ہوگے اس مضمون سے خاطر شاد کیا	۸۹

ای مرگ دیکہتی ہے نہین بار بار کیا
سینے کے زخم بہی ہین شگاف مزار کیا

بدلو جو رنگ روکی طرح اختیار کیا
ای جان امید وعدہ پہ اعتبار کیا

اس وصل مین فراق فلک بہی نکر سکا
لپٹے ہوے ہین دامن لیل و نہار کیا

آنکہین کہلی ہوی ہین جہپکتی نہین پلک
تکلیف نزع بہی ہے شب انتظار کیا

بھرے ہو تم بھی ناصح نافہم کیطرح
جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا

مانے نہ مانے فرط سے کیونکر کرون سوال
جسطرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا

کب ہی فریب راحت دشمن پہ اعتماد
تلوے کبھاے گی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہے مثل روح جو آغوش پر خراش
معشوق آبلہ ہے کوہی نوک خار کیا

سائل ہون ایک بوسیکا دو چار کا نہین
مین طول مدعا مین کرون اختصار کیا

انجام دیکھتے نہین آغاز کے سوا
ہے طول زلف رحمت پروردگار کیا

بیتاب ہو سکے نازاو ٹھائے ہین رات بھی
تھا جوش شوق جلوہ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتا نہین
داغ فراق ہے ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کے آنکھین نکالین
دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا

مانند بوسہ چار لبون مین نہان ہوئین
پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا

نیلی سے دیدے اک کفنی دو دو آہ کی
ای روح پوشش بدن سوگوار کیا

جگر مین ہی نصیب تو گردش مین آرزو
ہم دور آسمان ہے مرا روزگار کیا

جھگڑے مین ہون کشاکش انفاس کیطرح
کم ہو سکے گا مشغلہ انتشار کیا

مانند روح قید تعلق سے عار ہی
جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا

۹۰

بدلا ہوا ہے رنگ مزاج اندلون نسیم
دیکھین جہانکا گلشن ناپائدار کیا

۱۰

قالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا
اور مرغ روح بھول گیا آشیانہ کیا

مجنون کی سرگذشت نہایت ہوی پسند
ایدوست بے اثر تھا ہمارا فسانہ کیا

شب کیا ہوئی جہان مین اندھیر ہو گیا
بدلا ہی ایک رنگ مین رنگ زمانہ کیا

یاران غمگسار بہت جلد اوٹھ گئے
کیا ہو گئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا

مانع ہوی حنای قدم گل خرام کی
دیکھین تو آج یار کرے گا بہانہ کیا

دو دن کے شور ہین ترے حسن ملیح کے
اے دوست یہ رہے گا ہمیشہ زمانہ کیا

آغاز گفتگو ہی سے ہین بدگمانیان
سمجھا ہے کوہی دوست اُسے نہین دوستانہ کیا

یہ بے کسے دکھاتا ہی چالاکیون کے زور
رہوار عمر کو خلش تازیانہ کیا

ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہی بے ثبات
کھینچے گا پھر عدم کیطرف آب و دانہ کیا

زلفونکی بھی ہوس ہی محبت سی خال کے
لاتے گا اپنے دام مین ہمکو یہ دانہ کیا

منظور جبہ سائی عاشق نہین تجھے
خالی پڑا رہے گا یون ہی آستانہ کیا

مقتل مین ہی اجازت جاروب بعد قتل
قاتل مگر پڑھے گا نماز دوگانہ کیا

عاشق کا دل نہ دیکھ کہ جاتی رہین جو اس
نظارہ سوی سینہ صد چاک شانہ کیا

رویا یہ آسمان کہ ہی تر دامن زمین
مطرب نے میرے حال کا گایا ترانہ کیا

دیکھا اودھر کو تو نے پڑا تیر ناز ادہر
استاد رخ بدل کے اوڑایا نشانہ کیا

خط ناتمام سائل خصت ہی مرغ روح
قاصد سے پہلے ہوگا یہی خود روانہ کیا

٩١	کیا تاب مدعی جو زبان تک ہلا سکے لکھی نسیم نے غزل عاشقانہ کیا	١٥

وہ نمانینگے احبا اونکو سمجھائینگے کیا
پہلی ہی قسمت نے ٹھہرا دی ہی ٹھہرائینگے کیا

وای قسمت کہ رہی ہین دور ہی سے دیکھکر
کس لیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا

دیکھ لے تاثیر اونکی بھی فراق یار مین
نالے خود شرمندہ ہین منہ تک ہی آئینگے کیا

غیر ممکن ہی کبھی آرام سے سوئین جو ایس
ہاتہ تو کچھتا نہین ہی پاؤن پھیلائینگے کیا

اونکی بیرحمی سے کب ڈرتا ہون جنکو ہو لحاظ
منہ تو دکھلاتی نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا

آپکو فرصت ملی رسوائیون سے یہ محال
اور میریطرح سی عاشق نہ ہو جائینگے کیا

کب توقع ہی وہ آئین لاش عاشق دیکھنے
ہمنے مانا جان ہی کھوئی تو ہم پائینگے کیا

بعد مرنے کے رہین گے داغ سینہ جلوہ گر
گلشن تصویر ہون مین پھول مرجھائینگے کیا

سر بکف پہرتے ہین ہرت سی امید مرگ مین
کہینچ کر تیغ دو دم ہمکو وہ دہمکائینگے کیا

یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائین گے
حور و غلمان بہی مجکو بہلا بہائینگے کیا

رہ گئی ہین ٹوٹ کر شانی مین گیسو کی جو بال
اُنسے مردہ ہین یہ دوست لہرائینگے کیا

جہوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج
کیون بلایا ہی مرے سر کی قسم کہائینگے کیا

کسطرح بہلائین گے مجکو یقین آتا نہین
حور و غلمان بہی تمہاری شکل بنجائینگے کیا

گہورتا ہی یہ او نہین وہ میل کرتا ہی ادہر
دیدہ و دل میرے مجکو باتین سنوائینگے کیا

۹	یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرین وہ اے نسیم عاشقون کو دید سے بہی اپنی ترسائینگے کیا	۹۲

اضطراب دل مرا آخر مزا دکہلا گیا
اپنی بیتابی سے مین صدقے او سے رحم آگیا

ہای قسمت منتون سے میری راضی تہی مگر
کچہ لحاظ پاک دامانی او نہین سمجہا گیا

دیکہکر خنجر بکف مجکو امید مرگ مین
ہنسکے قربانی لگے مرنا تجہے بہی آگیا

کیا کہون دیکہو دیکہی کس کس لئے جوش شوق مین
تیری صورت بنگئی جو آیا مجہے ترسا گیا

دیکہی حکم قتل میری لاش پر رونے لگا
دی مروت تہا نہایت درد الفت آگیا

کی صبا نے کوئی گستاخی مقرر زلف سے
سامنے آنکہون کے اک دود جگر سا چہا گیا

تو نے اتنا بہی نپوچہا کی سبب بارش ہی کیون
مدتون تک ابر گریہ روز منہ بر سا گیا

ایک بوسہ بہی نہین اچہی طرح لینے دیا
بولے جہنجلا کر اجی بس دم مرا گہبرا گیا

٧	دیکہیے عمر دو روزہ مین ہو کیا صورت نسیم ایک ہی لقمی مین غم سارا کلیجا کہا گیا	۹۳

خندہ کیون لب پر تری او محو بیداد آگیا
کیا تجہی کوئی ستم بہولا ہوا یاد آگیا

شومی تقدیر بد پر ناز کرنا چاہیے
سو ہی گل دیکہا نہ تہا ہمنے کہ صیاد آگیا

وصل کی شب تا سحر بوسی تبسم نے لیے
ہجر مین منہ چومنے کو جوش فریاد آگیا

دے سبار کباد آزادی اسیرونکو اجل — پانوسے زنجیر نکلے سر پہ جلاد آگیا

رک گیا ساقی کا جی رندونکی جہڑے ہین اوس دن — دیکہہ تو محفل مین تیرے کون ناشاد آگیا

ہائے بہیجا ہی رقیبون کو عیادت کیلیے — ہمکو تیرے رحم مین بہی لطف بیداد آگیا

۹۴ — دید کے قابل ہی اوسکی ناامیدی ای نسیم — ۱۳۴
ہائے وہ طائر جو زیر دام صیاد آگیا

زخم بالیدہ ہوئے داغونپہ جوبن آگیا — پرورش پایا گیا جو زیر دامن آگیا

دوری امید آخر کہینچ لائی متصل — دشنۂ قاتل قریب خط گردن آگیا

اشک خون آلودہ سی ہی پیرہن بلبل قریب — اور ہی رنگینیون پراب تو دامن آگیا

کونسا یہ خاکسار آتا ہی دیکہو اوشہسوار — اک بگولا سا قریب گرد توسن آگیا

دست وحشت نے مٹادی آج دونونکی خلش — کچہ گریبان جہک گیا کچہ پاس دامن آگیا

شورش برخیز محشر نے جگایا تہا مگر — میری آنکہونکو لحاظ خواب مدفن آگیا

بہ گیا دل خون ہوکر رہگیا درد فراق — دوست کے بدلے مرے پہلو مین دشمن آگیا

توڑ کر تسبیح میں رشتۂ زنار ہے — بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا

دشمنونکی پردہ پوشی کی ہوائی شوق نے — گرد تو نمین خار کے پیراہن تن آگیا

آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی — مثل اخگر دل تہ دامان گلخن آگیا

باغ عالم مین بشکل بلبل تصویر ہون — کچہ غرض رکہتا نہین گر سوی گلشن آگیا

صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کے ہاتہ مین — بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا

ای فلک شاید گمان خندہ اسیر ہی ہوا — جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا

۹۵ — آج راحت پائی احسان اجل سے ای نسیم — ۱۰
فاتحہ پڑہنے لحد پر یار بدظن آگیا

کیا آج جلد تیر نظر کام کر گیا — اف تک نہ کر سکے کہ جگر سے گذر گیا

جوش سرشک دیدۂ تر مین کمی کہان — دریا یہ وہ نہین کہ چڑہا اور اتر گیا

اللہ رے سیاہی شام شب فراق — مجہسا امیدوار اجل صاف ڈر گیا

روز جزا ہی پاس رضا آ گیا مجہے — منکر ہوے وہ قتل سے مین ہی مکر گیا

چلا رہا ہون یاد دل گم شدہ مین — اے میرے لاڈلے میرے پیارے کدہر گیا

جاگو غنودگان اجل خواب تا بکجا — تا جیب طول چاک قباے سحر گیا

اللہ رے کرشمہ تیغ اداے یار — کوی ذبیح ہوے طپان کوی مر گیا

اب دست احتیاج اوٹہانے سے فائدہ — برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا

تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کہو دیا — افراط نازکی سے گمان کمر گیا

۱۵	سمجہا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم طی جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا	۹۶

کس منہ سے کہتے ہو کہ ترا وقت ٹل گیا — کچہ آپکا مزاج نہ تہا جو بدل گیا

خالق کو تہی پسند جو برگشتگی مری — پتلا ہزار بار بنا اور بدل گیا

اب جای خون دہان جراحت مین پیپ ہے — کیا انقلاب ہے کہ لہو تک بدل گیا

مانند طفل اشک ہون ابتر سرشت مین — پیدا ہی ہوتے آنکہ سے باہر نکل گیا

انجام عمر سے بڑہی کیا کیا خمیدگی — دن کم رہا تو سایۂ دیوار ڈہل گیا

اللہ رے بیکسی کہ یہ نوبت ہے آجکل — ارمان تک بہی دل سے ہمارے نکل گیا

پہبتی سنائی یار نے آتے ہلال عید — ملنے کو جہک کے مین جو قریب بغل گیا

ہان التفات یار سے بیمار جان بلب — اچہا تو کیا ہوا ہی مگر کچہ سنبہل گیا

بوسون سے غیر کے لب شیرین ہوے ہین تلخ — بگڑی وہ چاشنی وہ قوام عسل گیا

کب برہمی کی شکل نہ پیش نظر رہے — کس روز تیرے طرۂ گیسو سے بل گیا

ممکن نہین کہ راست کبہی کج مزاج ہو — اس چرخ پیر کا نہ جوانی سے بل گیا

پھر کہدیا کچہ اوس بت وعدہ خلاف نے — پھر کچہ دلون مریض محبت سنبھل گیا
تہا خوف اسقدر چمن روزگار سے — جب کوئی گل ہنسا تو مراجی دہل گیا
صیاد ساتہ ہی چمن کائنات مین — قسمت کو کیا کرین سگے اگر دل ہل گیا

٩٧	مدت کے بعد ربط سخن پہر بڑہا نسیم مضمونکی تازگی سے ذرا دل بہل گیا	١١

ٹہیرے اوکھڑ کے سانس تہ اوقت ٹل گیا — منت کچہ اور یان کہ مین پھر سنبھل گیا
شانے کی رہتی یہ بھی کیا مشاطی گی — ہم بندگی کرینگے جو زلفونسے بل گیا
دوڑو خدا کیواسطے دیکہو تو کیا ہوا — کہتا ہی کوئی ہاے کلیجا نکل گیا
کیون لا ہی دوست اوسکو عیادت کیواسطے — دیکہا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا
موقوف کرلگائیگا پھاہی کہان کہان — اے چارہ گر تمام کلیجا ہی پہل گیا
جہوٹے تسلیون کی توقع گذر گئی — جلد آ ترے مریض کا منکا بہی ڈہل گیا
افسوس کر رہا ہی وہ پہچانتا نہین — اس حال پر نثار مین ایسا بدل گیا
توبہ تو ہی بلا سے جو ویسا نہین ہی دل — زاہد بشکل شیشہ ہی کیون آبل گیا
افسوس ہم جہانسے بے آرزو چلے — لو وہ بہی آکے خود کف افسوس مل گیا
دیکہا جو اوسکو آنکہ جہکی کچہ نکہ سکا — واعظ کا بہی قدم نجما لو پہسل گیا

٩٨	سامان سفر کی ساتہ ہین ہر وقت ای نسیم کیا خاک اس جہان مین مراجی بہل گیا	١٤

ہیبت سے مرغ روح بدن سے نکل گیا — تیر نگاہ جب کوئی سن سے نکل گیا
تکلیف ہو نہ بازو قاتل کو اسلیے — اک ایک استخوان مری تن سے نکل گیا
کیا تنگ گور کن دل بیتاب رہے — تڑپا مین جب مزار کہن سے نکل گیا
کیا کیا نہ دود آہ نی کین سربلندیان — ایسا بڑہا کہ چرخ کہن سے نکل گیا

اللہ رے سوز ہاتھ ابھی تک جلے ہی نہ تھے
شعلہ بھڑک کے تارِ رسن سے نکل گیا

بخشی و رازِ مستیِ وحشت نے مخلصی
لاشہ مرا حجاب کفن سے نکل گیا

اب جای حسن سبزۂ نوخیز سے نمود
آبِ حیات چاہ ذقن سے نکل گیا

لاشہ مرا لحد سے ہوا جا کے ہمکنار
دولہا کا اشتیاق دولہن سے نکل گیا

مضمون آبدار نے جنبش لبوں کو دی
گوہر سخن کا دُرجِ دہن سے نکل گیا

تن کاہشِ فراق سے مثلِ خیال تھا
گذرا لحد سے صاف کفن سے نکل گیا

پائی نہ قدر تیری سہی قد کے روبرو
بل راستی کا سروِ چمن سے نکل گیا

اصلاح کی یہ نکہت گیسوے یار نے
سودا دماغ مشکِ ختن سے نکل گیا

رخ جلوہ گر ہوا شب زلف سیاہ سے
مدت کے بعد چاند گہن سے نکل گیا

یاران رنج دوست نے دین وہ اذیتین
مین منہ چھپا کے اپنے وطن سے نکل گیا

۱۳	بالغ ہوے نہ کچھ سپر آسمان نسیم ہر تیر آہ چرخ کہن سے نکل گیا	۹۹

جب اختیار قیس سخن سے نکل گیا
نالہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا

کیا رنج ترکِ صحبت احباب کا ہوا
دو چار کوس جب مین وطن سے نکل گیا

آئی نظر نہ تربت پروانہ جب کہین
ہر اشکِ شمع بہ کے لگن سے نکل گیا

کیا حال دل چھپے کہ جہان دو گواہ ہون
روکا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا

باقی رہے صراحیِ غنچہ نہ جامِ گل
سامانِ انبساط چمن سے نکل گیا

دنیا کے رابطے سے مرادِ دلی ملے
مردون کا کام صحبت زن سے نکل گیا

زلفین ہٹا کے بوسہ رخسار لے لیے
مطلب ہمارا سانپ کے من سے نکل گیا

اے دل ہزار حیف جو مقتل سے پا ہٹے
وہ سورما نہین پھر جو رن سے نکل گیا

دامن تک اشک آکے بچائینگے آنکھ مین
پھرتا نہین بشر جو عدن سے نکل گیا

رشک اسقدر ہوا لب و دندان یار نے
گوہر عدن سے لعل یمن سے نکل گیا

رہوار عمر کی نظر آئی نہ گرد تک
توسن کمال تیز تہا سن سے نکل گیا

افسون دلفریب سے ہم آشنا نہ تہے
آخر کو یار حیلہ و فن سے نکل گیا

١٠٠
کس دہوم کی پڑہی ہے غزل آپنے نسیم
تحسین کا شور بزم سخن سے نکل گیا
١١

دل لگے آتے ہی یہ نقشا ہو گیا
کیا بتاؤن دوستو کیا ہو گیا

تمنے فرصت پائی گہر بیٹہے طبیب
مر گیا بیمار اچہا ہو گیا

کر چکا تہا کام افسون رقیب
آج ہمسے اونسے پرچا ہو گیا

اونپہ دل آیا بڑی مشکل پڑی
مدعی پہلو مین پیدا ہو گیا

ہاے بیتابی نے میری کیا کیا
حال سب اونپر ہویدا ہو گیا

ایک ظالم پر طبیعت آ گئے
پہر وہی اب حال میرا ہو گیا

شکر ہے پیدا کیا خالق نے جسم
روح کا بجرونکو پردا ہو گیا

کہل گئے زخمون کے منہ اچہا ہوا
درد کے بڑہنے کو رستا ہو گیا

تو ہی چل اے روح جوش شوق ہے
خط کے آنے مین تو عرصا ہو گیا

وقت بد کچہ پوچہ کر آتا نہین
ہنستے ہنستے اونسے جہگڑا ہو گیا

١٠١
حال کیون ابتر ہے اسدرجہ نسیم
سچ کہو دل کسپہ شیدا ہو گیا
١٠

مجکو سمجہاتا تہا یا تو آپ شیدا ہو گیا
مین تو دیوانہ تہا ناصح تجہے کیا ہو گیا

آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تہے
میرے لاشے پر جو وہ آئی تماشا ہو گیا

مین نہ کہتا تہا نہ دیکہو آئنہ اچہا نہین
صدقے جاؤن حال میرا سا تمہارا ہو گیا

ابتو افسانے کی میرے ہر طرف اک دہوم ہے
مر گیا گو مین بلا سے نام تیرا ہو گیا

شکر ہے دنیا سے اوٹھا آج سئید آپکا
جان دنیا اس مرض والے کو اچھا ہو گیا

دشمنی کی مجھسے میرے از و یادِ شوق نے
اضطراب ایسا بڑہا آخر کو پیدا ہو گیا

سو گئے اونکے فریب وعدہ سے شب کٹ گئی
ہاے اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہو گیا

کوی نا واقف اگر کہتا تو کہتا غم نہ تھا
کیون جی تم بھی مجھکو کہتے ہو کہ سودا ہو گیا

یہ فکا یہ عقل ایسے ہوش سب جاتے رہے
مجھکو حیرت ہے خدا جانے مجھے کیا ہو گیا

۱۰۲ — ۱۲

پھر وہی دہومین پڑین وحشت کی میری ای نسیم
پھر وہی جوشِ گذشتہ دلمین پیدا ہو گیا

تیرے بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہو گیا
تو نرالا کیا ہوا عالم نرالا ہو گیا

شام مرقد چاندنی تھی تیرے رخکو دیہا سے
چاند پھر اسامنے آیا اوجالا ہو گیا

وہ سخی تھا بعد مردن دین ہماکو ہڈیان
گوشت باقی تھا سو مرقد کا نوالا ہو گیا

حلقۂ رخ زلف تھی تھا نور رخ کا گرد زلف
ہالۂ مہ شب ہوی مہ شب کا ہالا ہو گیا

اوس گل کو زندگی تھی زہر ہو دی کو ہوئے
سانپ نے چاٹی جو شبنم منہ مین چھالا ہو گیا

ساغرِ امید بن جاتی ہے انسانکی دعا
ہاتھ جب سوے فلک اوٹھا پیالا ہو گیا

دل مشبک ہی تو سینہ ہر طرف سی ہی شگاف
تیرے مژگان کا تصور ہمکو بہالا ہو گیا

ابر نیسان کی پڑین بوندین جو تیرے زلف پر
موتیونکا گردن افعی مین مالا ہو گیا

مر گئے تیغ نگاہ یار سے جھگڑا مٹا
چین برسون کا ہوا دم بھر کسالا ہو گیا

انتظار سنگدل مین سنگ سے آنکہ سے
تا بدامن اشک آئی آتے نالا ہو گیا

پہر خم شمشیر ابرو کا ہوا سودا مجھے
زخم خشکی پر نہ آیا تھا کہ آلا ہو گیا

۱۰۳ — ۱۱

ملک سخن مغفور تھا استاد یکتا ای نسیم
لکھنو والون مین وہ سب سے نرالا ہو گیا

جان بلب ہون جبسے وہ بیرحم بدظن ہو گیا
حال میرا اب مبارک بادِ دشمن ہو گیا

کچھ عجب تاثیر تھی اوس بت کے نظارے مین ہے
جو مسلمان اس طرف گذرا برہمن ہوگیا

صدقے مین کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا
چھد گیا پہلو کبھی سینے مین روزن ہوگیا

بے ہوا اوڑتا ہون جب بیتابیان کرتا ہے دل
کاہش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہوگیا

مین بھی مرنے کے لیے آیا ہون آزردہ نہو
اب یہ وہ کوچہ کہان لوگون کا مدفن ہوگیا

ہای کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا
اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہوگیا

وہ توقع تجھ سے بر آئی جو مجکو اوس سے تھی
او عدو کر دوست تو بھی اب تو دشمن ہوگیا

حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا
پاؤن میرا شاہد آغوش آہن ہوگیا

بڑھ کے ٹھیرا جب یہ سمجھا مین کہ وہ آئی ہین
بارہا میرا تصور مجکو رہزن ہوگیا

سوز پنہان کی یہ کثرت تھی کہ ہر ہر استخوان
رات کو مثل جبین صبح روشن ہوگیا

۱۰۴	سر اوٹھانے کی کہان طاقت بس اب مردن نسیم آج تو احسان قاتل بار گردن ہوگیا †	۹

لو فراغت ہوگئی کیسا سبک جان ہوگیا
چاک دامن ہوگیا ٹکڑے گریبان ہوگیا

عشق مین زلف و رخ دلدار بے تمثال کی
کوئی ہندو ہوگیا کوئی مسلمان ہوگیا

گھٹتے گھٹتے ناتوانی سے وہ ہون کاہیدہ تن
ذرۂ افتادۂ ریگ بیابان ہوگیا

آنکھین دکھلاتے ہین مثل پاسبان منکر نکیر
کنج مدفن بھی مجھے قسمت سے زندان ہوگیا

کی گہر ریزی ہمارے آبلون نے ٹوٹ کر
تھا متاع عمر جو وقف بیابان ہوگیا

حسن جانان نے کیا گر ماہ کامل کو خجل
داغ میرے داغ سے مہر درخشان ہوگیا

آتش جانسوز نالہ شعلہ ہای آہ دل
ایک مشت استخوان پر سبکا احسان ہوگیا

ناتوانی نے یہانتک آج کل تاثیر کی
نالۂ زنجیر کا بھی شور پنہان ہوگیا

۱۰۵	کچھ نہین لطف چمن کی ہمکو خواہش ای نسیم شکل گل ہر زخم دل سینے مین خندان ہوگیا	۹

التماس شکر میں دل رہ گیا
سر پہ کچھ احسان قاتل رہ گیا

رحم آیا ناتوانی پر مرے
ذبح کرتے کرتے قاتل رہ گیا

تمنے اک بوسہ دیا احسان کیا
بات میری رہ گئی دل رہ گیا

صلح کی امید پھر کل پر گئی
سہل ہو کر کار مشکل رہ گیا

تیری جلدی سے نہ بر آئی مراد
اے اجل دیدار قاتل رہ گیا

کاوش صیاد نے فرصت نہ دی
دلمیں ارمان عنادل رہ گیا

جلوۂ رخسار نے ساکت کیا
آئنہ ہو کر مقابل رہ گیا

غیر ممکن ہے کہ آسان ہوسکے
رہ گیا جو امر مشکل رہ گیا

(١٠٦)
پھر طبیعت اپنے گھبرائے نسیم
امتحان فکر کامل رہ گیا
(١٠)

ہر رفیق بیکسی منزل بمنزل رہ گیا
گر پڑا آنسو کسی جا پہ کہیں دل رہ گیا

صید لاغر کر دیا تاخیر قاتل نے مجھے
ذبح کے لائق نہیں مرنیکے قابل رہ گیا

اے اجل فرصت نہ دی افسوس ہے افسوس ہے
آرزومند جفا احسان قاتل رہ گیا

وائے قسمت بخل قاتل سے نہ بر آئی مراد
تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہ گیا

جوش حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کر سکو
آئنہ میری طرح اونکے مقابل رہ گیا

سخت جانی نے مزے کیا کیا دکھائے وقت ذبح
گر گیا خنجر کبھی بازوی قاتل رہ گیا

زمزمہ سنجی بھلا دی خطرۂ صیاد نے
آتے آتے کان تک شعر عنادل رہ گیا

سایہ افگن کاکل پیچاں ہے روی صاف پر
ابر میں پوشیدہ ہو کر ماہ کامل رہ گیا

دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطراب روح نے
دلمیں پروانے کے سوز شمع محفل رہ گیا

(١٠٧)
سر جدا تن سے کیا آنکھوں پہ پٹی باندھ کر
اے نسیم افسوس ہے دیدار قاتل رہ گیا
(١٤٣)

دونو جانب شرم مطلب شوق پنہان ہوگیا / کچھ مجھے حسرت بڑہی کچھ اونکو ارمان ہوگیا

ناتوانی نے جو دہڑکے ناامیدی کے دیے / سوے وہن دیکہکر چاک گریبان رہگیا

موت سے مہلت نہ پائی شوق نے رخصت نہ دی / پانو پہیلا کر ترے کوچے مین مہمان ہوگیا

جو غضب آیا زمین پر عالم افلاک سے / میرے سر پر صورت احسان جانان ہوگیا

خاک ہوکر خاک مین عشاق کی لاشے ملے / ہاے خالی پہلوے گور غریبان ہوگیا

کیون خفا ہی باغبان مین گلشن ایجاد مین / چند لحظہ صورت صبح گلستان رہگیا

لاکہ چاہا پر نہ نکلا صورت ارمان کبہی / آرزو بنکر مرے سینے مین پیکان رہگیا

اسکو بہی معشوق ہونے کی سمائی آرزو / منہ چہپا کر میرے دلمین داغ پنہان ہوگیا

آئینے نے کردیا آئینہ میرے یارکو / دیکہکر وہ جلوہ اپنا آپ حیران رہگیا

فکر کامل کو پریشانی نے جب برہم کیا / کہلتے کہلتے عقدہ زلف پریشان ہوگیا

شعلہ داغ تن عاشق نہ تجہ سے بجہ سکا / اے صبا اپنا چراغ زیر دامان رہگیا

زیست بہر آیا نہ راز عشق ہرگز تا زبان / ہاے بے تعبیر یہ خواب پریشان ہوگیا

ہمکو محرومی رہی تا عمر وصل یار سے / یہ مرض وہ تہا کہ جو محتاج درمان رہگیا

۱۰۸

بعد مردن جسم سے الفت نہین ہوتی نسیم
روح چہوٹی قید سے بیکار زندان رہگیا

۱۵

مین نگاہون مین بہار زلف جانان ہوگیا / دیکہتے ہی دیکہتے خواب پریشان ہوگیا

تہا ستم پر چاہنے والونکو ارمان ہوگیا / ظلم جانان کیطرح آخر مین احسان ہوگیا

ناز سے فرصت نہین دیتی کسیدم بیکسی / مین تو اپنی جیتے جی گور غریبان ہوگیا

طعنہ کم ہمتی اوٹہے نہ میرے شاک سے / گوکہ قطرہ تہا مگر شرماکے طوفان ہوگیا

تہا مین طفلی سے بغل پروردہ بی رونقی / صبح مایوسی کبہی شام غریبان ہوگیا

رحم نے جلاد کے چہوڑا جو مجکو نیم ذبح / خط خنجر میری گردن کو گریبان ہوگیا

طول عمر درد فرقت کا نہ پوچھو مجھ سے حال
اسقدر رہ دلمین ہا میرے کہ ارمان ہوگیا

جو یہان تشریف لائے پھر نہ پائی مخلصی
دل مرا ہر آرزو کے حقمین زندان ہوگیا

عشق مین رنگ دو رنگی عمر بھر دیکھا کیے
ہاے ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہوگیا

شہر ویران کردیا تاثیر وحشت نے مرے
قصد سے دو چار دن پہلے بیابان ہوگیا

زیر دستونکو زبردستونسے کچھ چارا نہین
درد فرقت جبر سے سینے مین مہمان ہوگیا

ایک سے دو داغ دو سے چار پھر تو سیکڑون
کھلتے کھلتے پھول سینے پر گلستان ہوگیا

اشک خونین مثل گل رہتے ہین آٹھین پہر گھڑی
ابتو دامن ہی مرا جیب گلستان ہوگیا

ساغر مے بنتے ہی دو صورتین پیدا ہوئین
زاہدونکی توبہ مین رندونکا ایمان ہوگیا

۱۰۹	خونکی دھبونسے کیا کیفیتین ہین ای نسیم گوشۂ دامن مرا رشک گلستان ہوگیا	۱۹

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا
تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا

کیا پوچھتے ہو ابتو اسیر قفس ہون مین
دو دن کی بات ہے کہ شریک بہار تھا

کیون جانتا تھا حسن پریشانیان مری
ای روزگار مین بھی مگر زلف یار تھا

دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین
پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا

وہ بھی مٹا خیال سیاہی زلف سے
کچھ دم کو عکس مہ جو رداے مزار تھا

اس جسم پر ذلیل کیا تونے ای ہوس
دو استخوان کیواسطے شوق مزار تھا

ہیبت سی بخیہ گر کے مری جان نکل گئی
ہر ہر دہان زخم دہان مزار تھا

کرتے تھے مرگ بازو قاتل پر آفرین
جو زخم تھا بشکل شگاف مزار تھا

پاتے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی
مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا

اے جوشِ شوق تونے کیا پھر امیدوار
ورنہ مجھے تہیۂ خواب مزار تھا

کھٹکا کیا ہون خاک کو بھی خاک ہو کے آہ
مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تھا

برسون رہا زبان صغیر و کبیر پہ
میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا

منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا

سینے دہان آبلہ مین اوسکو لے لیا
میدان مین زبان نکالے جو خار تھا

اے روزگار مجھسے دو رنگی تھی کیا ضرور
مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا

مثل خیال یار رہین گردشین مجھے
آیا اوسیکے دلمین جو امیدوار تھا

پوچھی نہ مجھسے یار نے کچھ میری سرگذشت
مین روز بازپرس بھی ننگ شمار تھا

ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین
تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا

۱۱۰ — آئے لحد مین بالش و مسند سے ای نسیم
انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا — ۱۵

نہین شکوہ جدا ہی گو کہ ہر پارہ مرے دل کا
کیا صانع نے دو ٹکڑے ہر اک سے لفظ قاتل کا

بلا کر لطف سے گردن تہ شمشیر رکھتا ہے
ذرا بھی نہ دیکھا وقت مردن رحم قاتل کا

اجازت دی اگر شوق شہادت نے کہ منہ کھولو
کہا ہمنے ہم احسان نہ لینگے دست قاتل کا

زبان تک شکوہ بیداد آیا تھا کہ شرم آئی
کہا دل نے یہ کیا کرتے ہو منہ دیکھا ہے قاتل کا

نہ ٹھہرا مالیون گھر مین جو اہل کی بیقراری تھی
بشکل جذب الفت کھینچ لایا گھر قاتل کا

یہ کسکے قتل سے بالیدگی ایسی ہوی حاصل
کہ ٹوٹا آج ڈورا خودبخود شمشیر قاتل کا

ہجوم شوق کی بیتابیون مین اسقدر چوما
کہ دم رک رک گیا زخمون کے منہ مین تیغ قاتل کا

وہ لذت تھی وہان زخم مین میرے کہ خون ہنسکر
ٹپکتا ہے لعاب تک زبان تیغ قاتل کا

اوٹھاتی ہین اگر گھٹتی نہین جو کچھ گذرتی ہے
دہان زخم مین بھی ضبط ہے شمشیر قاتل کا

وہ اشک گرم تھی ٹپکی جو وقت ذبح آنکھون سے
نہین جاتا ہے چھالا آجتک شمشیر قاتل کا

عجب اسکا نہین گر چشم جوہر کور ہو جائے
ٹپک کر اشک ہوگا آبلہ شمشیر قاتل کا

مجھے فریاد کرنے یا نہ کرنے دو تو مشکل ہے
ندامت روح سے حاصل لحاظ آتا ہے قاتل کا

اوٹھائی اسقدر رگڑی زبان ذبح گردن کی
کہ چالا چل گیا سینے مین آخر تیغ قاتل کا

خوشی کرتا ہی کیسی لیکے خنجر دست نازک مین
الٰہی تو نگہبان ہوجیو بازوی قاتل کا

۱۹	بدل کر قافیہ لکھو غزل اک تسنیم ایسی کہ مضمون معانی مین اثر ہو تیغ قاتل کا	۱۱۱

عجب عالم ہی اوس گل پیرہن کی یاد مین دل کا
کہ نالہ منہ سی نکلا زمزمہ بنکر عنادل کا

بنایا جوش ہمت نے ارادہ دست باذل کا
وہ دولت ہون کہ منہ تکتا ہو ہمین یا سائل کا

نہین دیتا ہون فرصت اکساعت بیقراری سے
بدلتا ہون مین کروٹ درد ہون پہلوی بسمل کا

تمنائین بہت کچھ ہین مگر جا یا نہین سکتی
ازل سے نیند کو حاصل ہی شکوہ چشم بسمل کا

تردد ہی مری آنسو کو دامن تک پہونچنی مین
مسافر کو لگا رہتا ہی کھٹکا بعد منزل کا

فراق جسم سی اے روح تکلیفین گذرتی ہین
بہت یاد آئیگا لیلی تجھے آرام محمل کا

مناسب ہے بشر کو فکر آخر روز اول سے
پھر آسانی کہان ممکن جب آیا وقت مشکل کا

شادی آپکو بنا اگر منظور خاطر ہی
ہوئی شکل اور ہی بی سر ہوا جب لفظ مشکل کا

وہ رہجاتا ہی اونکی پاس ہر دم لپٹتا ہی
زیادہ شوق سی ہی ابتک گھبرانا مری دل کا

ہجوم شوق مجنون اسقدر تہا ساتھ لیلی کے
کہ ناقہ سی نہ اوٹھا اک قدم ہی بوجھ محمل کا

دم تکلیف ہرگز پاس الفت رہ نہین سکتا
نہین منظور قاتل کو ٹھہرنا روح بسمل کا

ٹھہادی بیکسی ایسی بکمال ناتوانی نے
کہ نالہ بھی نہین منہ چومنے آتا عنادل کا

تمنا ہی عدو آخر وبال زیست ہوتی ہی
نہیں مردن مین آفت آشنا ہی قہر قاتل کا

بشکل جام خالی ہر نفس دور ہی ہی مقصد سے
مجھے میرے مقدر نے بنایا ہاتھ سائل کا

ہوس کم آدمی کی آدمی پر بیش دستی ہے
کہ بڑھتا ہی زیادہ تر قدم سی ہاتھ سائل کا

بشر ہو صاحب ہمت تو ہر تکلیف آسان ہے
کہ گھٹتا ہی آخر چلتے چلتے طول منزل کا

رہا یہ پاس یکتائی کہ توڑا اوسنے آئینہ
نہ دیکھا منہ کبھی دیکھی نہ منہ عکس مقابل کا

جگر مین ڈوب کر دل سے گذر کر تم تک آیا ہی | مزا تیر نظر سے پوچھ لو تکلیف بسمل کا

۱۱۲ | عنان توسن جناط نسیم اب اور جانب ہو
کہ دل مین حوصلہ ہے بندش مضمون مشکل کا | ۱۰

مژدۂ صحت سُنا دل دکھ گیا آزار کا | آگیا گھٹنے پر اب بڑھنا شب بیمار کا

ای دل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی | لیگیا ساغر مزا منہ چوم کر دلدار کا

جھانکتے ہین آرزوئین میری تجکو بار بار | کیا شگاف سینہ روزن ہی تری دیوار کا

دہمین سو سو بار گھبراتے ہین جذب شوق سے | اپتو میرا سا ہوا عالم مزاج یار کا

بارش گریہ سے میری اپتو یہ نوبت ہوے | تھم نہین سکتا ہی آنسو روزن دیوار کا

تجکو اے واعظ مبارک ہو یہ اسباب غرور | مین نہین رکھتا ہون سودا جبۂ و دستار کا

اشک میری آنکہ سے ٹپکا جو اوسکی زلف پر | بہتے بہتے ہو گیا چھالا زبان مار کا

اپتو مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے | بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا

یار ہاے قلب سوزان آکے کھائی تو سہی | دیکہ لینگے حوصلہ ہم مرغ آتشخوار کا

ایک عالم ہے دل دیوانہ کا اپتک نسیم | کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

۱۱۳ ردیف بای موحدہ ۱۲

بلبل سے کرتی کب ہے عروس چمن حجاب | ہمسے ہر کس لیے تجھے ای گلبدن حجاب

افسون شرم باعث تسخیر ہو چکا | کبتک رہیگا او بت پیمان شکن حجاب

حسن برہنگی کے اوٹھاتے بڑے مزے | ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب

ہر بزم مین نثار ہے پروانہ شمع پر | عاشق کیواسطے نہین کچھ انجمن حجاب

لجبازیون کے لطف جوانی مین خوب ہین | پیری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب

دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول | اس شرم سے ہی لاش بشر کو کفن حجاب

نافہ نہین یہ پردۂ غیرت ہی او پری
رکھتا ہی تیری زلف سی مشک ختن حجاب

بے پردہ دیکھتے ترے لوز جمال کو
ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب

برسون ہوے کہ عاشق مہت گداز ہون
مجھسے بجا ہیے تجھے اے سیم تن حجاب

دیکھ آنکھ اوٹھا کے یار کہ عالم شکار ہو
کسکا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب

آخر کدورت آہی گئی اتحاد مین
کرنے لگے خزان سے بہار چمن حجاب

۱۱۴ — ۱۱

اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی نسیم
رکھتا نہین کسی سے ہمارا سخن حجاب

جی مین آتا ہی دکھائین مستیان پیکر شراب
جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب

دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
فرقت دلدار ہی ساقی پیین کیونکر شراب

ابر ہی امنڈا ہوا گلدی رہی ہین بکھتین
آج کی شب ہو جدا منہ سے نہ اے دلبر شراب

آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی
یہ تمنا ہے پیین قاتل تہ خنجر شراب

لے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر
پی چکے محفل مین تیری اور پی پیکر شراب

بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
غیر ممکن ہی رہی بے شیشہ و ساغر شراب

پھر سنا ہی مژدۂ آمد کسے مینوش کا
ڈھونڈھتا ہی آج پھر میرا دل مضطر شراب

وعدۂ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے
آج دے ساقی پیین جو سب مین بہتر شراب

اسطرف بھی آج ہو دل مہربانی چاہیے
ساتھ غیرون کے تو اے جان پی چکے اکثر شراب

بہہ گیا ہر لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب
گرمیان کرتی ہی ہمسے صورت دلبر شراب

۱۱۵ — ۸

ہم بھی بیشک ہین غلامان علی ہین اے نسیم
ساقی کوثر سے لینگے چلکے اک ساغر شراب

کیا دیکھتا ہی طائر بسمل کا اضطراب
بڑھ کر ہے اس سے عاشق بیدل کا اضطراب

امیدوار مرگ سی کیون منہ چھپا لیا
اب کون لے گیا مرے قاتل کا اضطراب

تھی کس کے آرزو کہ سر شب سے تا سحر — دیکھا کیے ہین صاحب محفل کا اضطراب

مدت سے آرزو ہی کوئی لحظہ بیٹھ کر — تم ہی تو دیکھ جاؤ مری دل کا اضطراب

ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہ ہو — لیکن نہان ہی صاحب محمل کا اضطراب

اوسکو قرار ہی اسے پرواز دمبدم — سیماب سی فزون ہی مری دل کا اضطراب

قاتل ہی کوئی دم کا تماشا ہے دیکھ پھر — لیجائیگی اجل تری بسمل کا اضطراب

٨	تدبیر کچھ ضرور ہی بیٹھے ہو کیا نسیم جاتا نہین ہی آج مرے دل کا اضطراب	١١٦

گر ابرو کشیدہ ہین شمشیر کا جواب — مژگان تیز مین ہی ترے تیر کا جواب

فریاد بیکسی پہ کسیکو نظر کہان — دیتا ہی کون عاشق دلگیر کا جواب

اچھا ہوا کہ آئینے کا منہ ہوا سیاہ — لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب

آمادہ ہی مژہ بھی خدنگ نظر کے بعد — آتا ہی اور تیر غضب تیر کا جواب

ہی انتظار یار تو نہین آنکہ وا ہے — دینا ہی مجھکو دیدۂ زنجیر کا جواب

کیا دخل بیش و کم کو ہماری خیال مین — لکھنا محال ہی خط التقدیر کا جواب

لاکھون ستم کیے ہین جو انان دہر پہ — دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

١٠	اچھی زمین سمجھ کے کہے شعر کچھ نسیم لکھا نہین ہی آتش دلگیر کا جواب	١١٧

جتنے قصے ہین مرے شکوۂ بیداد ہین سب — ذکر کاہی کو ہین افسانۂ فریاد ہین سب

شکر اللہ کہ مین رنج فراموش نہین — جو ستم تمنے کیے ہین وہ مجھے یاد ہین سب

جسطرف دیکھیے دو تین تڑپتی ہین اسیر — کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب

خواستگاران قضا ہین تہ خنجر بیتاب — شائق حسن اجازت تری جلاد ہین سب

انکو تکلیف رسائی کی عبث ہی تعلیم — نالہ و آہ و فغان تیری ستم زاد ہین سب

پھوٹ جائی جو پھپھولا تو روان ہون آنسو — اشک ایجان جہان آبلہ بنیاد ہین سب
طوق و زنجیر کے خواہان ہین تیری دیوانے — روز و شب منتظر خدمت حداد ہین سب
کفر و اسلام برابر ہین زمان رحمت — حسن جتنی ہین زمانی مین خداداد ہین سب
تا کجا کاوش صیاد اجل ہی نزدیک — ایکدن اس قفس جسم سی آزاد ہین سب
اب یہ حالت ہی کہ دشمن بھی دعا دیتی ہین — دوست برگشتہ میری لیے جلاد ہین سب
ناتوان وہ ہون کہ ہر بال وبال جان ہے — ضعف سے موی بدن خنجر فولاد ہین سب
سخت جان ہون مری تسکین کو بتا دی قاتل — کسقدر رگ مین تری خنجر فولاد ہین سب
مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا — دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب
عاشق وحشی و دیوانہ و رسوا کہکے — جسطرح چاہی بلا تیری ہی ارشاد ہین سب
آمد آمد ہی مگر میرے سہی قامت کی — باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب
ایک سی ایک نرالا ہی زمانی مین حسین — جلوۂ نور الہی یہ پریزاد ہین سب
تیری آنکھونکی جو مضمون لکھی ہین مینے — حرف جتنی نظر آتی ہین مجھی صاد ہین سب
دو و تک تیری گذرگاہ جفا ہی او ترک — ہفت افلاک مری مسکن فریاد ہین سب
اپنی اشعار کا آتش نے دیا آپ جواب — معترض ہو جو کہی تو قابل ایراد ہین سب

۱۱۸	راست کہتا ہون یہ مین ناسخ و سودا و نسیم اپنے انداز مین بیمثل ہین استاد ہین سب	۹

طرۂ مشکبار ہی جلوۂ آبدار شب — نسبت زلف یار ہی باعث افتخار شب
مشفق من خطا معاف جھوٹ ہی آپکا گذر — چشم غنودہ مین ہی صاف حسرت انتظار شب
آکہین جلد بی وفا دل نہین اشتمار — چہرۂ روز پر جھکا گیسوئی تابدار شب
حال نہ پوچھ ہمنشین ہجر صنم دلبر حسین — شعلۂ آہ آتشین ہوتا ہی ہمکنار شب
وعدہ ہی وصل یار کا واہ ری بخت نارسا — اول شام سی ہوا پہلی ہی اختصار شب

ہی کوئی آسمان جناب جسنے کیا یہ انتخاب
حافظ روز آفتاب ماہ ہی پاسدار شب

نالۂ آتشین سے ڈر آب کہین نہ ہو جگر
ہوتی ہے شام صبر کر اے دل خواستگار شب

سہتے کبھی نہ ایکدم فرقت یار کے ستم
صبح نہونے دیتے ہم ہوتا اگر اختیار شب

۱۱۹

دیکھتے ہین نسیم ہم لحظہ بہ لحظہ یہ ستم
ہجر مین طول روز غم وصل مین اختصار شب

۱۵

پہونچے ہین تمہارے دل دوستان قریب
آئے ہین ای فلک بہت آہ و فغان قریب

کنج لحد کا حال کہین ہم کسی سے کیا
ہمدرد پاس ہے نہ کوئی مہربان قریب

لب وا ہین اشتیاق مین آنکھین ہین منتظر
پہونچا ہی بخت دل کا مرے کاروان قریب

ہر روز بعد چرخ مین تھکتی ہین بال و پر
اے مرغ روح ڈہونڈ کوئی آشیان قریب

اے عندلیب جان قفس جسم سے نکل
جلدی پہونچ بہشت کا ہی بوستان قریب

فریاد جانگزا سے زمانہ بتنگ ہے
بدلینگے کوئی اور لباس فغان قریب

اے آہ ہی محل ادب بس ٹھہر یہین
اب آچکا ہے مسکن کروبیان قریب

ایمرگ اب وصال مین تاخیر چاہیے
آیا ہے وقت وصل بت دلستان قریب

کبتک یہ انتظار کہ فرصت قلیل ہے
رخصت طلب ہی یار ترا میہمان قریب

شاید یہ اسنے کوچۂ جانان ہے متصل
آتا چلا ہے دغدغۂ پاسبان قریب

اے دل بتا بتا کہ سکونت وہین کرین
ہو پیر میفروش کی جس جا دکان قریب

اے عندلیب رنگ چمن بے ثبات ہی
آخر ہوئی بہار اب آئی خزان قریب

جینا ہجوم آہ شرربار سے محال
تن پہونک دینگی شعلۂ سوز نہان قریب

ایدل سنبھل کہ دام مصیبت ہی سامنے
دیکھ آچکا ہے کوچۂ زلف بتان قریب

کسطرح دود آہ سے جیتا ہے تو نسیم
رکتا ہی دم وہان کہ جہان ہو دہوان قریب

تیوری چڑھی ہوئی ہی کشیدہ نظر ہین آپ
کچھ اور حوصلہ ہی جو آتے ادہر ہین آپ

صیاد رنج فکر اسیر سے ہے کس لیے
سوز نفس سے خاک مرے بال و پر ہین آپ

ناحق اوٹھاتے ہین منت فصاد ہم نفس
موجب ہم ناتوان پہ یہان نیشتر ہین آپ

ہی آمد آمد نفس واپسین حضور
پہونچا یہان یہ حال کہ بیخبر ہین آپ

آگاہ سے ضرور نہین عرض مدعا
کیا کہیے خوب واقف درد جگر ہین آپ

ہر روز شان حسن نئی ہے جمال ہین
خورشید ہین کبھی کبھی رشک قمر ہین آپ

حسرت فزا ہین جذب محبت کے حوصلے
یہان اپنے نالہ ہای سحر بے اثر ہین آپ

ای آہ و نالہ بعد فنا بھی نہ کم ہو جوش
اتنا رہے خیال شریک سفر ہین آپ

کوسون ضیای حسن نے بخشے ہے روشنی
کھلتا یہی ہے نور کے شاید بشر ہین آپ

ہی انتہای شوق سے پرواز مرغ روح
قاصد ہم اپنے حال کی خود نامہ بر ہین آپ

بگڑے ہین اشک مختصہ آہ کیا سنون
ہنگامہ آفرین مرے نور نظر ہین آپ

آنکھون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہین آپ

فریاد ای جرس شب وصلت ہین کس لیے
ہم دلفگار نالۂ مرغ سحر ہین آپ

جلاد روزگار ملا ہے کسے خطاب
اب شکر کیجیے کہ بڑے نامور ہین آپ

قربان جان و دل سے نہ کسطرح ہین ہون
رونق فزای شعلۂ داغ جگر ہین آپ

باتون مین ہی فریب تو افسون نگاہ مین
ہر ہر طرح سے ہوش ربای بشر ہین آپ

پروانے سے حجاب نہین کچھ بھی شمع کو
عاشق سے کیون گریز ہی معشوق گر ہین آپ

واکیجیے نہ عقدۂ زلف دراز کو
اتنا رہے خیال کہ نازک کمر ہین آپ

۱۲۱

پایا غزل نے طول نہین کم ابھی امنگ
کچھ خیر ہے نسیم کہان ہین کدھر ہین آپ

پھر خفا رہنے لگے عاشق ناچار سے آپ
پھر چھپانے لگے منہ طالب دیدار سے آپ

کیا گرفتار محبت کی یہی ہے تعذیر
بات بھی کرتے نہین اپنی گنہگار سے آپ

اب تو وہ بھی نہین مدت سے میسر ہمکو
جھانکتے تھے جو کبھی روزن دیوار سے آپ

وہ بھی کیا دن تھے جو گاتی تھی غزل کو پہرون
لطف اوٹھاتی تھی مری بندش اشعار سے آپ

نزع کے وقت بھی آتی نہین دم بھر کے لیے
ایسے آزردہ ہوے اپنے دل افگار سے آپ

گو غرض کوئی نہین ہے مگر ایجان جہان
متہم ہو جیے گا صحبت اغیار سے آپ

۱۲۲	پھر پھنسے دام محبت مین مبارک ہو نسیم آشنا پھر ہوے اک کافر عیار سے آپ	۱۱

جانتے ہین ہمسے شرمائینگے آپ
عمر بھر اسی جان ترسائینگے آپ

کب بھلا ہمکو یقین آتا ہے یہ
مہربانی آج فرمائینگے آپ

کوئی دم تسکین دل ہو جائیگی
میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ

جانتا ہون بندہ پرور عادتین
کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ

یہ نصیحت حضرت ناصح معاف
رند ہون کیا مجھکو سمجھائینگے آپ

دیکھیے مین بھی کہونگا کچھ ضرور
پھر بشکل زلف بل کھائینگے آپ

کیا ارادہ ہے ذرا ہم بھی سنین
بندہ پرور کس طرف جائینگے آپ

بے سبب آرایش گیسو نہین
سمجھے ہم کوئی بلا لائینگے آپ

آئیے اب جلد مین مہمان ہون
پھر بھلا مجھکو کہان پائینگے آپ

کل کے سب اقرار پورے ہو گئے
آج بھی کوئی قسم کھائینگے آپ

۱۲۳	خیر ہے بستر اوٹھایا کیون نسیم اب یہان سے کسطرف جائینگے آپ	۱۰

بیٹھ رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا ہے عجیب
نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا ہے عجیب

تنگ آئے ہین بہت خاطر برہم سے ہم | ساقیا دے کوئی پیمانہ صہبا دلچسپ

بڑھ گئی آہ وفغان اور وہان سے آگے | نظر آیا نہ مگر عرش معلا دلچسپ

جاے آرام زمین کو تو بنایا افسوس | ہان مگر سنتے ہین ہی عالم بالا دلچسپ

کچھ تسلی نہوی گلشن ایجاد سے آہ | ڈھونڈہیے اور ہی مسکن کوئی جا دلچسپ

ہین تری چشم فسون خیز سے نسبت کیا دوان | آنکہ رکھتی نہین کچھ نرگس شہلا دلچسپ

دام گیسو سے تمہارے رہائی ہی خطا | ہی دل آویز بلا وہ مجھے سودا دلچسپ

سر سے پا تک نظر آتا ہی ہر اک شعلہ نور | کیا بنائے ہین خدا نے تری اعضا دلچسپ

جابجا مسکن یاران خفا دوست ملا | نظر آتا ہی عدم کا مجھے رستا دلچسپ

کردیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج | ساقیا اوٹھ کہ ہی دور مے و مینا دلچسپ

لطف بوندون مین پسینے کی جو ہی عارض پر | اسطرح سی ہی کہان عقد ثریا دلچسپ

اوس جفا کی ہی تصدق کہ تسلی بخشے | ظلم بھی ہو تو کوئی ای ستم آرا دلچسپ

کم پریشانی خاطر نہ ہوی صد افسوس | نہ اوٹھا داغ دروں کی کوئی شعلا دلچسپ

ہوس سیر چمن کا ہی یہان کسکو دماغ | کیا نہین خانہ زنجیر ہمارا دلچسپ

جان ہی جاتی ہی ہر عاشق شیدائی کی | کسقدر ہی تری زنجیر مطلا دلچسپ

جای دل سینی مین آئینی نے رکھا اوسکو | بسکہ تہا یار کا عکس رخ زیبا دلچسپ

جابجا ہین مئی گلرنگ کے چھینٹین زاہد | خوب ہی آج تو ہی رنگ مصلا دلچسپ

نقش دل مانی و بہزاد نے اوسکو سمجھا | کسقدر تہا تری تصویر کا نقشا دلچسپ

جز تری نقشہ تصویر ہزارون دیکھے | ڈالتی آنکھ نیا یا کوئی اتنا دلچسپ

۱۲۴ — سرگذشت اپنی سنا روز اسیطرح تسنیم / کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ — ۱۹

لہرا رہی ہین طرہ زلف دوتا کی سانپ | بل کر رہے ہین پیش نظر کس بلا کے سانپ

اوٹھنے لگے ہین سینۂ سوزانسے پہر دہوئین
اوڑنے لگے زمین سے فلک تک بلا کے سانپ

لائی صبا ہی زلف مسلسل کی نکہتین
اوترے ہین آسمانسے زمین پر ہوا کے سانپ

اچھا نہین ہے طول بلا او ستم شعار
پاؤن تک آچکی تری زلف دوتا کے سانپ

دہوکا ہی حسن گیسوے پیچان یار مین
ایدل بنے ہوے ہین فریب و دغا کے سانپ

دشوار کیون نہو تری زلفون سے جانبری
زورون پہ چڑھ گئی ہین یہ قہر خدا کے سانپ

کافر کھلے گا حال جب اسلام و کفر کا
ہنگام مرگ آکے ڈسینگے قضا کے سانپ

تریاق کیا کرے کہ یہان زہر چڑھ چکا
کام اپنا کر چکے تری زلف دوتا کے سانپ

زلفونکو کھول بیخبر آگاہ ہو رہین
سوتے ہوؤنکو یار دکھا دی جگا کے سانپ

جنبش سے بات بات مین افعی زلف کو
لائی کہانسے آپ یہ منتر پڑھا کے سانپ

دلسے خیال زلف کسیوقت کم نہین
نکلے نہین ابھی مرے ماتم سرا کے سانپ

آنکی مری سنکے خبر اوڑ گیا رقیب
بھاگا کہ کھال خوف سے کیا دم دبا کے سانپ

شانے کیے ہین یار کی زلف سیاہ مین
پالے ہین ہمنے ہاتہ پر اپنے کھلا کے سانپ

کیا کیا نہونگے منکر عقبے کو حسرتین
دکھلائی جائینگے جو عذاب خدا کے سانپ

خوگر ہوے جو الفت زلف سیاہ کے
کیا کیا بلائین ہمنے اوٹھائین بلا کے سانپ

دیوانہ تیرے طرۂ گیسو نے کردیا
کیسا الگ ہوا مجھے رستا بتا کے سانپ

بیوجہ کب ہین رخ پہ تری حلقہ ہاے زلف
محفوظ گنج حسن کیا ہی بٹھا کے سانپ

زلفین چہوی گا یار کی منہ تو دیکھیے
سر پر عدو کی کھیل رہی ہین قضا کے سانپ

انصاف ہی تو جلوۂ حسن سیاہ دیکھ
پیدا کیے نسیم نے کس کس بلا کے سانپ

۱۲۵	ردیف تای فوقانی	۷

چشم فلک سے بہی نہان ہین تو رہا رات
گویا مری عریان بدنی کی تھی قبا رات

رہ ونکو بیان مدفن اعدا پہ جو تھا رات — زندونکے مدارات ہو مردونکی زیارات

خنجر کی زبان زخم کے لب آبلونکے مُنہ — کس کس مین مری بیٔ سخنی سے کہین اشارات

گردش نے تھکایا ہی تو اب ہل نہین سکتے — شاید کہ مری طرح ہوے آبلہ یارات

اے ہجر ملالے شب گیسو کی سیاہی — ہو جاے دوتا تا صفت زلف دوتارات

کانونمین چلی آتی ہین فرقت کی صدائین — جنکار سے نالونکی ہوے زنگلہ بارات

زنجیر سے جکڑا اوسے ہاتھونکی خطون نے — باندہا گیا ای جان ترا دزد حنارات

۱۲۶	ولہ	۷

افزائش و نیپہ تھا قلق دل تمام رات — کاٹی ہے ہمنے یار بمشکل تمام رات

ہر لحظہ دلمین شوق شہادت کے جوش تھے — ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات

محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن — آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات

فرصت نپائی ریزش گریہ سے ایکدم — جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت — بتیا بیان تھین صورت بسمل تمام رات

فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم — رہتا ہے سامنے مہ کامل تمام رات

۱۲۷	دامن مین آ کی شنک ٹپکتی ہین اے نسیم	لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات	۱۷

تہا وصلت جنونکا جو سامان تمام رات — لپٹے رہے ہین دست و گریبان تمام رات

پہا ہے جو داغہای فروزان سے ہٹ گئے — شعلے تہے جلوہ گر تہ داماں تمام رات

گہیرے رہے ہین دلکو خیالات حسن یار — پریان رہی ہین گرد سلیمان تمام رات

جہپکی نہین ہی آنکہ اسیران عشق کی — شاہد رہے ہین روزن زندان تمام رات

پیش نظر تہے عارض گلرنگ کی بہار — دیکہا کیے ہین لطف گلستان تمام رات

آئینۂ جمال مین وہ تہین صفائیان — تکتے رہے ہین دیدۂ حیران تمام رات

اللہ رے شوق دید رخ یار ہم رہے — مصروف منت سگ دربان تمام رات

کس کس طرح سے دل تہ و بالا ہوا کیا — برہم رہی جو زلف پریشان تمام رات

پڑھتا رہا مین مصحف عارض کی آیتین — پیش نظر رہا مری قرآن تمام رات

ہاتھون سے اپنے دل بیتاب کو لیے — پھرتا تھا گرد کوچۂ جانان تمام رات

بس ہو چکی بس اب سر انصاف آئیے — انکار پھر رہیگا مری جان تمام رات

گھر مین بلا کے رنج دیے آپنے ہمین — کیا خوب کی ہی خدمت مہمان تمام رات

فرصت جنون سے ایک گھڑی بھی نہین ملے — زیر قدم رہا ہی بیابان تمام رات

کشتون کے زخم ہنستے تھے کنج مزار مین — روتی تھی شمع گور غریبان تمام رات

تھا قید پیرہن مین مرا جسم ناتوان — طوق گلو رہا ہی گریبان تمام رات

گھیری رہی ہی روی زمین پشت آسمان — تاریکی مزار غریبان تمام رات

۱۲۸ — آسان نہین ہی دشت نوردی کچھ اَی نسیم — دن بھر ہی دھوپ خار مغیلان تمام رات — ۱۶

غنچے نے تاج گل سے کیا پیرہن درست — شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست

پیغام رستخیز ہی آمد بہار کے — مرکر ہوی ہی نرگس بیمار تندرست

رکھا وہان تنگ نے مطلب کو ناتمام — نکلا تمہاری منہ سے نکوئی سخن درست

گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہے — کر باغبان نشیب و فراز چمن درست

پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب — کرتا ہی چرخ پیر ردای کہن درست

دست جنون نے قید تعلق سے دی نجات — پونہچا نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست

کرتی ہی جمع باد صبا خاک منتشر — ہوتا ہی پھر نشان مزار کہن درست

ہوتی ہین جوش عشق مین جمع جو شکایتین — کہتا ہی ناز سے وہ بت سیم تن درست

فرہاد نے فریب محبت مین جان دی — سمجھا کہ ہے معاملۂ پیرزن درست

ساقی بھلا ہو خیر سبو کو ہی جام دے — رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست

تا حق خراش زخم کی دیتا ہے رنگین — کرتا ہی شانہ زلف بت سیم تن درست

کس رشک گل کی شہرت نظارگی ہی آج — کرتے ہین غنچہ ہا ہی چمن پیرہن درست

زنگ دوئی سے آئنہ دل ہی پاک تو صاف — رہتا ہی اپنا گوشہ بیت الحزن درست

بیفائدہ ہین چارہ گرون کی مشقتین — ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست

جاتا ہی ایک عمر لعاب زبان تیغ — زخمون کے مد تو نہین ہوکے ہین دہن درست

۱۳۰	بدلو ردیف اور کہ جی بھر گیا نسیم ہوا اور طرح زلف عروس سخن درست	۱۲۹

کعبہ نہین ہی زاہد غافل نشان دوست — دل ڈھونڈھ عاشقونکا ہی ہی مکان دوست

افسانہای دوست مین کٹتی ہین رات دن — رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست

گر خاک بہی ہوا تو ہوا کوے یار کی — بعد فنا بہی چھٹ نسکا آستان دوست

جھگڑا اٹھا عذاب گیا مخلصی ملی — رکھتے تھے ایکدل سو ہوا میہمان دوست

نکلے نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے — لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست

بینا ہی تو تو دیدۂ بینا سے دیکھ لے — پیدا ہی ہر خفی و جلی مین نشان دوست

کیا تاب مدعی جو لگائے نظر اونہین — رہتے ہین آہ و نالہ مری پاسبان دوست

جان لیکے بہی خوشی نہوی میر یار کی — راضی نہو سکا دل نامہربان دوست

ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیونکی ساتھ — رکھتی ہے اور طرح کا جسکا زبان دوست

ہی سر فروش یونہ بہاے جمال یار — ارزان ہی آجکل تو متاع دکان دوست

ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہے — ہان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست

مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین — ہی اور رنگ پر چمن بے خزان دوست

دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام — دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست

دیکھے جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان — غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست

١٣٧ | دہو کے پیٹے نزاکت جانان نے ای نسیم
پایا عدم مین بہی نہ نشان میان دوست | ٢١

آئنہ بنکر رہون ہر وقت پیش روی دوست — وہ مجہے دیکہا کرے دیکہا کرون مین سوی دوست

جنت خوب جب رضوان مجہے دکہلا چکا — بے تامل منہ سے نکلا ہای لطف کوی دوست

بدر کو دیکہا تو سمجہا عارض تابان یار — جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروی دوست

آہ دلسے کہینچتا ہون دیکہکر سرو کو — کیسا کیسا یاد آتا ہی قد دلجوی دوست

دلسے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین — نور تن کیا یہ نگین ہے قابل بازوی دوست

ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہی محال — چاند کوئی ہو مگر مین دیکہتا ہون روی دوست

عشق وہ شی ہے کہ تہر مین بہی کرتا ہی اثر — جاے دل سینے مین ہی در نجف کے موی دوست

کچہ نہ کچہ ہر شخص کو اوس سے تعلق ہے ضرور — کوئی محو روی جانان کوئی محو خوی دوست

حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب — تا قفس لائی صبا جسدم چمن سے بوی دوست

ہی ترا معشوق بہی عاشق کہین لے عندلیب — سونگہ لے پہر دامن گل ہی رہا ہی بوی دوست

قسمت اپنی اپنی ہمین کیا کسی کا اختیار — ہم ہین ہم پہلوی ہجران دل ہی ہم پہلوی دوست

دلفریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے — ہی زمین تکیہ بجای تکیۂ پہلوی دوست

ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتے ہین شکار — صید کیا صیاد افگن ہو گئے آہوی دوست

کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور — ہی بعید از شرط الفت رنجش بازوی دوست

خاکسارونکو نشیب آرزو درکار ہے — عرش سے بہتر سمجہتا ہون مین کوی دوست

چاہیے قاتل زمان چاک تن اتنا لحاظ — یہ وہ پہلو ہی کہ جو ہوتا تہا ہم پہلوی دوست

سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے — چشم مصروف نظارہ سر تہ زانوی دوست

فتنہ ہای چشم سحر آلود کی ہین شہر مین — کسطرف کس جا نہین افسانۂ جادوی دوست

ہان خدارا ای اجل اتنا توقف چاہیے — چلتے چلتے اک نظر پہر دیکہ لین ہم روی دوست

زینت جاوید رکھتا ہے لباس دوستی
پیرہن ہے خاکساروں کا غبار کوی دوست

۱۳۱ — سخت جانی کا برا ہو دل ہے شرمندہ نسیم
پھر گیا خنجر کا منہ شل ہو گئی بازوی دوست — ۹

ناصحا لو راہ اپنی جاتے ہین اب سوی دوست
ہم تو بے قابو ہوے دلبر ہوا قابوی دوست

بے تکلف فعی ہزن کا ہوتا ہی یقین
جب نظر پڑتی ہی میری جانب گیسوی دوست

سر پہ چڑہ کر بہی نچہوڑین عاجزی کی عادتین
چومتے ہین پاؤن آکر بارہا گیسوی دوست

جان نثاری کی مزے عاشق سے پوچہا چاہیے
اے خوشا وہ سینہ جو آئے تہ زانوی دوست

عاشقونکی آرزو بعد فنا بہی ہے یہی
بدلے جنت کے ملے دو گز زمین کوی دوست

آتی ہی آواز عاشق کے کنار قبر سے
آج خالی دوست کے پہلو سے ہی پہلوی دوست

مجکو سمجہاتا ہی کیا پہر تجکو سمجہانا پڑے
تو بہی دیوانہ ہو ناصح دیکہ لے گر روی دوست

دل تڑپتا ہی طبیعت مین ہی کیا کیا کچہ خیال
دیکہیے کسدن میسر ہو ہمین پہلوی دوست

ٹکٹکی ہے دیدۂ حیران کی ہر لحظہ نسیم
دیکہتے ہین اتدن آئینہ زانوی دوست

۱۳۲ — ردیف تای ہندی — ۲۱

مین یون ہوا عقوبت قاتل سے دل اوچاٹ
ہو جسطرح کوی کسی مشکل سے دل اوچاٹ

دی سخت جانیون نے اجازت نہ ذبح کی
قاتل ہوا تہیۂ باطل سے دل اوچاٹ

فرقت مین مجکو آتش بے دود ہی چمن
ہوتا ہی نغمہ ہای عنادل سے دل اوچاٹ

کیونکر کٹین گے بعد عدم کی مشقتین
ہونے لگا مسافت منزل سے دل اوچاٹ

جب سامنے ہو آئنہ حسن اوپرے
کیونکر ہو کوی تیرے مقابل سے دل اوچاٹ

باہم ہوی قصور نگاہو نکے لطف مین
افسردہ ہین مزاج ہو دل سے دل اوچاٹ

حسرت مری گلوی بریدہ کی کم نہین
قاتل ذرا نہوا بہی بسمل سے دل اوچاٹ

تسبیح پارہ ہاے جگر چاہیے انہین
عاشق نہ کیون ہو دوران ال سے دل اوچاٹ

اب ہم نہ آئینگے کبھی مثل شرار شمع
جاتے ہین ہو فنا تری محفل سے دل اوچاٹ

مسکن کیا نگاہ نے رخسار صاف پر
کیونکر ہو تجھسے حور شمائل سے دل اوچاٹ

کیا دانہ ہای اشک سے جز غم سے فائدہ
ہو کیون نہ ایسے کشت کے حاصل سے دل اوچاٹ

جاؤن کہان کہ ضعف سے اپنا یہ حال ہے
راہی ہو جیسے بُعد منازل سے دل اوچاٹ

نفرت ہی اسقدر مجھی گھر کے نشان سے
ہوتا ہی خانہ ہای سلاسل سے دل اوچاٹ

کیا تیری روی صاف سی نسبت اوسے ہے مہ ون
ہی داغ سینہ مہ کامل سے دل اوچاٹ

نازک دماغ ہون نہ لحد پر چڑھاؤ گل
ہونے لگا ہجوم عنادل سے دل اوچاٹ

کسکو دماغ ہی جو سنے شکوہ ہای گل
کیونکر نہو حدیث عنادل سے دل اوچاٹ

ہر بات مین ہین بی ادبی کے ہزار ڈھنگ
ہو کسطرح نہ صحبت جاہل سے دل اوچاٹ

مشتاق مرگ ہون مجھی سر ہی وبال دوش
پھرتا ہو نہین تغافل قاتل سے دل اوچاٹ

پروانہ وار اور کہین دل جلائین گے
او شمع رو ہوا تیری محفل سے دل اوچاٹ

خدمت گذار یونہین کسی کو نسی ہوی
کسواسطے ہو عاشق بیدل سے دل اوچاٹ

ہی حسب حال مصرع اشرف نسیم کے
او شمع رو ہوا تری محفل سے دل اوچاٹ

۱۳۳ ردیف ثای مثلثہ ۱۳

گلرخونکی ہی ہوس ای دل ناشاد عبث
ہی ہوای چمن عالم ایجاد عبث

سنگ دل موم نہونگے یہ ہوس بیجا ہے
نالہ بیفائدہ ہی شورش فریاد عبث

ناتوان وہ ہون تصور سے گرانی ہی مجھے
منت ایجاد ستم اے ستم ایجاد عبث

سخت جانی نہین دیتی کی کبھی فرصت مرگ
سر کو رکھتے ہین تہ خنجر بیداد عبث

زور بازو ہی جنون سے مرے بچنا مشکل
فکر ہین طوق و سلاسل کے ہین جلاد عبث

دوستی کرتے ہین اوس سے جو محبت رکھے
او ستم پیشہ کی ایدل ہی تجھے یاد عبث

کیا ہوا امید وفا ایسے ستمگر سے بھلا
حال سنکر مرا کہتا ہی وہ جلاد عبث

رحم آیا نہ کبھی عاشق شیدا پہ تجھے — خدمتین کین تری ہمنے ستم ایجاد عبث

کیا غرض ہی اوسے دیوانہ سر سے تیرے — دیکھ ایدل ہوس یار پری زاد عبث

تو تیا چشم فلک کا نہین جو ہو نگا عزیز — ای صبا خاک مری کرتی ہی برباد عبث

قسمت بد سے میسر نہوا وصل حبیب — تھی سر پہ کوہ کنی محنت فرہاد عبث

تا گلو تیغ نہ آئیگی کہ مرجاؤن گا — زور بازو مجھے دکھلاتا ہی جلاد عبث

۱۳۴	خوبرویون سے تمنای وفا حیف نسیم دل لگایا ہی تو اب شکوۂ بیداد عبث	۷

مہربانی ہی دم مرگ یہ ای یار عبث — دیکھنے آی ہو تم صورت بیمار عبث

کم نتھے داغ جگر سیر کو افسوس کہ ہم — دیکھنے آی ہین کیفیت گلزار عبث

آپکی بخل طبیعت سے اب امید نہین — لوٹنے آی ہین ہم دولت دیدار عبث

کونسی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا — ہمسے بل کرنے لگے گیسوِ خمدار عبث

غیر ممکن ہی کہ ممسک سی میسر ہو فیض — دہن زخم نے چوسے لب سوفار عبث

مین ہون افسردہ ہنسی آی گی کیونکر لب پر — گدگداتی ہین کفِ پا کو سر خار عبث

۱۳۵	مان لو تمسے جو کہتا ہے وہ عیار نسیم ہو نہ آزردہ کہین کرتے ہو تکرار عبث	۸

بال آئینہ مین آیا خودنمائی ہی عبث — خط ہوا وجہ کدورت اب صفائی ہی عبث

یہ تصور وہ نہین تمکو جو تا چھوڑ دے — بندہ پرور اجتناب پارسائی ہی عبث

عاشق جانباز سی کیا بانکپن کی گفتگو — رہت بازو سے مری جان کج ادائی ہی عبث

فصل گل مین کر دیا بے بال و پر صیاد نے — ایدل مایوس اب شوق رہائی ہی عبث

کاٹ کر پہلے سے سر رکھدیگا قاتل پاؤن پر — ایدل شوریدہ شوقِ جبہہ سائی ہی عبث

کام کیا نکلے گا ایدل آہ بی تاثیر سے — یہ قدر اندازی تیر ہوائی ہی عبث

نکہت زلف معنبر سے معطر ہے دماغ — ای صبا تو بوی گل پھر پاس لائی ہی عبث
خاکساروں کے لیے ہی خاک سے زینت نسیم — آسمان پران غباروں کی چڑھائی ہی عبث

۱۳۶ | ردیف جیم عربی | ۸

کہو تو کیا ای چارہ گر تجکو ہوا منظور آج — گھورتا ہے بیطرح کچھ دیدۂ ناسور آج
دور سے آتی تھے شہرہ سنکے یہ امیدوار — بات بھی تو نے نپوچھی اوبت مغرور آج
کچھ عجب تاثیر کی تیغ نگاہ مست نے — زخم کے منہ سے ٹپکتی ہی مے انگور آج
ای خوشا قسمت کہ ہی پہلو مین وہ رشک قمر — جلوہ گر ہے بعد مدت خانۂ بے نور آج
حشر کے سامانسے کم سامان فرقت بھی نہین — آرہی ہی میرے نالونسے صدای صور آج
ہٹ پر آئی ہین اگر وہ آئین تو کچھ غم نکہا — ہم بھی ای دل کب کمی کرتے ہین تقدور آج
پوچھتے کیا ہو تپ فرقت کی ایجان گرمیان — ہاتھ بھی رکھنے نہین دیتا تن محرور آج

۱۳۷ | بر پہیان کھائین نظر کی اسقدر ہیم نسیم
دل ہمارا ہوگیا ہے خانۂ زنبور آج | ۱۳

پیا جام مے چشم بتان آج — ہوے پیرانہ سالی مین جوان آج
گریبان سایۂ دامن کرے گا — کہ ہے مشق جنون کا امتحان آج
تصور بھی نہین جاتا وہان تک — محل ہے خوف چشم پاسبان آج
اشارون نے خبر دی مدعا کی — ہوئے باہم کلام بے زبان آج
اوڑے اوراق گل باد خزانسے — ہوے برہم کتاب بوستان آج
عدم سے میرا لاشہ کا ہشو لسنے — کہین ڈھونڈو مزار بی نشان آج
نہین حال کمر مین اول آخر — کھونگا درمیان کی داستان آج
اثر لینے لگا بوسے دعا کے — کہ تھا مطلوب ایک غنچہ دہان آج
صبا سے ہین سبک باریکی دعوے — بڑے بل جسے ہے تیرا ناتوان آج

چمن ویران ہوا مرجھا چلے پھول — چلو پوچھیں مزاج باغبان آج

کھنچے شمشیر ہان خالی نجائے — یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج

نگاہوں سے جہان ہوتا ہے زخمی — لگاتے ہین وہ تیر بے کمان آج

۱۳۸ — نسیم اپنے کلام پاک سے ہے
بہار گلشن ہندوستان آج — ۱۵

حکم تہا روز گذشتہ ہین کہ ہم آتے ہین آج — جو کہا تہا کل وہی پھر آپ فرماتے ہین آج

حال دل کیونکر کہین ہٹ پر او نہین پاتے ہین آج — میرے بوسونکی لب نازک قسم کہاتے ہین آج

رنگ عارض غیر کی بوسونے پہیکا کردیا — دیدۂ بیدار اونکی ہمسے شرماتے ہین آج

مژدہ اے دل ہاتہ سوی دامن قاتل بڑہا — پاؤن آغوش اجل مین چلکے پہیلاتے ہین آج

اب تو یہ نوبت ہوی تم بہی قدم رنجہ کرو — جا چکے عیسی احبا دیکہنے آتے ہین آج

منزل مقصود تک جانے کی طاقت جو نہین — جابجا آنسو مرے تہک تہک کے رہجاتے ہین آج

دم نہین لیتے جو منہ کہولین امان کے واسطے — متصل تیر نگہ وہ ہم پہ برساتے ہین آج

آرزو مند تعلق ہے مرے دیوانگی — دیکہنے کو دیدۂ زنجیر ترساتے ہین آج

غفلت قاتل سے حاصل ہی ہمین پژمردگی — زخم تن اپنے ہرے ہو ہو کے مرجہاتے ہین آج

دیکہتے ہین ابر رحمت سی تری کیا کیا ملے — ای فلک ہم دامن فریاد پہیلاتے ہین آج

کی ہی تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے — اس لیے منہ کہولنے مین زخم شرماتے ہین آج

خندۂ دزدیدہ ہی ہر دہان زخم مین — شادی اندوہ سی دل بنا بہلاتی ہین آج

شام فرقت نے سکہائی ہین مجہے کیا کیا خیال — ای فلک ہشیار پہر نالے مرے آتی ہین آج

آؤ قبل از حشر مل کر فیصلہ کرلین ہم — زندہ کر لینا ہمین تو تم پہ مرجاتی ہین آج

۱۳۹ — ہین خیالی نامہ و پیغام اوسکے ای نسیم
متصل پیک تصور اپنے دوڑاتے ہین آج — ۲۰

بیخبر ہی انجمن بیہوش ہی جانا نہ آج
خوب چکر دی رہی ہی گردش پیمانہ آج

حسرتین عاشق کی اپنی دیکہ لے ہنگام نزع
ایکدم تو اور بہی پہلو سے ظالم جا نہ آج

صحبت اک حور بہشتی سی جو حاصل ہی مجہے
رشک فردوس معلا ہی مرا کاشانہ آج

تیزی ناخن سے دامان جراحت چاک ہی
امتحان عشق کرتا ہی ترا دیوانہ آج

جان جان ثابت ہوا شب صرف بیداری ہوے
محو خواب شرم ہی کیون نرگس مستانہ آج

فیصلہ ہو جای باہم اب ادہر ہون یا ادہر
گفتگو کرتے ہین خود قاتل سے بیباکانہ آج

بنگیا اشک ندامت دیدۂ زنجیر مین
شرم سے پانی ہوا ایسا ترا دیوانہ آج

صورت بسمل طپان تہا مین فراق یار مین
کیا کہون کیا کیا رہا ہی حال بتیابانہ آج

خیر ہی کسواسطے گہبرا رہی ہو اسطرح
کسطرف جاتے ہو کیون ہی حال بیتابانہ آج

پہر بہار آئی بڑہی جوش جنونکی ولولی
لیچلا پہر سوی صحرا شوق بیتابانہ آج

جام کیسا خم کی خم خالی نکر دین تو سہی
دیکہ لی ساقی کمال ہمت مستانہ آج

کیا ادب ہی محفل رندان ساغر نوش کا
کرتی ہی موج حیا بہی لغزش مستانہ آج

ہی ہجوم کیف مستی لڑکہڑاتی ہین قدم
لیچلے دیکہین کدہر کو لغزش مستانہ آج

چشم ساغر دل ہی مینا شوق می کیفی ہی سوچ
آمد انفاس مین ہی لغزش مستانہ آج

ہاتہ مین ساغر بغل مین شیشہ سر پر سبو
کیجیے پیر مغان کی خدمتین مستانہ آج

دیکہتا ہی سوی ساغر کیون نگاہ تیز سے
دیکہیے لاتا ہی آفت کیا دل مستانہ آج

رشک سے کیونکر نہ جاتی ہونٹہ ہی بادہ خوار
لذت می لی رہا ہی ہر لب پیمانہ آج

کسکو گلگشت چمن مین عزم می نوشی ہوا
دست شاخ گل پہ ہی گل صورت پیمانہ آج

ہجر جانان مین ہمی ساقی مجہی تکلیف جام
ہی بہرا اشکون سے آنکہون کا مری پیمانہ آج

۲۱	جوش مستی پانون کسکے نہ ڈالے گا نسیم گردشین کیا کیا نہ دیگی گردش پیمانہ آج	۱۲۸۰

جسم مین موجود ہی کیفیت میخانہ آج
روح مثل بادہ تن ہی صورت پیمانہ آج

دید کے قابل نہین ہی محفل رندانہ آج
دختر رز کو لیے ہی گود مین پیمانہ آج

بیخودی آغوش ہی مین کر رہی ہی مستیان
می خیال یار ہی دل ہی مرا پیمانہ آج

بنگئی پہلی ہی کیفی ہسم نگاہ مست کے
لبتک آئی بھی نہین پایا لب پیمانہ آج

بک نہ زاہد اسقدر چل سوی میخانہ چلین
دیکھ لے تو بھی بہار صحبت رندانہ آج

دل منور ہی خیال عارض پر نور سے
مطلع خورشید تابان ہی مرا کاشانہ آج

خون ہو کر می ٹپکتا ہی دہان زخم سے
بن گیا ہون مین شگاف پہلو پیمانہ آج

چھٹ نہین سکتا وہ کی ہی بخیہ دوزی شوق نے
ہی دہن گویا کہ پیوند لب پیمانہ آج

محتسب نے آکے محفل کو ثنارے کر دیا
جھک گئی خم گر پڑا سجدہ مین ہر پیمانہ آج

روح اپنا گھر سمجھتی ہی تو عشق اپنا مقام
دو مکین ہین ایک قصر جسم مین ہمخانہ آج

زلف مین ہنگام آرایش نہان ہو جای گا
جسم مو پیدا کریگا استخوان شانہ آج

التیام زخم کر دے گی یہ آرایش تری
چاک گیسوی صنم بھر دیگا چاک شانہ آج

چھپ گئی پردہ مین خم آتی ہی مجھ بیہوش کے
چین گیسو ہو کے سمٹا دامن میخانہ آج

جل رہا ہون وصل مین بھی شعلہ رخسار سے
بن گئی تقدیر میری قسمت پروانہ آج

ناز کرتا ہی تصور بھی جمال یار کا
دل کو حاصل ہی مری تکلیف معشوقانہ آج

چرخ پر روحین زمانہ مین بشر مشتاق ہین
ناز جانان ہو گیا شاید مرا افسانہ آج

شمع بالین کی تمنا ہی نہ پروای چراغ
بیکسی دکھلا رہی ہی ہمت مردانہ آج

بعد مدت آمد آمد ہی عروس مرگ کی
جلوۂ مدفن مجھے کہتا ہی مرا کاشانہ آج

ہمت جلاد دیگی قید جسمی سے نجات
مژدہ باد ای روح تجکو فرقت کاشانہ آج

جل گیا پروانہ دیکھو ایک ہی انداز مین
یار نے کی شمع کو تعلیم معشوقانہ آج

یہ غزل فرمایش احباب سے لکھی نسیم
ورنہ یہ سودای بیجا اپنی سر مین تہا نہ آج

۱۴۱	ردیف جیم فارسی	۵

نہین دیکھی یہ تصور کے بھی زنجیر کے پیچ — کس بلا کے ہین تری زلف گرہ گیر کے پیچ
لاکہ انسان ہو ہشیار مگر اے دل زار — فہم مین آتے ہین کسکے خط تقدیر کے پیچ
خط مین اوصاف لکھی کاکل برہم کے جو آج — ہم سمجھتے ہین ستمگر تری تحریر کے پیچ
ایک دو ہون تو گلہ اونکا زبان پر آئے — روز ہوتے ہین نئے اوس بت بے پیر کے پیچ
سرگذشت اپنی سنائین تجھے کیا خاک نسیم — ہمسے جاتی ہی نہین اس فلک پیر کے پیچ

۱۴۲	ردیف حای حطی	۵

بھائی ہے جلسے دلبر عیار کیطرح — بیہوش ہون مین ہر دم بیمار کیطرح
کہتے ہین مجکو دیکھ کی خاموش خیر ہے — کیون چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کیطرح
ای روزن دریچہ جانان قصور کیا — کیون گھورتا ہی چشم ستمگار کیطرح
اللہ رے درازی گیسوے دلربا — گھٹتے نہین کبھی شب بیمار کیطرح

۱۴۳	کچھ حال اپنا کہ تو ہوا کیا تجھے نسیم کرتا ہے آہین کس لیے بیمار کیطرح	۵

رکھتی ہے کب اعتبار ایجان روح — جسم مین ہے چار دن مہمان روح
فکر دنیا خواہش عیش بقا — کیا نہین رکھتے بھلا ارمان روح
سیکڑون آتے ہین خاطر مین خیال — روز کرتے ہے نئے سامان روح
جسم کیا شو ہے کہ تا ہنگام مرگ — دوست رکھتی ہے اسے ہر آن روح

۱۴۴	غور سے دیکھا جو ہمنے ای نسیم تن مین رکھتی ہے نہایت شان روح	۱۵

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار مین روح — چھٹی بدلنے پھنسی دام زلف یار مین روح
بدل رہا ہی جنازے پہ کروٹین لاشہ — بس فنا ہے تری یاد جسم زار مین روح

ملال تمکو ہے تم ہو دل مکدر مین
غبار روح مین ہی یا کہ ہی غبار مین روح

کہین اجازت رفتار دے نزاکت یار
کہ راہ تکتی ہے آغوش انتظار مین روح

فنای عشق مین کیا برگزیدگی ہے ہمین
کہ اپنا جسم ہوا ہے تن مزار مین روح

نہ زندگی سے خوشی ہون نہ موت سے راضی
نہ اختیار مین دل ہے نہ اختیار مین روح

دکھادے جلوۂ آخر کہ وقت ہی آخر
ہی میہمان نفس چند جسم زار مین روح

نہین ہین کم تری ستونکی مستیان بس رگ
بھٹک رہی ہی ابھی تک اوسی خمار مین روح

پیا ہے بادۂ الفت کا ساغر لبریز
اوسی سرور مین دل ہی اوسی خمار مین روح

عجب نہین جو پکارے تجھے مری آغوش
ترا خیال ہوا ہی مرے کنار مین روح

خیال گل کبھی خاطر سے کم نہو بلبل
بہار یہ ہے کہ نکلے اسی بہار مین روح

بہار داغ جگر سے ہو لمزاج نہ سیر
تمام عمر رہے سیر لالہ زار مین روح

خیال کاکل برہم سے حال ہے برہم
پھنسی ہوئے ہی عجب دام انتشار مین روح

عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے
کنار قبر مین ہے رحمت فشار مین روح

١٤٥

خوش آئی عادت طفلی پس فنا بھی نسیم
کہ لوٹتے ہی مرے دامن مزار مین روح

١٥

تن ضعیف سے کہان کہ جو ہوتی بدن مین روح
لپٹی ہوئی ہی جسم سمجھ کر کفن مین روح

ہے آپ اپنے دید مین معشوق باطنی
محو برہنگی ہے لباس بدن مین روح

قاتل ضرور چاہیے تکلیف مخلصے
کب سے اسیر دام ہے رکھا ہی تن مین روح

ہر سو نشے مین نظارۂ باہم کے مشغلے
یان روح تن کی دید مین ہی دید تن مین روح

سینہ ہجوم داغ سے گویا ہے لالہ زار
رہتی ہے یاد دلبر گل پیرہن مین روح

ہر سو ہی مثل نکہت گل جوش انتشار
ہی جستجوے دلبر غنچہ دہن مین روح

دیتا ہی زخم مین اثر جان لعاب تیغ
رکھتا ہے ہر شگاف جراحت دہن مین روح

ایسے ہین حلقہ ہای رگ جسم استوار
گویا پڑی ہی بندش تار رسن مین روح

ممکن نہین کہ جای مصیبت فراق کی
نکلی گی ایکدن اسی رنج و محن مین روح

اے عشق کچہ غبار بدن چہوڑ دیجیو
احباب سی لپیٹ لسکی گی کفن مین روح

غافل طلسم دہر مقام فریب ہے
اٹکا نہ تو محبت ہر مرد و زن مین روح

کیسا لعاب افعی گیسو مین زہر تہا
پانی ہوی جو دیکہتی ہی میری تن مین روح

اے شمع رو بصورت پروانہ رات دن
رہتی ہی محو دید ترے انجمن مین روح

عصمت شعار پاک ہین لوث نگاہ سے
پردہ کیے رہی گے حجاب بدن مین روح

ہر وقت ہی اذیت بیحد ہمین نسیم
بیچین ہی خیال بت سیم تن مین روح

۱۴۶	ردیف خاے معجمہ	۱۵

نہین جلاد کی کچہ آستین سرخ
شہیدون کے لہو سے ہی زمین سرخ

دکہایا اشک خونین نے نیا رنگ
سر دامن سے ہی تا آستین سرخ

یہ رنگ پیرہن تہمت فزا ہے
کہ ہے قاتل ابہی تک آستین سرخ

غضب لائیگی یہ آتش مزاجی
کہ ہے غصہ سے روی مہ جبین سرخ

شگون قتل ایذا دوستان ہے
جو ہے بر مین لباس نازنین سرخ

ہمارا لخت دل ہو زیب خاتم
کہ اب بہتر نہین اس سے نگین سرخ

خبر کیا میرے دل کی پوچہتے ہو
سنان تیر کیا دیکہے نہین سرخ

نشان خون بسمل کم نہو گا
رہیگا مدتون روے زمین سرخ

مین شیدا تہا لب رنگین کا تیرے
کفن دینا مجہے ای نازنین سرخ

ترا بسمل جو بیتابی پہ آئے
تو ہو پشت فلک روی زمین سرخ

زبان تیغ سے ہے جسم رنگین
دہان زخم ہین ای ہمنشین سرخ

لباس سرخ پہنا سیم تن نے
نظر آتا ہے رنگ یاسمین سرخ

جمارنگ شہادت میرے ایسا — کہ اونکی اونگلیان ہر یون ہین سرخ

نکالا ہے بغل سے دلکو مین نے — برائے نذر لایا ہون نگین سرخ

نسیم ایسے لکھے ہین شعر رنگین — برنگ گل غزل کی ہے زمین سرخ

۱۴۷ — ردیف دال مہملہ — ۱۳

نجائیگی تری وحشی کی رائگان فریاد — یقین ہے کہ ہو زنجیر آسمان فریاد

فلک تو کیا ہی لب عرش تک نجائیگی — مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد

شب فراق بڑے لطف سے گذرتی ہے — انیس نالہ و فغان دوست مہربان فریاد

بہت دنو نہین ہمین آج نیند آئی ہے — نکر مزار پہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد

یہ ضعف ہی کہ ہم اک آہ کو ترستے ہین — اسیر سینہ ہی کیا آئے تا دہان فریاد

کمال قاعدہ دان ستم ہے بر سو نسے — اوٹھا چکی ہے بہت صحبت بتان فریاد

اثر بھرا ہی وہ درد فراق کا مجھ مین — کرینگے بعد فنا میرے استخوان فریاد

بہت دنون مین دل آزاریان یہ سیکھی ہین — ابھی نہین ہی تمھارے مزاجدان فریاد

نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لا مکان دیکھا — نجائیگی ابھی میری کہان کہان فریاد

کبھی تو جذب محبت اثر دکھائے گا — کبھی تو لائیگی اونکو کشان کشان فریاد

خیال کاکل شب رنگ سی یہ حال ہوا — مرے دہن سے نکل کر ہوئے دہوان فریاد

یہی ہے ای فلک پیر صورت انصاف — سنین وہ نغمۂ مطرب کرون مین یان فریاد

۱۴۸ — نسیم چرخ و زمین پر نہین ہے کچہ موقوف / کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد — ۹

سنائی کیا تمہین بیمار ناتوان فریاد — کہ دل سے آ نہین سکتی ہے تا زبان فریاد

شب فراق مین تا صبح میرے ساتھ رہے — بہت دنو نہین ہوئے مجھ پہ مہربان فریاد

فراز چرخ سے تا عرش کونسا ہے سفر — ابھی نجائیگی دیکھو کہان کہان فریاد

صدا نکلتے ہی ہر استخوان سے وقت شکست
مین گر کے خاک پہ کرتا ہون بے وہان فریاد

فلک کے ظلم سے ہر وقت لب پر آہین ہین
جفائے پیر سے کرتے ہین نوجوان فریاد

وہ لطف کرتے ہین دل دیکھنا جو ہی منظور
مجھے ہی ڈر نہ رکے وقت امتحان فریاد

ہزار طور سے ڈھونڈھا پتا نہین ملتا
نکل کے منہ سے ہوی بی نشان کہان فریاد

بلندیان جو سماتین مزاج عاشق مین
بہت دلونسے ہی سیاح آسمان فریاد

۱۴۹	یقین ہے کہ دکھائے نسیم کچھ تاثیر نجائے گی کبھی عاشق کے رائگان فریاد	۱۶

اپنی ہستی پر نکیون ہو منفعل ہر بار درد
جانتا ہے دشمن اپنا صاحب آزار درد

وہ بہی آجاتے ہین اکثر پوچھنے کیواسطے
باعث راحت مجھے ہی کہو ای غمخوار درد

ایک جانب چارہ گر ہین ایکجانب غیر و دوست
ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمے بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
کسقدر رکھتا ہے دلمین عاشق بیمار درد

صورت حرف غلط بیار ہجران کا ترے
مٹ گیا ای جان زیر سایہ دیوار درد

ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
دلمین ہے میرے بشکل لذت بیکار درد

صورت معشوق ہی اسکی جدائی ناگوار
دوست رکھتا ہے نہایت زخم جسم زار درد

بے مصیبت دوستی لطف سخن ہوتا نہین
دلمین کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد

زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغدار
کیا کہے رکھتا ہے کیا کیا عاشق ناچار درد

عاشقونکی حال کے معشوق کو پروا نہین
تجکو کیا معلوم ہے رکھتی ہین کیا ای یار درد

نظم ہے کیفیت حال مصیبت خیز عشق
کیا عجب پیدا کرین دلمین مرے اشعار درد

ہمنفس کیا پوچھتا ہی نالے مین کرتا ہون کیون
آج کی شب ہے مرے پہلو مین بی دلدار درد

کثرت تکلیف سی آتے ہین نالے تا زبان
غیر ممکن ہے کہ ہووے کاوش آزار درد

چاک کرتا ہے دم فریاد ہر گل پیرہن
کسقدر رکھتا ہے شور بلبل گلزار درد

کم نہین ہے زخم سے ایذا کلام تلخ کے | کرتی ہے پیدا جگر مین بات کی تلوار درد

۱۵۰ — بات منہ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہے
آج رکھتا ہے نسیم اپنا دل افگار درد — ۱۳

نقاب منہ سے اوٹھاوے اگر ہمارا چاند | کنار چرخ سے کرنے لگے کنارا چاند
فروغ رخ کے مضامین کنار فکر مین ہین | فراز چرخ سے آغوش مین اوتارا چاند
دو نیم ہو ترے تیغ نگاہ سے کٹ کر | جو دیکہ پائے فدا آنکہ کا اشارا چاند
نہ دیکھے سوے قمر پہر کبھی نظر بہر کر | دکھائی دے جو تجھے ایفلک ہمارا چاند
فروغ حسن نے ایسی تجلیان بخشین | زمین پہ ہی تری پاپوش کا ستارا چاند
یہ نور عکس رخ یار سے ہوا حاصل | کہ اپنے سینے مین آئینے نے اوتارا چاند
اوٹھا نقاب کہ دل دیر سے ترٹپتا ہی | دکہا دے حسن جہانتاب کے خدارا چاند
جو دیکہ لے کف پا یار کے قدم چومے | کرے فراق کنار فلک گوارا چاند
پہاڑ نور قدم سے ترے منور ہون | عجب نہین جو بنے روی سنگ خارا چاند
ہلال بنکے فلک پر جو بدر ہوتا ہے | سمجھ گیا تری ابرو کا کچہ اشارا چاند
تمہارے حسن نے ہر دانو مین اوسے جیتا | ہزار طرح سے گھٹ بڑھ کے بازی ہارا چاند
چمک کے تیغ تبسم نے روشنی یہ دی | ہوا ہی سینے مین دلکا ہر ایک پارا چاند

۱۵۱ — نسیم ایسی غزل یہ بلند روشن ہے
سنے جو یار کہے چرخ سے اوتارا چاند — ۱۲

کسقدر خاطر غمدیدہ ہی دشوار پسند | جز اجل کچہ نہین کرتا ترا بیمار پسند
سر و تن دیدہ و دل جان و جگر حاضر ہین | آج محروم نرکھ کچہ تو کر اے یار پسند
دیکہ لیتے ہین تمہین جب اودہر آجاتے ہو | کسطرح ہون نہ ہمین روزن دیوار پسند
رحم کچہ عیب ہی جس سے کہ خفا ہوتے ہو | یہ خوشی ہے جو ہمین دلبر آزار پسند

جی کو بھایا ہے کچھ ایسا کہ نہیں کچھ بھاتا
میل صحرا ہے نہ ہے جلوۂ گلزار پسند

کام غلمانسے ہے اوسکو نہ غرض حور سے
کچھ نہیں کرتا ترا طالب دیدار پسند

خار سے آبلۂ پا کو ہے رغبت ایسے
جسطرح حضرت منصور کو تھی دار پسند

خانۂ قید سمجھ کر نہ بسر کے ہمین
اس لیے روح کو آیا نہ تن زار پسند

تم ہٹین لاکھ کرو دل نہیں ہٹنے کا مرا
جی مین جو آئے کہو ہے مجھے تکرار پسند

کس لیے چین بہ جبین ہو کہو کیسا ہے مزاج
کونسی فکر مین ہے خاطر اغیار پسند

دام الفت سے بجز مرگ رہائی مشکل
کیا کرے غیر قضا تیرا گنہگار پسند

کیا مزے ہم نفس سرد مین پاتے ہین نسیم
اس لیے عشق کی ہے گرمی بازار پسند

۱۵۲	ردیف ذال معجمہ	۱۱

ہوش باقی نہین جسدم سے کہ دیکھا تعویذ
تھرلایا ہے مرے دل پہ تمہارا تعویذ

دل تو کیا جانکے پڑ جائینگے لالے سبکو
آفتین لائیگا ایجان نہ کسیا کیا تعویذ

جو کہون وہ نکرین عذر و تامل وہین
دوستو لائیو میرے لیے ایسا تعویذ

تھا نہ افسون نہ یہ جادو نہ جگا یا منتر
کچھ تو سوچے کہ جو یون آپنے پہنیکا تعویذ

جو ارادے ہین طبیعت کے وہ سب ہین معلوم
کہتے ہین ہنس کے نہ باندہین گے یہ تیرا تعویذ

چین کیسا کہ نہین ہوش کسی مین ایجان
مل گیا ہی کسی استاد سے اچھا تعویذ

پھر کوی صورت دلخواہ نظر مین آئے
آج تو نام خدا آپنے باندھا تعویذ

یہ تو اک پارۂ دل ہی جو مرے ہاتھ مین ہے
بدگمانی سے اسے آپنے سمجھا تعویذ

گر مری زیست ہی منظور تو جلد لے عمو ام
دفن کر آئیہ ورا و سکے کسی جا تعویذ

سحر و مہ گرد ہین کیا حسن ہے اللہ اللہ
کچھ دکھاتا ہے نئے طرح کا جلوا تعویذ

۱۵۳	دیکھی باندہی جو ذرا داغ چھپانی کو نسیم میرے بازو پہ مرے یار نے سمجھا تعویذ	۹

ڈورا ہی چاہیے ایسا جو ہو ایسا تعویذ
باندھنا رشتۂ جاں سے مرے اپنا تعویذ

چاہیے سب سے حسینوں کا ہو اچھا تعویذ
تیرے بازو پہ بندھے شمس و قمر کا تعویذ

اثر گرمی الفت سے کیا سوز رسوا
جل گیا بعد فنا میری لحد کا تعویذ

عوض ظلم کوی رحم ہی کر ای گلچین
قبر بلبل پہ ہو برگ گل تر کا تعویذ

رات دن بازو قمر کا نپہ بندھا رہتا ہی
ہی مرا اشک مرے دیدۂ تر کا تعویذ

پھر وہی حالت دل ہی کہ نہیں دم بھر چین
دوستو لاو کہیں سے تو خدا را تعویذ

کچھ ابھی سے خفقان کو مری افزایش ہے
کیا غضب لائیگا دیکھیں یہ تمہارا تعویذ

کھینچ لائی اثر جذب محبت ہی تجھے
اور پری ہمنے کیا اب کے وہ پیدا تعویذ

خود بخود وہ لب بت ادہر آئی ہین نسیم
کام آیا مری تقدیر کا لکھا تعویذ

١٥٤	ردیف رای مہملہ	٢٠

صدقے ترے جاؤن مرے پیارے مرے دلبر
تو کیون ہے مکدر
حاضر ہون ترے در پہ جھکائے ہوی مین سر
لے ہاتھ مین خنجر
جبتک کہ ہون چپ جان غنیمت اسی دلبر
ہٹ کر نہ ستمگر
کھلوا نہ مرا منہ کہ نہایت ہون مکدر
کھل جائینگے دفتر
بیڈھب نظر آتے ہین جو دلبر ترے تیور
ہر وقت ہون مضطر
ہون زیست کے سامان میسر مجھے کیونکر
جب تو ہو مکدر
کیا پوچھتے ہو ہنسکے کہ تو کیون ہے مکدر
کیون رہتا ہی مضطر
ہر پارۂ دل آتش فرقت سے دہک کر
ہی سینے مین اخگر
یہ حسن خداداد کہان اوسمین ہی ای جان
تو کیون ہی پر ارمان
کیا بات ہی یوسف مین مری آفت دوران
ہو تجھسے جو بہتر

کیا منہ سی کہون اسکے سوا شکر خدا ہے　　جو کچھ ہے بجا ہے
سب جانتے ہین حال مرا مجکو ملا ہے　　معشوق ستمگر

کٹتی ہے بڑی کشمکش رنج مین اوقات　　آفت ہی ہر اک رات
سنتا نہین وہ ظالم بیدرد مری بات　　ای وای مقدر

ہوتا ہی نہین شور کسیوقت ذرا کم　　آشفتہ ہے عالم
رہتا ہی بپا کوچہ سفاک مین ہر دم　　ہنگامۂ محشر

دربان ہی تو ہی ستم و جور مین کامل　　بد کہنے سے حاصل
کیون ہمکو گھرکتا ہی کہ قابو مین نہین دل　　ہین عاشق مضطر

اک طرفہ تماشا یہ نمایان ہے مریجان　　روتا ہون جو ہر آن
جو بوند گراتی ہی مری چشم در افشان　　بنجاتا ہے گوہر

اب چارہ گرون کا یہی ہوتا ہے اشارا　　ہمکو نہین یارا
جز وصل نہین عاشق بیتاب کا چارا　　کیونکر نہون ششدر

ساجد ہین ترے در پہ مسلمان و برہمن　　رکھے ہوی گردن
پھر عارض تابان کا دکھا جلوۂ روشن　　او آفت محشر

پھر خوبی تقدیر سے آئے وہی شکل　　ہوجائینگے بسمل
پھر آج ہین اوس قاتل خونخوار کے ایدل　　بدلے ہوے تیور

کیونکر نہو ہر عاشق بیتاب کو ارمان　　قربان دل و جان
دو عارض تابندہ ترے ای مہ تابان　　ہین صبح مکرر

جب سے کہ ہوا ہین غم فرقت مین گرفتار　　مانند گنہگار
وارستے ہین ایجان مرے دیدۂ بیدار　　ہر دم صفت در

ہان قسمت اغیار پہ شک آتی ہین ہر دم　　کیا اور کہین ہم

سورہ مرے پہلو مین بھی او فتنۂ عالم
شب بھر نہین دم بھر
ای دل ہوس عشق نہ کرنا کبھی زنہار
ہشیار خبردار
کب پوچھتے ہین بات حسینان جفاکار
بے سلسلۂ زر
رنج سخن تلخ کے شہرے ہوے ہر سو
نادم نہین کچہ تو
شمشیر زبان کی تری او دلبر بدخو
کھلنے لگے جوہر
تدبیر ہے بیفائدہ اچھا نہین انجام
ہون عاشق ناکام
آئیگا شب ہجر مین کیونکر مجھے آرام
بے پہلوی دلبر
۱۵۵ دل حاجت دنیا سے پریشان ہی کیسا
کوڑی ہے نہ پیسا
افلاس نے گھیرا ہی **نسیم** آپکو ایسا
ای وائے مقدر ۱۴

جسنے دیکھی ہو تری رخسار روشن کی بہار
کب خوش آتی ہی اوسی ای دوست گلشن کے بہار

اسقدر نازان نہو یہ رنگ گل ہی بے ثبات
چار دن کے واسطے بلبل ہی گلشن کے بہار

فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش
دل ٹھکانی ہو تو دیکھین چل کے گلشن کے بہار

کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی
عارض گل کیطرح مہمان ہی گلشن کے بہار

جلوۂ رخسار تابانکا جو ہر جانب ہی عکس
برق تابان کی چمک دیتی ہی دامن کی بہار

کیون خفا ہوتا ہی چھینٹون سے لہو کے بار بار
اور بڑہ جائیگی ظالم تیری دامن کی بہار

سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہی عیان
دیکہ آکر او ستمگر میرے مدفن کی بہار

گر نہین کوئی نہو باقی ہی کسکو احتیاج
دیکھتی ہی بیکسی اب میرے مدفن کی بہار

کیون نہ صدقے جائیے ای دل ہجوم داغ کی
کم نہین ہی جلوۂ گلزار سے تن کی بہار

ہان اوٹھا اب پردۂ رخسار روشن ای پری
دیکھنے آئی ہین ہم بھی تیری جوبن کی بہار

کہتے ہو تو ہی ہین جیسا کہ دیکھا تھا اونہین
تمکو خوش آئی مگر پوشاک دشمن کی بہار

مثل پیراہن ہوی ہی زیور وحشت کی قدر
کم گریبان سے نہین ہے طوق گردن کی بہار

سوز فرقت سے بھڑک اوٹھتی ہی جب سینے مین آگ
گرد ہو جاتی ہے اکثر شمع روشن کی بہار

١٥٦ — ١٧

داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہے نسیم
دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

پھر شجر سرسبز ہین کہتے ہین آتی ہے بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے بہار

مدتوں سے منتظر بیٹھے ہین مشتاق جنون
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہے بہار

دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہے
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہے بہار

رہتے ہین فصل خزان کی مدتوں تک گرمیان
چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہے بہار

سبز کر دیتی ہی پی سرخ کر دیتی ہی پہول
رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہے بہار

کوئی گل ہے سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
دیکھیے جس رنگ مین کچہ رنگ لاتی ہے بہار

جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتے ہین راحتین
کلفت رنج خزان دل سے مٹاتی ہی بہار

چھپ کے خود پردے مین کر دیتی ہی ظاہر صد رتین
آپ پنہان ہی مگر جلوے دکھاتی ہی بہار

حال ہو جاتا ہے ابتر رنگ عاشق کیطرح
سنتے ہی نام خزان کچہ سہم جاتی ہی بہار

غیر ممکن ہے کہ چھوڑے ہی بی ہنسائی صبحکو
رات بھر غنچوں کو کیا کیا گدگداتی ہی بہار

خندۂ گل کی صدائین بی سب آتی نہین
جوش وحشت کے ہمین مژدے سناتی ہی بہار

اپنے استقبال اوّل سے نکیونکر خوش رہے
پہلے سب باغین بلبل کو بلاتی ہی بہار

بلبلین ہوتے ہین خوش رنگینی گل دیکہکر
اپنے احسان چار دن سب پر جتاتی ہی بہار

بے ثباتی کا جو اپنے دہیان آتا ہی اوسے
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھین چراتی ہی بہار

غالبًا معشوق ہی یہ بہی کسی کے ورنہ کیون
آنکو ہر چشم بینا سے چھپاتی ہے بہار

آدمی کو دیکہنا لازم ہے چشم غور سے
کب بہلا ہنستے ہین غنچے مسکراتی ہی بہار

١٥٧ — ١٨

آمد فصل خزان ہی لطف رخصت ہے نسیم
چلیے اب سوی چمن سنتے ہین جاتی ہے بہار

آنسو نہین ہین یہ مژۂ اشکبار پر
گویا نمود آبلہ ہے نوک خار پر

ناصح نکر یہ سرزنشین بس معاف رکھ
کب اختیار ہے دل بی اختیار پر

افعی کا شک ہوا کبھی زنجیر ناز کا
کیا کیا گمان نہین ہین گیسوی یار پر

تائب ہون مدتون سے سمجھنا نہ اور کچھ
تم سو رہو بس آج مرے اعتبار پر

جلوے دکھا رہا ہی عجب رنگ سے سی
نام خدا لبون کی مسی ہے بہار پر

کسطرح آی چین سبھی ہجر یار مین
بجلی گری ہے غم کی دل بیقرار پر

گلچین ہے باغ مین نہ فغان عندلیب ہے
دہوکے خزانکے ہوتی ہین فصل بہار پر

کیسے یہ یاد گل تھے کہ خاموش کر دیا
نالے بہی آسکے نہ زبان ہزار پر

رہنے دی کوی یار مین جز و ضعیف ہون
احسان کر ای صبا مری مشت غبار پر

کر امتحان حق وفا عاشقون کا کچھ
صیّاد عندلیب کے کہول اکبار پر

امیدوار جوش جنون چند روز سے
بیٹھے ہوے ہین آمد فصل بہار پر

جلوے دکھا رہے ہین جگر مین ہجوم داغ
جوبن ہی آج کل تو مرے لالہ زار پر

ثابت نہین یہ کسکی مزار مانگی خاک ہی
اک بیکسی برستی ہے شمع مزار پر

رہتی ہے اشکبار جو شب بہر وہ میری طرح
ہنستی ہے صبح گریۂ شمع مزار پر

جو اسمین روشنی ہی وہ اوسمین چمک کہان
چشمک ہی اشک کی گہر آبدار پر

تاری بہری ہین دامن شب نے یہ ہی گمان
افشان چمک رہی ہی جو گیسوی یار پر

مدت کے بعد چند نفس چین آگیا
رکہا ہے کسنے پاؤن ہماری مزار پر

۹	کہاتے ہین داغ ہمنے یہانتک کہ ای نسیم دہوکا ہے گلستان کا دل داغدار پر	۱۵۰

ہو نہین عاشق جان جاتی ہی مری اوس شوخ پر
وہ جو آیا تہا نظر موسی کو جلوہ طور پر

بسکہ لازم ہی حضوری عاشقونکے واسطے
دیکہ میری دلمین وہ دیکہا تہا جو موسی طور پر

لطف دید بی تکلف مین ہی عاشق کے لیے
آنکہ بہی جہپکی توکیا موسی نے دیکہا طور پر

ہر تعلق سے بری رہتا ہون مین مثل ملک
پہر طبیعت آگئی ہے ایک شک حور پر

یہ نزاکت یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان
تجکو دیکہا ہی پڑے گی آنکہ کیونکر حور پر

ایک ہی گو نام مین لیکن جدا خصلت مین ہے
آنکہ رندون کی پڑے کیا زخم کے انگور پر

وقت بہو سے جو لب پر نام انگور آگیا
ہاتہ ڈالا سینے اپنے زخم کے انگور پر

وہ حرارت ہو کہ جو بہتا ہی آنسو آنکہ سے
آتے آتے سوکہ جاتا ہے تن محرور پر

وہ نہین آگاہ رسم دوستی سے جان جان
رحم کرنا چاہیے کچہ عاشق مجبور پر

١٥٩	ولہ	١٧

غل اگر آہین کرین گے خاک پر
جائین گے نالے مرے افلاک پر

ہاتہ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
یہ ارادے ایک مشت خاک پر

روح عاشق یا حجاب آرزو
ہین گمان کیا کیا تری پوشاک پر

چہپ سکے گا تمسے کیا میرا مزار
حسرتین لوٹا کرین گے خاک پر

تیغ غم کس کس طرح روز فراق
ناز کرتے ہے دل صد چاک پر

داغ دل بیکار جانے کا نہین
پہول لالے کا اوگے گا خاک پر

صید جو دو چار ہین لٹکے ہوے
آج عالم ہے ترے فتراک پر

بوسہ لبہاے گلگون جو لیے
رنگ ہے ہر ریشۂ مسواک پر

کیا عجب مجہ رند کا آنسو رہے
دانۂ انگور بنکر تاک پر

حسرت افزا ہے مرے طبع روان
رشک ہے اس توسن چالاک پر

کچہ تو فرماؤ خطا کیا ہو گئی
قہر کیون ہے عاشق غمناک پر

ابر کو دریا کو وقت امتحان
رشک آیا دیدۂ نمناک پر

غنیمت مانو اگر ہے آرزو
آکے تم میرے مزار پاک پر

خال اک دانہ ہے کیونکر رہ سکے	آب سے کے رخسار آتشناک پر
یاد دندانِ پرے رو آگئے	برق چمکی خاطرِ غمناک پر
کس طرف جاتا ہے وہ عیار آج	بیٹھے ہیں اب جل کے اوسکے تاک پر

۱۶۰	جان و دل محوِ محبت ہین نسیم ہین فدا ہون صاحبِ لولاک پر	۱۳

جما ہی قطرۂ خونِ جگر شمشیرِ دشمن پر	تماشا ہی یہ گل پھولا نیا دیوارِ آہن پر
اذیت دی مری سوزِ نہان کے جلنے والونکو	زبان مین پڑ گئی چھالی قدم رکھا جو مدفن پر
اثر ہی غفلتِ عشقِ صنم کا خاک مین اب تک	قدم رکھی سے نیند آتی ہی میری سنگِ مدفن پر
وہ پر ارمان اٹھا مین اس جہان سے بعد مردن بھی	ہزارون آرزوئین لوٹتی ہین خاکِ مدفن پر
شگافِ پیرہن ہے کثرتِ شادی ہویدا ہے	گمان ہوتا ہی سینے کا ہمارے چاکِ دامن پر
رگِ گردن نہ کیونکر صورتِ زنار ہو جاے	طبیعت آگئی ہی اپنی اک طفلِ برہمن پر
کبھی خنجر کبھی شمشیر وہ رکھتی ہین پاس اپنے	نہ کیونکر رشک پیدا ہو ہمین تقدیرِ آہن پر
دکھاتی ہی قیامت جلوہ دیوانکی چلنے مین	یقین ہی صور کا ہر نالۂ زنجیرِ آہن پر
بنایا باغ کو بھی دشت آخر بخت بلبل نے	نظر آتی ہین کانٹی ہر طرف دیوارِ گلشن پر
سیاہی بی سبب کب ہی نہین خالی یہ ہو کی سے	گمان ہی بختِ عاشق کا ہمین گلہای سوسن پر
خوشا قسمت کہ ہم آغوش ہر دم بت سے رہتا ہی	بجا ہی رشک آئی گر مجھے تقدیرِ دشمن پر
پسند چشمِ سوزن ہون اگر مین کیا عجب اسکا	نقاہت سی گمان ہی رشتۂ باریک کا تن پر
گلو سے کر دیا آزاد اوسکو میرے ہاتھون نے	جنون جہان ہوا تیرا نہایت طوقِ گردن پر

۱۶۱	ولہ	۱۵

رحم آجاتا ہی دشمن کی پریشانی پر	زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر
کیون رکھا کاتبِ قدرت نے فلک پر خورشید	نقطہ دینا تھا یہ تیری خطِ پیشانی پر

صاف رکھ قاتل عالم شکن ابرو کو — مورچہ جم نہ سکے تیغ خراسانی پر

آمد فصل بہاری سے پئے استقبال — کھولے ہین شوق مین مرغان گلستانی پر

نالہ زنجیر سے چپ چھپکے نکل جاتا ہی — پاسبان پاتے ہین الزام نگہبانی پر

ہوگئی بے سخنی قفل دہن غنچون کو — تھا شک بے ادبی خندۂ پنہانی پر

برہمی کرتی ہے مجموعۂ خاطر برہم — صبر کھو دیتے ہین زلفونکی پریشانی پر

نقطۂ حسن ہی تل مصحف رخ پر تیرے — کفر ہے صورت شک آیۂ قرآنی پر

تیرے آگے تو فروغ رخ روشن معلوم — دیجیے نقطۂ شک یوسف کنعانی پر

آسمان صحبت احباب سے کب خالی ہی — نالے رہتے ہین ہمارے فلک ثانی پر

ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہر دم قاتل — زخم کہاتے ہین امید نمک افشانی پر

مرگئے ایک ہی جلوے مین پری کیونکر — پانون رکھا ہی نہ تھا تخت سلیمانی پر

راہ برگشتہ نصیبی نظر آئے کیا کیا — خضر کا شک ہی مجھے غول بیابانی پر

مرگئے کہتے ہی کہتے ترے گیسو کا حال — مختصر جھگڑے ہوے قصۂ طولانی پر

۱۶۴ — قبر مین جوشش گریہ نے ادبہارا ہی نسیم — ۱۳
ہم تہ خاک بہی رہتے ہین سدا پانی پر

غیر ممکن ہی کہ ہو ہجر مین ای یار سحر — دیکھیے کرتا ہے کیونکر ترا بیمار سحر

ناخن فکر سے ہی کہل نہین سکتی ہرگز — ہوگئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر

نظر آتی نہین کسوقت سحر ہم دیکہتے ہین — ہوگئی اب تو بمشکل کمر یار سحر

پوچھتا کیا ہی گذرتی ہی شب غم کیونکر — رو کے کہتے ہین ترے عاشق بیمار سحر

کیا کہون ہوتی ہی کچھ اور ہی دنکی صورت — دیکھتے ہین جو ترے طالب دیدار سحر

آنکھین وعدہ فراموش کہ عالم ہی تنگ — اب نہ دیکھین گے ترے تازہ گرفتار سحر

مین تو ہون نزع مین اونکو ہی اذیت ہر دم — کسطرح کرتے ہین دیکھون مرے غمخوار سحر

منہ دکھاتی نہین افسوس شب فرقت مین / رکھتی ہی عاشق جانباز سے کیا عار سحر

کچھ حیات نفس چند ہی باقی اے دل / ہم پڑین ہونگے کسی کی پس دیوار سحر

رات اور دن کی نمودین ہین مری جان تجھ مین / زلف ہی شام اگر ہین ترے رخسار سحر

ہر نفس مین دم آخر کے مزے آتے ہین / یہ یقین کب ہی کہ دیکھین ترے بیمار سحر

وہ تو پہلو مین نہین درد کی شدت دیکھین / آج کس طور سے ہو اے دل بیمار سحر

١٦٣ — روز دو چار نئے گل نظر آتے ہین نسیم / جاتے ہین ہم جو کبھی جانب گلزار سحر — ١٣

زخم تیغ یار نے بخشا دہان بالای سر / شکر کو کیونکر نہو ہی موزبان بالای سر

نوک نیزہ سر پہ ہی گردن پہ ہی پیکان تیر / اک زبان زیب گلو ہی اک زبان بالای سر

زندگی کرتے جو بحث حرمت بادہ حرام / کھینچکر رکھدیتے واعظ کی زبان بالای سر

خوب دیکھی اس خراب آباد کی پست و بلند / خاک زیر پا ہی دود آسمان بالای سر

عاشق اوسکا ہون کہ ہنگام فراق جسم و روح / لیگی لاشے کو میرے حور جنان بالای سر

راحت آغوش کف پا کی حنا حاصل کرے / بل کرے کیونکر نہ زلف ایجان جان بالای سر

پیچ و خم پھر افعی گیسو کے دکھلانے لگا / پھر بلا لایا دل نامہربان بالای سر

ای فلک تیرے ستم کو کیا سمجھتے ہین بھلا / لیتے ہین ہر روز ہم جور بتان بالای سر

کسکی پابوسی کے خاطر یہ بلندی ہی تجھے / ای فلک ہی کونسا عرش آشیان بالای سر

شاہد سودای عشق یار ہین مجکو عزیز / سنگ طفلانکی مین رکھتا ہون نشان بالای سر

صحبت یکدم سے بلبل کو نہ گلچین منع کر / لے نہ جائیگی اوٹھا کر بوستان بالای سر

سایہ پرورد تمناے دل نادان مرا / لائیو آفت نہ کوئی آسمان بالای سر

١٦٤ — قید ظالم سے ہو حاصل مخلصی کسدن نسیم / دیکھیے کبتک رہے یہ آسمان بالای سر — ١١

ہی بلند مین بھی پستی کا نشان بالای سر
آسمان رکھتا ہی اور اک آسمان بالای سر

صحبت اہلی سے ادنی کو بھی عزت ہی حصول
طرۂ دستار نے پایا مکان بالای سر

کب بھلا فرصت ملی تعلیم گردش سے ہمین
روز چکر کر رہا ہے آسمان بالای سر

خواب تنہائی میسر ہے کہان اس دہر مین
چل رہی ہین آسمان کی چکیان بالای سر

دیدہ پیہم سے بھرے ہین دلمین کیا کیا حوصلے
خوش نہین آتا حجاب آسمان بالای سر

دیکھ ہی رفعت کا باعث اتحاد خاک و باد
جاتی ہی اوڑ اوڑ کے گرد کاروان بالای سر

نذر لیلی کے لیے کس شوق سے اک مشت خاک
دشت سی لایا ہی قیس ناتوان بالای سر

کس ادب سے پیش آتی ہے پس مردن صبا
رکھتی ہی مشت غبار بیکسان بالای سر

ابر مین اٹکھیلیان غنچو سے کرتی ہی صبا
شوخیان دکھلاتی ہی برق طپان بالای سر

نالۂ جانسوز بھی افسوس کر سکتے نہین
پھر بلا لاتے نہ کوئے ہمزبان بالای سر

۱۶۵	تنگ ہین ہم اس دل نالان سے کیسی ای نسیم روز ہی ہنگامۂ شور و فغان بالاے سر	۹

مر گئی افسوس ای بلبل نہ کیون سر توڑ کر
کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر

کیون مکدر ہو کہو کیا شی تمھین ملتی نہین
حکم ہو لا دون فلک سے یار اختر توڑ کر

خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا ایسا بدن
منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر

بعد مردن چاہیے صیاد کچہ الطاف بھی
قبر پر بلبل کے رکھدینا گل تر توڑ کر

خستہ جانو پر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے
رنج بلبل کو نہ دی گلچین گل تر توڑ کر

دیکھتا وہ مصفا کی جو تیرے روشنی
پھینک دیتا یار آئینہ سکندر توڑ کر

سخت جانی کا برا ہو یار کو صدمی دیے
باندھ کر شمشیر آتے ہین وہ خنجر توڑ کر

ایک قطرہ خون کا نکلا نہ جسم خشک سے
حیرتی فصاد ہین نشتر پہ نشتر توڑ کر

۱۶۶	اوسکی کوچی تک رسائی کسطرح ہوتی نسیم	کوی بڑھ سکتا نہین حد مقدر توڑ کر	۱۸

جسطرح آہو نہ آئی دشت ایجان چھوڑ کر
جا نہین سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑ کر

غیر ممکن ہے کہ اب مجھسے ترک عشق زلف ہو
جا نہین سکتا پریشان کو پریشان چھوڑ کر

تنگ خاطر رحم کے قابل ہے چندی پاسبان
مین ابھی آیا ہون زندان مین بیابان چھوڑ کر

صاحب اسلام ہین ای عشق ہمسے یہ محال
کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑ کر

رہتے رہتے بیکسی کو بھی محبت ہو گئی
کسطرح جای مرا حال پریشان چھوڑ کر

مرتبہ بہتر ہے کچھ آغاز سے انجام کا
ہاتھ دامن کیطرف دوڑا گریبان چھوڑ کر

طعنے اب سہتے ہین عریانی کی ای دست جنون
کیون نہ اہت تونی لی تار گریبان چھوڑ کر

دیکھنے کو کچھ نشان رہنے دے ای جوش جنون
چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑ کر

کچھ دنو نہین خاک ہوکر خاک مین ملجاؤنگا
کب چلا جاتا ہون اب مین کوی جانان چھوڑ کر

اتحاد تا قیامت ہی فراق اسکو محال
جائیگی حسرت کہان گور غریبان چھوڑ کر

داغ تن کی لطف پا دائینگی ایجان حیف ہے
کیسی بلبل تھی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑ کر

نام بھی لیتا نہین کوئے کسی کا بعد مرگ
منفعل کیسی ہوے ہی جسم کو جان چھوڑ کر

ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر جا سکے
صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑ کر

میہمان ہین کچھ تو خاطر کر کہ تیرے واسطے
ای لحد ہم آئی ہین دنیا کا سامان چھوڑ کر

وصل کامل کی جدائی فکر ناخن سے محال
بخیہ کیا جائیگا پیوند گریبان چھوڑ کر

دونون تیری جستجو مین پھرتے ہین در بدر
دیر ہندو چھوڑ کر کعبہ مسلمان چھوڑ کر

بعد مردن بھی وہی عہد وفا کا پاس ہے
بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑ کر

۱۶۷

برزخ اوس سے کس لیے رہتے ہو عاشق ہی نسیم
وہ کہان جائیگا تمسا ماہ کنعان چھوڑ کر

۱۵

مخلصی پائی بلا سے دل مضطر کیونکر
توڑ لیے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر

آنکھ جھپکی گی نہ مشتاق قضا کی ظالم
دیکھ کرتے ہین نظارے تہِ خنجر کیونکر

آنکھ اوٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل
گھورتا ہی مجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر

کھینچ شمشیر اگر دلمین ارادہ کچھ ہے
دیکھ مر جاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر

گر یہی ضعف رہا فرصت برخیز کی لعد
ناتوان جائینگے تیرے لب کوثر کیونکر

سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے
منہ دکھائیگا تجھے خسرو خاور کیونکر

جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنے کا نہین
مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر

کیا وفادار جفا پیشہ ہے دیکھو ظالم
دوستی کرتا ہے دم سے دم خنجر کیونکر

دہوم آئینۂ رخسار کی سنکر تیری
چین پائیگا تہ خاک سکندر کیونکر

ہر رگ تن مین ہی میرے اثر مقناطیس
مخلصی پائیگا فصاد کا نشتر کیونکر

دیکھ ہر ہر سر مژگان کا تماشا ظالم
ڈوب جاتا ہی رگ جان مین نشتر کیونکر

ساتھ مدت سے ہین سرمایۂ سودا میرے
پھینکدون دامن لبریز سے پتھر کیونکر

سنگدل کو مرے نالون پہ نہ رحم آئیگا
موم ہو جائیگا فریاد سے پتھر کیونکر

آتش گرمی مضمون سے ہوا جاتا ہی
نامہ لیجائے گا تا یار کبوتر کیونکر

٢٣	صدقے اس قوت بازو کی دل و جان سے نسیم دیکھو اکھاڑا ہے علیؑ نے در خیبر کیونکر	١٦٨

عضو تن میرے دہکتے رہے اخگر ہوکر
پرورش روح نے پائی ہے سمندر ہوکر

اپنے بدخواہ بھی پیش آتے ہین کمتر ہوکر
تیغ ملتی ہے گلے سے مرے خنجر ہوکر

مختصر ہو کے دکھا لطف درازی ای زلف
میرے آغوش مین آ جا شب محشر ہوکر

کیسا پایا قفس تنگ الٰہی توبہ
طائر روح رہا جسم مین بے پر ہوکر

ہاتھ بڑھ بڑھ کے پڑھی پر نہ بڑھی تیغ قاتل
رہ گئی زخم جگر حد مقدر ہوکر

روح بھی کوئی دولت تھی کہ میرے قالب سے
منہ چھپاتی ہوئے نکلے تہ خنجر ہوکر

یہ تمنا ہی کہ وہ بھی مری آغوش مین جان
چھپین ہی خلق کو لون دامن محشر ہوکر

غیرت آتی ہے شب ہجر میں نفس سے مجھے
رنج دیتی ہے اجل طعنۂ دلبر ہو کر

پڑ گئی چھینٹ تو اتنا نہ خفا ہو واعظ
مے رہے گی تری آغوش میں دختر ہو کر

خواہش وصل سے خط پڑھنے کے قابل نہ رہا
لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر

صوت شرمائیگی کیونکر مجھے بدعہد ہے
صاف پھر جاؤنگا مین وعدۂ دلبر ہو کر

آب شمشیر سے محروم نہ رکھ اے قاتل
سوکھے جاتے ہین لب زخم مرے تر ہو کر

ہنستین کرتی ہین آتے نہیں اللہ اللہ
نیند بھی یار ہوی آنکھ سے باہر ہو کر

کسقدر حسرت پرواز بھری ہے دلمین
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر

دو دو پیچیدہ جو اوٹھے تھے مری آہو نکے
مدتون چرخ سے لپٹے رہے اژدر ہو کر

کسقدر راحت آغوش نے بالیدہ کیا
اشک ٹپکا مرے دامن سے سمندر ہو کر

کیا اثر ہے لب شیرین جو ترے جوسے تھے
زہر گھلتا ہی دہن مین مری شکر ہو کر

مر کے ہٹ کرتے ہین دیکھو تو عدم کے سفری
حشر تک قبر سے اوٹھتا نہین بستر ہو کر

مضطرب تھا دم تجویز مقرر صانع
رہ گیا مصرع ابرو جو مکرر ہو کر

ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہو
گھورئیے روی قضا دیدۂ جوہر ہو کر

بوسے گر ہمنے لیے ہین تو دیے بھی تمکو
چھٹ گئے آپکے احسان سے برابر ہو کر

سر کٹا کر تجھے دکھلائینگے جلوی قاتل
شمع بن جائینگے ہم قامت بے سر ہو کر

۱۶۹	کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہے تسنیم شکل خم مثل سبو صورت ساغر ہو کر	۱۸

کبھی ہوتا ہون ظاہر جلوۂ حسن نکو ہو کر
کبھی خاطر مین چھپ جاتا ہون تیری آرزو ہو کر

کبھی کم ہو کے شرماتا ہون مثل قطرۂ ساغر
کبھی کثرت سے رک جاتا ہون شیشی کا گلو ہو کر

اٹھا لیتا ہون اکثر ربط یار پاک دامن سے
لپٹ جاتا ہون دست و پا سے مین آب وضو ہو کر

سکونت سے بہت بڑھ کی ہی میری خانہ بردوشی
رہا کرتا ہون ہر خاطر مین تیری جستجو ہو کر

نہین ہی احتیاج غیر وقت جوش بیتابی
چھلک جاتا ہون لے تکلیف ساقی مین سبو ہو کر

سکہاتی ہی نئی تدبیر مجکو میری خاطر نے
پسند آتا ہون دشمن کو بھی تیری گفتگو ہو کر

نہین چلتی کوی تدبیر کیا کیا فکر کرتے ہین
مین کر دیتا ہون قائل سب کو تیری گفتگو ہو کر

تقاضای تمنا سے اک جا دو گھڑی بیٹھے
پھر ایا عمر بھر عالم مین تیری جستجو ہو کر

نہ کیونکر شور رہے عالم مین میری فکر خاطر کا
دلونکو کھینچ لیتا ہون تمہارا رنگ و بو ہو کر

نہین ممکن کبھی تر دامنی مین فرق کچھ آئے
بہا کرتی ہین اشک چشم میرے آبجو ہو کر

نشان کیا پوچھتے ہو بی نشانونکی ٹھکانونکا
دماغونمین رہا کرتا ہون مین گیسو کی بو ہو کر

کبھی ملک حلب مین ہون کبھی شہر ختن مین ہون
نہین رہتا رہی شہرت کے صورت آہو ہو کر

خراش زخم سینہ سے تو انکا دور کرتا ہون
لپٹ جاتا ہون جب شانی سے زلف مشکبو ہو کر

کمی مین بھی مری ہستی کی ہستی اور پیدا ہے
کبھی ابرو بھی بن جاتا ہون قصر آبرو ہو کر

اوٹھا لیتا ہون جو آئے مصیبت اپنے سر پر مین
سہا کرتا ہون ظلم دلربا عاشق کی خو ہو کر

بھلے کو بھی سمجھتا ہون بُرا ہی دوست دشمن کے
نہین قابو مین مین رہتا مزاج جنگجو ہو کر

مری سوز دروں مین سو طرح کی لطف حاصل ہین
جلاتا ہون دلون کو یاد یار شمع رو ہو کر

۱۷۰

لہو سے پیرہن تر دیکھکر یارون نے فرمایا
نسیم آیا ہے کوی یار سے کیا سرخرو ہو کر

۱۷

مین جو بیخود ہون کسیکا رو گئی یاد دیکھکر
کہتے ہین حباب میری مجکو کیا کیا دیکھکر

سب یہی کہتے تھے وہ بیرحم ہے بیدرد ہے
دل دیا اوس بیمروت کو بھلا کیا دیکھکر

ای اجل قربان تیری مجپہ کیا احسان کیا
خوش ہوا وہ میرے مرنیکا تماشا دیکھکر

دوست رو لی ہین عزیز و اقربا بیہوش ہین
تمکو رحم آتا نہین کچھ حال میرا دیکھکر

کیا کہون کیسی بلا آئی ہے میری جان پہ
او بت کافر تری زلف چلیپا دیکھکر

تیری آنکھونکی ہین جو مستیان یاد آگئین
وقت بیہوشی صنم تاثیر صہبا دیکھکر

لو مین پہر بیمار ہوتا ہون کہین اٹہی ہو
مین نے سمجہا تم خفا ہو مجکو اچہا دیکہکر

ساتہ تہا اک قافلہ طفلان ایذا دوست کا
وہ بہی کچہ گہبرای میرا جوش سودا دیکہکر

ضبط خواہش گر نکرتا یون نہ رہتی پارسا
کیا کہون کیا ولمین آیا تمکو تنہا دیکہکر

مین نے اک دریا بہایا آنکہ سے بن تیرے کل
اور لہر آئی مجہے بہی موج دریا دیکہکر

ایک کا ہی ایک شاکی ایک سے آزردہ ایک
حال اپنا ہی دگرگون حال دنیا دیکہکر

وہ ابہی آتے نہین دم لے خدا کیواسطے
ای اجل گہبرا گیا تیرا تقاضا دیکہکر

غیر ممکن ہی کہ خوش آتین ہمین جور جہان
آنکہ اب کس پر پڑے گی حسن تیرا دیکہکر

کیسے یہ بیدرد ہین یارب کہ بدلے رحم کے
لوگ ہنستے ہین کسی کا مجکو شیدا دیکہکر

دوست دشمن وہ خفا آزردہ مرگ و آسمان
رحم آتا ہے ہمین اب حال اپنا دیکہکر

شب جو تہی ہم وہ بہم جوش حسد سے یہ فلک
تہرلایا عاشق و معشوق یکجا دیکہکر

۱۷ دوستون نے رو دیا جب شکل دیکہی ای نسیم
کیا کہون کیا حال تہا وہ حال تیرا دیکہکر ۱۷

مین مر گیا ہون تیرے خریدار دیکہکر
ٹہنڈا ہوا ہون گرمی بازار دیکہکر

افتادگان خاک کو پابوس کا ہی شوق
رکہنا قدم زمین پہ ذرا یار دیکہکر

آئین جو یاد وقت گذشتہ کی صحبتین
رونے لگا مین جانب گلزار دیکہکر

اب دیکہین ہمکو خوبی تقدیر کیا دکہائے
پہر دل دیا ہی یار طرحدار دیکہکر

مرنیکا ہو گیا ہی جو ہر شخص کو یقین
روتے ہین وہ بہی صورت بیمار دیکہکر

آئینے نے سکہائین انہین کج مزاجیان
ٹیڑہے ہوے وہ ابروی خمدار دیکہکر

برہم ہوا ہی ایک جہان جسطرح کہ مین
محشر بپا ہے جلوۂ رخسار دیکہکر

پردہ کیا وہ نہون نے طلبگار جانکر
چہپتے ہین اب وہ خواہش دیدار دیکہکر

ثابت نہین کہ آج ہوی کونسی خطا
کیون گہورتے ہین مجکو وہ ہر بار دیکہکر

مجکو تو ہے خیال جو تمکو نہین خیال
جلتا ہون مین یہ صحبت اغیار دیکھکر

تیغ نگاہ یار کے دلپر جو زخم ہین
مین کانپتا ہون ابروِ خمدار دیکھکر

جھکتی ہے خود بخود مری گردن اوسیطرف
ای یار تیرے ہاتہ مین تلوار دیکھکر

آخر کو رنج عشق سے حالت یہ ہوگئی
روتے ہین مجکو اب مرے غمخوار دیکھکر

درد جگر فراق کی تب شوق کی غشی
حیران ہے چارہ گر مرے آزار دیکھکر

برسے جو آگ صحن زمین پر تمام رات
گھبرا گئی وہ آہ شرربار دیکھکر

ایسا ہجوم شوق نے بیخود بنادیا
دیوار ہون مین یار کی دیوار دیکھکر

۱۶۲ — مژگان کے وصف مین نہ لکھی شعر ای نسیم
رکھا قدم نہ منزل پہ خار دیکھکر — ۱۲

اشک امڈی تہ دامن سی ٹپک کر باہر
قعر دریا سے نکل آے شناور باہر

اسقدر جوش محبت سی گلو نے کھینچا
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر

چشم ونردیدہ بھی واہی مرے نظارےکو
سینۂ تیغ سے ہے دیدۂ جوہر باہر

خلعت مرگ مین بھی تنگدلی ای قاتل
پانو ڈہانکے بھی کفن نے تو رہا سر باہر

جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
او نکل آیا ہے کمر سے تری خنجر باہر

منہ فقط اتنے لیے وہ نہین کہلاتی ہین
رہیے آغوش تصور سے بھی باہر باہر

خاک پیوندی کے لیے لائی ہے صبا
کارسازی کے سب اسباب ہین باہر باہر

کاٹتا ہی مرے اس خوف سے بازو صیاد
کہ نہو چاک قفس سے بھی کوئی پر باہر

سنا حضرت دل کا تو تپا وقت شگاف
نکل آئے مرے پہلو سے کچہ اخگر باہر

گر نہین ضبط کا یارا ہی تو ہان بسم اللہ
چھوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر

کم نہین ایک گھڑی مشغلۂ بیتابی
وحشت دل سے برابر ہی ہین گھر باہر

۱۶۳ — خوف آوارہ مزاجی ہین آتا ہی نسیم
طفل اشک انکی سی رہنے لگے اکثر باہر — ۱۷

قربان ہو رہی ہے مری جان ادہر ادہر
وان رخ پہ ہی جو زلف پریشان ادہر ادہر

جاتے ہین جب وہ سوی چمن سیر کے لیے
ہوتے ہین ساتھ عاشق نالان ادہر ادہر

ہین لخت دل کہین تو کہین پارۂ جگر
رہتے ہین پیش چشم گلستان ادہر ادہر

ہنگامہ جنون سے جو دونو ہوی ہین چاک
دامن ادہر ادہر ہی گریبان ادہر ادہر

زلفین چھٹی ہوی ہین جو چہرے پہ دو طرف
لہرا رہے ہین افعی پیچان ادہر ادہر

دیکھا اونہون نے مردہ مجھے مینے اشکبار
آئے نظر ہین خواب پریشان ادہر ادہر

یا دشمنون سے قطع ہو یا مجھسے ترک ربط
کیون دو لگو کر رہی ہو مری جان ادہر ادہر

مطرب وہان ہین جمع نواساز ہر طرف
ہوتے ہین کل سے عیش کے سامان ادہر ادہر

کیونکر کرون مین بات چپ و راست یار کے
رہتے ہین ساتھ ساتھ نگہبان ادہر ادہر

وہ اپنی ہٹ پہ ہین مجھے اپنی کہے کی ضد
سمجہا رہے ہین دونونکو انسان ادہر ادہر

آنکھونپہ سائبان ہین مژے دید کی ہون کیا
پہیلے ہوی ہین دامن مژگان ادہر ادہر

وہ بت ہی مین ہون صاحب دین بہر فیصلہ
ہوتے ہین جمع گبر و مسلمان ادہر ادہر

وہ چاہتے ہین آئین مین کہتا ہون آپ جاؤن
کس لطف پر ہی رغبت احسان ادہر ادہر

نالان وہ اقربا سے ہین ہون مجھ سے وحشی تنگ
کس کس طرح کی دلمین ہین ارمان ادہر ادہر

ہرجائی اونکو کہتے ہین بی شرم مجکو لوگ
اوٹھتے ہین رات دن یہی طوفان ادہر ادہر

منظور ہی جو رنجش سابق کا فیصلہ
ہر روز جمع ہوتی ہین مہمان ادہر ادہر

ہین پہلوؤن مین داغ جو دونو طرف نسیم
جلوہ دکھا رہی ہین گلستان ادہر ادہر

۱۷۴	ردیف زای معجمہ	۱۲

کیونکر اوٹھا ہی طرۂ زلف دوتا کے ناز
کافر سے ہے نجانینگے ہمسے بلا کے ناز

برسون کے بعد میری بر آئی ہین حسرتین
کیا کیا نہ آرزو پہ ہوے ہین دعا کے ناز

کس کس مصیبتون سے ہوئی ہی نصیب مرگ
کیا کیا اوٹھای ہین شب غم مین قضا کے ناز

کہلتی ہین عقد غنچہ کس آہستگی کے ساتہ ... ہوتے ہین کیا عروس چمن سے صبا کے ناز

عشاق جانفروش کے کچہ اور رنگ ہین ... گستاخ ہوگئے ہین تمہارے اوٹہا کے ناز

ای دل ستمگرون کی جفا سے نہ پہیر منہ ... سہنے نہین کشاکش و زجر ادا کے ناز

گنجایش عذاب دل زار مین نہین ... کبتک اوٹہائین ظالم ناآشنا کے ناز

کیا کیا نہین ہوا ہی حجاب نگاہ سے ... لائین ہین آفتین تری شرم و حیا کے ناز

بیہودگی ہے نالہ و فریاد بیکسے ... جز مرگ کون اوٹہای مری مدعا کے ناز

نوبت کمر سے تا بہ قدم یار آچکی ... طولانیون پہ ہین تری زلف دوتا کے ناز

دیکہو ضرور بار نزاکت سے ہوگا رنگ ... ایجان نہ اوٹہ سکین گے قدم سے حنا کے ناز

١٧٥	تن شعلہ ہای غم سے ہوا خاک ای نسیم دیکہین گے استخوان نہ ہمارے ہما کے ناز	١٤

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز ... ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز

منظور دل ہے عزت بی بردگی ہمین ... کرتے ہین چاک کنج لحد مین کفن ہنوز

ابتک وہی ہین ہم سے تری کج ادائیان ... ای چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز

ہوتے نہین ہی کم مرے ویرانہ دوستی ... جاتا نہین ہی سر سے خیال وطن ہنوز

قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ ... کہولے ہوے ہین زخم ہمارے دہن ہنوز

تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوے ... مصروف ناز کی ہین عذاب کہن ہنوز

ہم سرد بہی ہوی نفس سرد کہینچکر ... گرمی دکہا رہی ہی تری انجمن ہنوز

ہر غنچہ منعقد ہی ترے شوق دید مین ... پابند آرزو ہی بہار چمن ہنوز

جلوے دکہا رہے ہین مرے داغہاے دل ... ای رشک گل وہی ہی ہوای چمن ہنوز

پہلے ہی سے سوال کی ہین بدگمانیان ... نکلا نہین دہن سے ہمارے سخن ہنوز

ایسی اسے خوش آئی ہی قالب کی کہنگی ... پہنے ہوی ہی روح وہی پیرہن ہنوز

ای جان اضطراب نکیرات ہے ابہی | باقی ہے دیکہ صحبت شمع و لگن ہنوز
اوٹہینگے کیا سوال نکیرین کے لیے | باقی ہے قبر مین بہی ضعف تن ہنوز
ہے سخت دل مین ریزۂ الماس پر نسیم | بہولا نہین ہے یار کا وہ لوز تن ہنوز

۱۷۶	ردیف سین مہملہ	۲۰

گل چہرے باغ کے جتنی ہین اسیران قفس | دنکو مہمانِ قضا رات کو مہمانِ قفس
دے کہین رخصت فریاد انہین ای صیاد | تنگ آتین ہین بہت ضبط سی مرغانِ قفس
مژدہ ای قسمت بدام بلا مین آکر | میہمانِ چمنستان ہوے مہمانِ قفس
پنبہ در گوش نہ رہ بہر خدا ای صیاد | سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغانِ قفس
لوریان گود مین لیکر جو قضا نے دی تہین | پانو پہیلا کے ہوے سوتے ہین مرغانِ قفس
مژدہ جا کہ قفس کیا ہی اسیرون کے لیے | آنکہ کہولے ہوے بیٹہے ہین نگہبانِ قفس
برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد | جی کو بہلاتین یوہین کاش اسیرانِ قفس
خوابگاہ ستم افزا ہے گرفتارون کی | یارب آباد رہے گوشۂ دامانِ قفس
فصل گل آئی ہے مرغان چمن ہین دلشاد | کہد و صیاد سے طیار ہو سامانِ قفس
مخلصی پنجۂ الفت سی بہت مشکل ہے | چہوڑ سکتے نہین ناخن سر دامانِ قفس
مخلصی نے ہمین پہر شوق اسیری بخشا | یاد آنے لگی وہ صحبت یارانِ قفس
نیند آجای اجل کے مرے افسانے سے | تا قیامت نہ کہلی چشم نگہبانِ قفس
چہوڑ دے توڑ کے بازو کہین باہر صیاد | تنگ آتا ہی اوٹہانا ہمین احسانِ قفس
مخلصی پا کے فراموش کیا مجکو آہ | یاد آیا نہ احبا کو مین مہمانِ قفس
جیتے جی ہم مسکن اندا سے بہی رنجیدہ رہے | مدتون بلبلین ہی حسرت ہجرانِ قفس
نہ پڑی آنکہ تری اور طرف ای صیاد | کیا نہ بلبل کے سوا تہا کوئی شایانِ قفس
اشک خونین کے ہین قطرے مری ہم صورت گل | دیکہ صیاد ذرا لطف گلستانِ قفس

ہو گئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش ۔ کیا غضب ہے نہ بر آیا کوئی ارمان قفس
ہیبت نالۂ پر غم سے زمین کانپ اٹھی ۔ چرخ چکر مین ہو دیکھی جو مری شان قفس
رنج عشرت سے نہین کم جو ہون احباب نسیم ۔ مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

۱۷۷	ردیف شین معجمہ	۱۹

صاف طینت کو کدورت ہے بدن کی خواہش ۔ روح مین وہ ہون نہین ہے جسے تن کی خواہش
جو کہ معدوم ہین اونکی ہے طلب لا حاصل ۔ نہ کمر کی ہے تمنا نہ دہن کی خواہش
نو مصیبت ہون تھی الفت دیرین سے روز ۔ تازگی پر ہے مری داغ کہن کی خواہش
پڑ گئی دید گلستان کے ابھی سے لالے ۔ رنگ وہ کھلانے لگی سیر چمن کی خواہش
اسقدر ہمکو غرض دوستی غربت مین ۔ کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش
آرزوی سخن چند سے ہے تجھ سے قاتل ۔ اسلیے ہے مری زخمون کو دہن کی خواہش
کم نہین گوہر غلطان سے ہمارے آنسو ۔ اے دل زار نکر دُرِّ عدن کی خواہش
داغ ہین وہ ملین نہین سیر گلستانکی ہوس ۔ باغبان تجکو مبارک ہو چمن کی خواہش
صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج ۔ نہ پھر آنیکی ہوس ہے نہ وطن کی خواہش
ناتوانی سے ہون مثل کمر یار نہان ۔ میری وحشت کو نہین طوق رسن کی خواہش
سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہے اپنا ۔ تو اسیری مین ہوئی دام کہن کی خواہش
بیخبر ہین ہوس قید مین تیرے ہردم ۔ روح سے کام نرکھتے ہین بدن کی خواہش
پاک ہین قاقم و سنجاب سے خاکستر پوش ۔ خاکسارونکو نہین زیب بدن کی خواہش
خوب لپٹا ہے لحد سے پس مردن لاشہ ۔ جسطرح ہوتی ہے دولھا کو دلہن کی خواہش
دار فانی سے ہے افسردہ مزاجی حاصل ۔ سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش
غش پہ غش آتے ہین کچھ چاہیے ہے قوت روح ۔ کیون نہ ایجان ہو مجھے سیب ذقن کی خواہش
ہو چکے دشت کے چکر مجھے گھر یاد آیا ۔ شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آتی مجھے ایذا طلبی سے کے راحت / پھر طبیعت کو ہوی رنج و محن کی خواہش

فائدہ کیا ہی بہت ہرزہ کلامی سے تسنیم / کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

١٧٨	ردیف صاد مہملہ	١٧

آ دیکھ لے بیتابی بسمل کا ذرا رقص / کرتے ہین پس ذبح بھی مشتاق قضا رقص

رہتا ہی تری افعی گیسو کا تصور / کرتی ہی مری عیش نظر روز بلا رقص

ہی خواہش تعلیم جو او تری ہی کر سے / سیکھے گی قدم سے تری کیا زلف دوتا رقص

یاد آتی ہین جب لطف طواف در یار / کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص

وہ ناز او ٹہاتی ہین دم مرگ تمہارے / فرش سر مقتول پہ کرتی ہے جفا رقص

پردہ نرہا کچہ ترے بی پردگیون سے / کرنے لگی بیساختہ پابند حیا رقص

شوکر نے سکھایا ترے انداز غضب خیز / زیبا ہی جو چھپ چھپ کے کرے دزد حنا رقص

خود رفتگی کیف محبت سے خبر کیا / مزدور کے نزدیک ہی حال فقرا رقص

غم خوردہ طبیعت کو نہین عیش سے مطلب / کیا دیکھنے آئیگا گرفتار عزا رقص

ہی منزل بیتابی دل ضبط سے خالی / بسمل تری کرتے ہین دم ذبح نیا رقص

جانباز وفا بعد فنا ہوتے ہین زندہ / ہی اس لیے بالا ہی مزار شہدا رقص

آنکھونکی اشاری کشش دلکو غضب ہین / ہر ہر ترے انداز سے ہوتا ہی نیا رقص

شب چادر مہتاب بچھاتی ہی سحر تک / کرتی ہی یہان پیش لحد آکے صبا رقص

افسانہ شب سنکے نکل آیا ہے خورشید / کس ہوم سے محفل مین تری ہار ہوا رقص

نالونکی مری دہوم زمین پہ رہی شب بہر / ایوان فلک پر مری آہونکا رہا رقص

لے لیتے ہو جان عاشق جانباز کی کیونکر / دکھلاؤ ہمین جان جہان پھر ذرا رقص

سوچو تو تسنیم آنکھی کس لطف سی گذرے / برسون ہی سر شام سے تا صبح رہا رقص

١٧٩	ردیف ضاد معجمہ	٢٤

اے دل سمجھ نہ پاس عزیز و یگانہ فرض
عاشق کیواسطے نہین رسم زمانہ فرض

تدبیر بھی ضرور ہی ہر قصد کے لیے
کرتو ابھی سے قتل عدو کا زمانہ فرض

ناصح کی پند طعنۂ احباب سُن چکے
کرتے نہین کسیکو ہم اپنا یگانہ فرض

کرنی پڑے گی خدمت صیاد عندلیب
وہ دن کیواسطے نہ سمجھہ آشیانہ فرض

رک جاؤ گفتگو مین نہ ہنگام بازپرس
عاشق کے قتل کا کوئی کرلو بہانہ فرض

زینت سے کیا غرض ہے بس مرگ ہم نفس
چادر کی ہے ضرور نہ ہے شامیانہ فرض

کمل بہت ہے خلعت زرتار گر نہین
محتاج پر نہین ہے لباس شہانہ فرض

کرتے ہین ہم وہی کہ جو آتا ہے فہم مین
کب جانتے ہین طاعت رسم زمانہ فرض

مفلس ہون اسقدر کہ میسر جو کچھ نہین
کرتا ہون اپنے سایے کو دیوارخانہ فرض

خدمت کا پاس چاہتا ہے ظالم کو بھی ضرور
صیاد جانتا ہے مرا آب و دانہ فرض

ایجان جان خدنگ نگہ مین کمی نہ ہو
کرلو ہمارے دلکو بھی کوئی نشانہ فرض

اظہار مدعا سے بگڑنا ضرور کیا
ایجان کیجیے سخن دوستانہ فرض

مشاطگی سے حسن خداداد پاک ہے
زلفون کیواسطے نہین تنہ تین شانہ فرض

بگڑا ہوا ہے عمر کا رہوار اس لیے
کرتا ہے ہر کشید نفس تازیانہ فرض

صدمے اوٹھا رہا ہون وہ نازک دماغ ہون
کرتا ہون موج نکہت گل تازیانہ فرض

کیونکر نہ تیرے در پہ رہین جبہ سائیان
عشاق کو ہوا ادب آستانہ فرض

چھوڑینگی خاک ہوکے بھی تیرا نہ آستان
ایجان کرو فا مین ہمین تو یگانہ فرض

آتا ہے تابہ چشم تمنا سے رزق مین
دامن پر ایک اشک کو کرتا ہے دانہ فرض

عالی دماغیان نہ گئین بعد مرگ بھی
کرتے ہین ہم ردا ہی فلک شامیانہ فرض

یاد اش قتل سے مرے ڈرتے ہو کس لیے
لاکھون فریب مین کوئی کرلو بہانہ فرض

سمجھوگے بھی شعر اگر ہون تو خوب ہین
کچھ ہو نہین گئی غزل عاشقانہ فرض

ہر دم جلا رہے ہین دم گرم ہڈیان | کرتے ہین سوز دلکو ہم اپنے زبانہ فرض
جو قابل شنید نہو داستان غم | کہتے ہین کیجیے اوسے تیر افسانہ فرض
ڈیڈالو تم بھی خمس سخن جلد ای نسیم | ہر مالدار پر ہے زکوٰۃ خزانہ فرض

۱۸۰ ردیف طای مہملہ ۲۱

قاصد جو پڑھ چکین وہ مرا ماجرای خط | کہنا کہ اور آتا ہے اک خط قفای خط
گم گشتگی کا حال جو لکھا تھا یار کو | وہ پڑھتے پڑھتے بھول گیا ماجرای خط
افسانہای ہجر کی طولانیان یہ تھین | برسون پڑہا کیے نہ ہوئی انتہای خط
فرصت کہان ہے ضعف سے کچھ حال لکھ سکین | قاصد ہمارا شوق ہے بس ہے بجای خط
خط نامہ بر کو پھیر دیا اور یہ کہا | کہنا کہ ہمنے جان لیا مدعای خط
نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہو | جلدی نہ کیجیو مرے قاصد برای خط
گر خط نہ پڑھ سکین تو زبانی ہے نامہ بر | کہدینا مدعای مصیبت فزای خط
کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہے یان | اب اور ہی ہوا ہے نہین ہے ہوای خط
غفلت یہ تھی تصور رخسار یار سے | لکھا ہزار بار وہی مدعای خط
تھا دھیان نامہ بر ہین لگا وقت واپسین | نکلا ہزار بار یہی منہ سے ہای خط
سمجھین نہ کر صاف کہین حال واقعی | کیونکر لکھون کہ وہ ہین مری آشنای خط
آجای نامہ بر جو پس مرگ ہم نشین | دینا مرے مزار پہ لا کر ہوای خط
آجای نامہ بر نہ کسیکے فریب مین | ڈر ہی نہ مدعی پہ کھلے مدعای خط
قاصد جواب نامہ لکھا یار نے مجھے | تعریف مدعا مین کرون یا ثنای خط
مضمون خون دلکو بھی شنجرف سے لکھا | کس رنگ پر ہی شوخی رنگ حنای خط
پڑھ کر وہ خط شوق مرا اوٹھ کھڑے ہوے | تعظیم خواستگار ہوا ماجرای خط
پرہیزگار شوق وہ ہمکو ہین جانتے | مضمون پاک ڈھونڈھ رہا ہین ہمای خط

برسون گذر چکے ہوس انتظار مین
معلوم کچھ نہین سبب التوای خط

رخسار مہ عا کے نظارونکا شوق ہے
قاصد دکھادی ناصیۂ خوش نمای خط

قاصد زیادہ اس سے ہوس کیا ضرور ہے
دیتا ہون نقد جان مین تجہکو بنمای خط

آخر نسیم نامہ و پیغام تا کجا
بہتر یہ ہے کہ آپ چلو تم بجای خط

١٨١ ردیف ظای معجمہ ٥

پاک ہے لذت عشرت سے زبان واعظ
جو بلا آئی آلہی سو بجان واعظ

ہم نفس باغ جنان گھر ہے گنہ گارونکا
ڈہونڈہو دوزخ مین کہین جا کی مکان واعظ

خدمت رند قدح نوش مین یہ بے ادبی
جیمین ہے کاٹیے دانتونسے زبان واعظ

خود فراموش ہے کیا اورکو سمجھائیگا
رہت بازونسے کجی پہ ہے گمان واعظ

کیون نہو تیر اشارات سے عالم مجروح
قد خم گشتہ ہے گویا کہ کمان واعظ

١٨٢ ردیف عین مہملہ ١٣

ہجر مین میری سیہ خانیکی رکھہ پروانہ شمع
ہای دیکھون آجکی شب ایک جا پروانہ شمع

جب پڑی زنجیر گریہ پہر کہان آزادگی
دام مین لائیگا تجکو اشک کا ہر دانہ شمع

دیکھکر محفل مین دشمن جلتے جلتے بجھ گئی
کہہ گئی پوشیدہ میری حال کا افسانہ شمع

بات کچھ ہو یا نہو آنسو بہا دینا اسے
رکھتی ہے پیری مین جسن گریۂ طفلانہ شمع

روسیاہی قسمت گلگیر مین لکھی گئی
بیگناہی کے لیے پیدا ہوی پروانہ شمع

زندگی تک آتش الفت کی تہین سب گرمیان
جان پروانیکی نکلی ہو گئی بیگانہ شمع

وای قسمت نخل گریہ ایک بہی اوگتا نہین
بوتی ہے ناحق لگن مین اشک کا ہر دانہ شمع

دلکو پنہان راتکو فانوس کی رخ پر نقاب
کسقدر رکھتی ہے پاس فرقت پروانہ شمع

دامن گریہ چھپا دیتا ہے عریانی کا عیب
تن پہ رکھتی ہے ردای اشک بیتابانہ شمع

کیا غضب ہے ہو گئی گل معشوق بلبل بنگئی
کچھ نہ آیا تجکو پاس الفت پروانہ شمع

صاحب زینت نہین محتاج زینت غیر سے
حاجت مشاطہ رکھتی ہی نہ فکر شانہ شمع

قیدی زنجیر گریہ کیون ہی دیوانونکی شکل
مانگ لی پرواز کرنے کو پر پروانہ شمع

بعد مردن عاشقونکی پاسبان معشوق ہین
رات بھر کرتی ہی حفظ لاشہ پروانہ شمع

۱۸۳	ولہ	۱۴

حسن معشوقی مین بھی رکھتی ہی ناسور شمع
سوز باطن تو نکم ہوتا جو ہوتے جور شمع

کیا فروغ مرگ ہی ای حور عاشق کا ترے
گل چڑہاتی ہی لحد پر بنکے نخل نور شمع

اشک غلطان لاتی ہی اودست تیری نذر کو
جانتی ہی آنسوون کو دانہ انگور شمع

اشک کے دامن مین کہلی اپنی پروانیکی لاش
مفلسی سے کچہ نہین رکھتی اگر مقدور شمع

گرمیان وہ کھلا رہی ہی اپنی جسم سرد کی
صرف سوزش کر رہی ہی روغن کافور شمع

سر کٹاتی گر فروغ زندگی منظور ہے
دیکہ وقت روشنی رکھتی ہی کیا دستور شمع

دغدغہ ہی اتحاد یار اندا دوست سی
جانتی ہی ہر لب گلگیر کو ساطور شمع

حسن تابندہ ہی شعلہ رشتہ پیچیدہ زلف
سامنے پروانیکے آتی ہی بنکر حور شمع

بیحجابی کے مزے اوٹھے نہ پروانیکے سا
جل رہی ہی پردہ فانوس مین مجبور شمع

رکھتی ہی سینہ مشبک کثرت ناسور سے
سر سے پا تک ہی بہ شکل خانہ زنبور شمع

خود نمائی ہی حسینون کے لیے بی پردگی
عیب عریانی سے ہی اسواسطے معذور شمع

بے حجابی گرمی رخسار آتشناک سے
بزم جانان مین تہ فانوس کہدو دور شمع

چند دم کی روشنی پہر آنسوونکا ڈھیر ہی
ہی بہلا کس حسن نے اثبات پر مغرور شمع

۱۸۴	زیر مدفن روشنی اعمال کی ہی اے نسیم آرزو خورشید کی ہکو نہ ہی منظور شمع	۲۶

سر و محفل کبھی رکھتی ہی جو یہ دستور شمع
ایک ہی پاسی کہڑی رہتی ہی شب بہر دور شمع

وہ یہ تکتی ہی تیرا عارض پر نور شمع
دیکہ تو کیا دیکھتی ہی ادب مغرور شمع

پارسائی کے ہین دعوی کیون نہو مغرور شمع
پردۂ فانوس مین ہے شاہد مستور شمع

اتحاد تیرہ باطن سے نہین مسرور شمع
دود شعلہ سر سے رکھتی ہے نہایت دور شمع

جلوۂ عارض سے تیری کیون نہ بھاگے دور شمع
سامنے خورشید کے رکھتی نہین ہے نور شمع

آبلے اشکو نکلے رخ سے کر رہی ہی دور شمع
یا لگن مین بھر رہی ہے دانۂ انگور شمع

کونسے وقت اوسکو یاد سوز پروانہ نہین
کب بھلا رکھتی ہی ٹھنڈا سینۂ محرور شمع

شعلہ کا ہی کو ہی سر پر ہے یہ چوٹی نور کی
جب یہ جلوے ہون نمایان کیون نہو مغرور شمع

خود بہادیتی ہے جب ناسور کو بھر دیکھیے
جانتی ہی نمک اپنی زخم پر انگور شمع

عکس تیرے عارض شفاف کا جو پڑ گیا
کسقدر چمکی ہے گویا ہوگئے بلور شمع

جم گیا ہی جا بجا دود جگر پروانے کا
سرمگین کہتی ہی ہر ہر دیدۂ ناسور شمع

کسقدر انداز کے تیر نظر کا خوف تھا
کیون ہوی تھے پردۂ فانوس مین مستور شمع

آنکھ بھی پائی ہی قسمت سے تو وہ ناسور کی
کسکو دکھلائی یہ اپنا دیدۂ بی نور شمع

شاہدان شعلہ رو کو کوچہ گردی عیب ہے
دوکے پا سے ہوی ہی اس لیے معذور شمع

لن ترانی کر رہا ہے تاج شعلہ فرق پر
آج تو دکھلا رہی ہی کچھ فروغ طور شمع

ہٹ گیا منہ سی دوپٹا روشنی عارض نے دی
آفتاب حسن چمکا ہوگئے بے نور شمع

قصد میرا دیکھ کر کہتے ہین سو سو ناز سے
کچھ حیا کر دیکھ تو وہ دیکھتے ہی دور شمع

صدقے مین اوس تیرگی کے جسمین تم ہو ہمجیا
جلد اٹھو گل کر دو اب جان نہین منظور شمع

دیکھ سوز ہجر سے میرا فروغ استخوان
کیون منگاتا ہی عبث ای یار بہر شب گور شمع

یاد آتی ہے جو اوسکو صحبت پروانہ ہائے
رو رہی ہے ہمکو تمکو دیکھکر مسرور شمع

منہ سی اتنا بھی نہ نکلا کیون جلاتے ہو مجھے
ہوگئی ایسی تمھاری سامنی مجبور شمع

سر پہ بار شعلہ دامن مین کچھ اشکونکا ہجوم
آکے محفل مین تمھاری بن گئی مزدور شمع

سوز میرا سا تمہاری حسن کی سی روشنی
دونون باتین کی ہین پیدا کیون نہو مغرور شمع

یہ بھی سکھی ناز معشوقی تمہاری شرم سے | پردۂ فانوس مین رہنی لگے مستور شمع
زخم ملتا ہی جسینو نکو بھی جور چرخ سے | رکھتی ہے سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع

۱۸۵

اس زمین مین اک غزل لکھو مضامین زرا نسیم
جلوۂ افکار سے ہی خاطر مسرور شمع

۳۱

اس فروغ چند ساعت پر نہو مغرور شمع | صبحگہ ہو جایگی رزق دہان مور شمع
آپ بھر لیتی ہے اپنے اشک سے ناسور شمع | رکھتی ہے کب احتیاج مرہم کافور شمع
آجکی شب دیکھتی ہے یہ نیا دستور شمع | مجھسے تم کچھ دور ہو اور تمسے ہی کچھ دور شمع
شعلہ رویونکے محبت نے اثر اتنا کیا | بعد مردن بھی ہی اپنی پاسبان گور شمع
بے نیازی ہی بشکل دیدۂ اعمے مجھے | کچھ غرض رکھتا نہین گو پاس ہو یا دور شمع
عکس افگن ہین جو عارض قاتل سفاک کے | سینۂ ساطور مین ہی جوہر ساطور شمع
واہ ری قسمت حصول دید غیرونکی لیے | آنکھ تو رکھتی نہین کیا دیکھی اپنا نور شمع
تیرگی ہی باعث آرام موذی کے لیے | ہوتی ہے ایذا دل و بال خانۂ زنبور شمع
اسکو شب بھر سوز حاصل اوسمین شغل راتدن | کب بھلا رکھتی ہی میرا سا تن محرور شمع
آپ دہو لیتی ہی چہرہ اپنے آب اشک سے | احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع
صورت موسی غشی ہے صاحبان بزم کو | مانگ لائی ہی کہانسے جلوہ ہای طور شمع
وای قسمت بی بضاعت سے خذر کرتی ہین سب | بھاگتی ہے خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع
پاکبازان محبت ہر تعلق سے ہین پاک | بعد مردن بے کفن پروانہ ہی بی گور شمع
جو کہ مہمان خدا ہین اونکو ہی کیا احتیاج | اہل جنت کی لیے ہوگا جمال حور شمع
ہان اسی معشوق عاشق حال کہنا چاہیے | رکھتی ہے سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع
ناز معشوقی نہ انداز حیا ناز اوسمین ہے | مجکو حیرت ہی ہوئی کس بات پر مشہور شمع
جسم مجنون زردی چہرہ دلیل کسل ہے | بی سبب کب ہی یہ صورت کچھ تو ہی رنجور شمع

یہ بھی عاشق ہی کسیکی جو ہوا ایسا حال
جلوہ گر ہی صورت داغ تن محرور شمع

صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تمنے بات
آپکی محفل سے دلمین لیچلی ناسور شمع

مجھپہ وہ روتی ہی مین روتا ہون تیری خوف سے
اسطرف مجبور مین ہون اوسطرف مجبور شمع

اسمین سوز عشق تیرا اوسمین سوز ظاہری
لائیگی ایسا کہان سے سینہ محرور شمع

کہتے ہین اوٹھ آکی حد سے ہو کھلی بند نقاب
ایک ہی جلوہ مین اپنی ہو گئی بی نور شمع

بسکہ آنکھونمین تصور آپ کی عارض کا ہے
آج محفل مین نظر آتی ہے مجھکو حور شمع

بدگمان جسطرح تم ناشاد جیسی میرا دل
دو بلائین ساتھ ہین ہو جسطرح مسرور شمع

یہ بھی کیا مین ہون کہ جو ہرگز نہین شایان رحم
صبح ہی رخصت کرا سکو ہو چکی بی نور شمع

وای غفلت قرب رخصت پر جو ہی اسکو نظر
دیکھو ہم تم منفس ہی ہین رہی ہی دور شمع

بی زبانی سی ہی جب سر کاٹکر رکھتا و گے
بدگمان ہوتے ہو کیون ایجان نہین مغرور شمع

آپکی رخسار روشن نے مٹائی اسکی قدر
اب نظر آنی لگی مثل چراغ دور شمع

التماس آرزو کرتے تمہارے سامنے
ہان مگر ہی خلقت خاموش سی مجبور شمع

ہٹ گیا منہ سی تمہاری گردوپیش اے صنم
پھیلے نور صبح سے ہو جاے گی کافور شمع

کب ہین محتاج ضیائی غیر عاشق اے نسیم
داغ تن تابندہ ہین دکھلائیگی کیا نور شمع

۱۸۶	ردیف غین معجمہ	۱۷

دلمین رہتا ہی ضیای داغ سے روشن چراغ
گھر ہی عاشق کا یہان جلتا ہی بی روغن چراغ

کب یقین ہی قبر پر اپنی رہی روشن چراغ
تم جلانی بھی نہ آؤ گی پس مردن چراغ

شعلے دیتی ہین بدنمین جسقدر ہین استخوان
جلوہ گر رہتی ہین میری زیر پیراہن چراغ

بعد مدت گرم صحبت ہی جو وہ آتش مزاج
شعلۂ افسوس سی ہی سینۂ دشمن چراغ

مخلصی مطلوب کے طالب سے ہو ممکن نہین
قید رکھتا ہی کنار شوق مین روغن چراغ

ایک بھی منت نہ بر آئی وہ خوش اقبال ہون
مدعی میرے لیے کرتے رہے روشن چراغ

اک تماشا ہی فروغ کرمکِ شب تاب سے
باغ مین ہر پھول رکھتا ہی تہِ دامن چراغ

روشنی دیتی ہین داغِ دل شگافِ قبر سی
جانتے ہین لوگ جلتے ہین تہِ مدفن چراغ

جسقدر بے مایگی ہو باعث آرام ہے
بجھ کی سو رہتا ہی جبتک ہی بی روغن چراغ

یہ جلاتا ہی اونہین آتی ہین پروانے جو پاس
واہی قسمت دوستونکا اپنی ہی دشمن چراغ

شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد
تیرگی بالای مدفن ہی تہِ مدفن چراغ

یونہین مرجاؤنگا مین بہی سوزِ غم سی ای صنم
جلکی بجھ جاتا ہی شب کو جیسی بے روغن چراغ

عکس عارض سی تمہاری بڑہگئی دونی چمک
چشمِ بد دور آج رکھتا ہی عجب جوبن چراغ

امتحان کیواسطے اکثر بجھاتا ہون جو مین
تابش رخسار سی تم کرتے ہو روشن چراغ

انتقالِ روحِ عاشق کا زمانہ ہی قریب
تو مبارک ہو تمہین روشن کری دشمن چراغ

جسکو بہی تمہاری حسن سے ملتا ہی فیض
رات بہر رہتا ہی ہر دیوار مین روزن چراغ

۱۸۷	ای نسیم اب تم بدل کر قافیہ لکھو غزل جوشِ مضمون کہ رہا ہی اور رہو روشن چراغ	۹

باعث بی رونقی ہی جای ویران مین چراغ
اس لیے روشن نہین کرتے بیابان مین چراغ

تیرہ بختونسے فروغ ظاہری رہتا ہی دور
کسنے دیکہا دامنِ شامِ غریبان مین چراغ

اوٹھ گیا عاشق کا لاشہ آج جھگڑا مٹ گیا
پاسبان روشن کری اب کوی جانان مین چراغ

کچہ نہین مطلب نہین گر پاسبان بیرحم ہے
آہ کی شعلونسے جلجاینگے زندان مین چراغ

نور کی ہی روشنی سوتی ہین وہ آغوش مین
الفلک رکھتا ہون مین بہی آج امان مین چراغ

مہر شگافِ موسی ضو دیتا ہی حسنِ روی پاک
جلوہ گر ہی کوچہ گیسوی جانان مین چراغ

سنو جیتا ہی چپکی چپکی کچہ ہوا کا ہے جو خوف
رات بہر رہتا ہی اپنی فکرِ درمان مین چراغ

نور کی آنسو ٹپکتی ہین خیالِ یار مین
کیا تماشا ہی کہ ہین آغوشِ دامان مین چراغ

۱۸۸	ای نسیم اپکی خلاف بحر سابق لکہ غزل صبح ہو جائی بیابانک بہروی لو آنگن چراغ	۱۰

ہان کیون نہ پیش بزم رہی بی سخن چراغ
رکھتا نہین نشانِ زبان و دہن چراغ
محتاج روشنی نہین عشاق آپکے
جلوونسے داغکے ہین تہ پیرہن چراغ
مرنے کے بعد بہی وہی شعلے ہین مشتعل
جلتے ہین اندنون مرے زیر کفن چراغ
نیند ونکے لطف خلق کو بیداریان اوسے
ہی پاسبانِ خانۂ ہر مرد و زن چراغ
درپیش ہونگے عذر گذشتہ اوسی طرح
روشن کرو نہ آجکی شب جانِ من چراغ
عاشق سے کاوشون پہ ہمیشہ ہی روزگار
جلتا نہین سرِ لحدِ کوہ کن چراغ
جلتے ہو سیر کو تو رہی روشنی بہی ساتہ
دکھلائیگا نشیب و فراز چمن چراغ
بے رونقی دلیل مصیبت ہی ای صنم
رکھتا نہین مزار غریب الوطن چراغ
مفلس کا لاشہ رات کو اوٹھے تو پہر ہی
خیاط کو بھی چاہیے بہر کفن چراغ
مضمونِ نور زا جو ہوے ضبط ای نسیم
ہے بزم سامعین مین ہمارا سخن چراغ

۱۶	ردیف فا	۱۸۹

لائے نصیب کہینچ کے بیداد کیطرف
دن بھر پھرا پھر آیا تو صیّاد کیطرف
پاس وفا سے منہ نہ پہرا وقت نزع بھی
دی جان دیکھ دیکھ کے صیّاد کیطرف
کیا اضطراب ہی کہ برابر ہین گردشین
سوی چمن کبھی کبھی صیّاد کیطرف
ہین اجنبی قفس سے مجھے اجنبی
وہ مجھکو دیکھتا ہی مین صیّاد کیطرف
ای دام روزگار نہین بختِ عندلیب
کیون کہینچتا ہی تو مجھے صیّاد کیطرف
کہتا ہی دل کچھ اور ہی یہ طرفہ لطف ہے
میری طرف نہ اوس ستم ایجاد کیطرف
دیکھی جو بینے روز جزا وسکی بیکسے
شرما کے ہو گیا اوسے جلاد کیطرف
رو کو خدا کیواسطے یار و کہ جوش شوق
پہر مجکو لے چلا اوسے جلاد کیطرف
ہی مجکو جوشِ شوق شہادت حیا کے ساتہ
گردن جہکا ہی جاتا ہون جلاد کیطرف
شوقِ نیاز ہون کبھی قہر نگاہ ہون
اپنی طرف ہون ہین کبھی جلاد کیطرف

ایسے مسافران عدم تنگ دل گئے
عاشق کا دل ہی آہین خوشی کا گذر کہان
مژدہ کسی طرح کا سُناتا ہی گر کوئی
اونکو شگون آمد فصل بہار ہے
مشتق خیال یار ہے یون دلکو جسطرح

منہ بہی کیسا نہ عالم ایجاد کیطرف
آتا ہی کون خانۂ برباد کیطرف
مین دیکہتا ہون خاطر ناشاد کیطرف
تکتے ہین باغبان مری فریاد کیطرف
سرعت ہو طفل کو سبق یاد کیطرف

۱۹۰ — غنچے کھلے ہوئے ہین چلو سیر کو نسیم
جاتے ہین دام بلبل ناشاد کیطرف — ۱۰

بہلا وہ کیا ہو میرے حال زار سی واقف
وہ عندلیب ہون جسکی کھلی قفس مین آنکہ
نہین اوٹھائی ہی جسنے تپش جدائی کی
فروغ حسن و شب زلف اسنی دیکھی ہے
خیال گریہ بس مرگ اوسکو کیا ہوگا
نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہونگے
ہجوم کیف کی ہر دم ترقیان ہین مجھے
خلش اوٹھائی نہ نوک مژہ کی شکوہ نے
ڈرو خدا سے گھمنڈ اسقدر نہین اچھا

نہین ہے جو ستم روزگار سے واقف
نہین ہین لطف خزان و بہار سی واقف
وہ کیا ہو میرے دل داغدار سی واقف
یہ دل ہی گردش لیل و نہار سے واقف
جو آج تک نہین میرے مزار سی واقف
نہین تھی ہم ستم انتظار سی واقف
وہ آنکہ ہون کہ نہین جو خمار سی واقف
یہ آبلے نہین تکلیف خار سے واقف
نہین ہو جذب دل بیقرار سی واقف

۱۹۱ — مین وہ ہون غنچۂ پژمردہ اس چمن مین نسیم
کہ جو نہین کبہی لطف بہار سے واقف — ۱۳

مین دیکہہ کر یہ طول نہ کیون غش مین آگیا
حسرت ہی رہ گئی دل عاشق مین ہائے
یارب دراز ہو شب ہجر انسے بہی زیاد

جز ابتدا نظر مین نہین انتہائی زلف
شانے نے کچھ بیان نہ کیا ماجرائی زلف
رہتی ہی یہ دعا مرے لب پر برائی زلف

عاشق کے دلکو فکر دوئی سے نہین فراغ — شانہ بھی سر لگا ہی ہوئے ہی قفائی زلف

عاشق کو دیکھ دیکھ کے ہوتا ہے پیچ و تاب — ثابت نہین کسیکو ہے کیا مدعائی زلف

بخشا جو بیقراری خاطر نے انتشار — ہم کہتے کہتے بھول گئی ماجرائی زلف

میری بھی داستان کو اسطرح طول ہے — جسطرح ہی دراز ترا ماجرائی زلف

دیتا ہون اپنی جان اگر کیجیے قبول — رکھتا ہون اور کیا جو تمہین دون بہائی زلف

پائی تمہاری سر پہ جگہ واہ ری نصیب — کیا اندنون ہی اوج پہ بخت رسائی زلف

اللہ ری ضبط عاشق بیچارہ مرگیا — اتنا بھی اوسکے منہ سے نہ نکلا کہ ہائی زلف

صدقے کیواسطے ہی تمہین فکر کیا ضرور — عاشق کی جان جائیگی لیکر بلائی زلف

قربان اس نصیب کے کیونکر نہ جائیے — قسمت یہ ہی کہ سر پہ تمہاری ہی جائی زلف

پیچ ہی ہجوم شوق بھی ہی قہر ای نسیم — کیا کیا بلائین سہتی ہین ہر شب برائی زلف

۱۹۲ — ردیف قاف — ۱۵

ردیف قاف

ہم غریبونکو بھی ملجاتی ہین پیمانۂ عشق — یارب آباد رہے صحبت میخانۂ عشق

یاد کیا آیا ہے مژدہ کہ جو رونا بھولا — قہقہے کرتا ہی کچھ آج تو دیوانۂ عشق

رات کم آتی ہی آرام سے پھر سو رہنا — سن لو کچھ عاشق بیتاب کا افسانۂ عشق

آہی رہتا ہی یہان کوئی نہ کوئی مشتاق — کب بھلا رہتا ہی خالی کبھی کاشانۂ عشق

اور خاک ایسی نہین جیسی بشر کی ہی خاک — یہی کرتے ہی سدا پرورش دانۂ عشق

نہ درخت اسکا ہی کوئی نہ کہین پھل اسکا — ظاہر انخل وثمر سے ہی بری دانۂ عشق

روح پرواز ہوئی کام نہ آئی زنجیر — نہ رکا قید بھی ہوکر ترا دیوانۂ عشق

حال کہتی نہین مرجاتے ہین عاشق خاموش — دیکھو بی شمع کی جلجاتی ہین پروانۂ عشق

سجدی ہوتی ہین ہزارونکے دم مستی شوق — اتبو کعبے سے نہین کم درمیخانۂ عشق

بند ہوجائیگا واعظ در توبہ لیکن — وا رہیگا یونہین ہردم درمیخانۂ عشق

بیخودی عین خودی ہے جو سمجھ رکھتا ہو
جو کہ بیہوش جہان ہے وہ ہی فرزانۂ عشق

جب نظر آئی تو کہل جای کہ کیا عالم ہی
صورتین اور ہی رکھتا ہی پریخانۂ عشق

کب تصور سی ہی خالی دل خستہ اید وست
ہر دم آباد رہا کرتا ہے ویرانۂ عشق

کسکو تہی اسکی سوا منزل ویران مرغوب
سینۂ عاشق افسردہ ہوا خانۂ عشق

ای نسیم اب نہ محبت کی تمنا کرنا
ورنہ پھر لوگ کہین گے تمہین دیوانۂ عشق

۱۹۳ **ردیف کاف** ۱۸

پونہچی جو دم شوق نظر یار کی سر تک
اللہ ری نزاکت کہ لچک آئی کمر تک

ای روح نہ اتنا قفس جسم سے ہو تنگ
آپونہچی ہین تیر نظر یار جگر تک

مر جائینگے پہلے دم رخصت طلبی سے
ہم خود سفری ہونگی ترے وقت سفر تک

کچھ دور نہین تیری نزاکت سی جو بل کہا ای
مو زلف کی آئینگے اگر موی کمر تک

پابوسی کا کل کو ہی آسیب نہ پونہچا ای
شانہ بہی نہ آجاے کہین موی کمر تک

گو تجکو خبر ہو کہ نہو مین نہین غافل
آہین مری ہو آتی ہین ہر شب ترے گہر تک

کیا دخل جو کم ہو مرے گلگونے دامن
وا رہتی ہین در زخم کے سینے سے جگر تک

گر بندہ نوازی کا ارادہ ہے تو جلد آ
ہون آج کی شب اور بہی مہمان سحر تک

کیا کیا نہ ارادی تہے مری جوش جنون کے
پونہچا نہ مگر ہاتہ گریبان سحر تک

ای ولولۂ شوق شب وصل صنم ہے
رہ جای کوی حوصلہ باقی نہ سحر تک

وہ ضعف ہی اک لفظ زبان پر نہین آتا
جا سکتی نہین میری دعا باب اثر تک

جسکے لیے مین بیخبر ہر دو جہان ہون
افسوس کہ اوسکو نہوی میری خبر تک

اک طرفہ تماشا ہے ذرا دیکہ لو تم بہی
لے آئینگے اونکو بہی کہتی ہوی گہر تک

ہر چند ہون دیوانہ مگر ہے ادب اتنا
آتی ہے قدم لینے کو وحشت مری گہر تک

تنہا تری کوچے سے کبہی مین نہین پھرتا
محرومی قسمت مری ساتہ آتی ہی گہر تک

وہ حسن کی گرمی ہی جب آتا ہون تمہارے پاس
شعلہ سا لپٹتا ہی مری پانوون سے سرتک

ای ضعف اجازت دی کہ ہین برہنہ آنسو
آتا نہین دامن بھی کبھی دیدۂ تر تک

۱۹۴	وہ حال نسیم اب ہی کہ دشمن بھی ہی محجوب منہ اپنا چھپاتا ہے مرا زخم جگر تک	۱۴

خدارا لیچلو یارو مجھے اوس شوخ بدظن تک
یہ حالت اب تو پہنچی ہی کہ رو دیتی ہین دشمن تک

وہ مطلب ہین کہ جسکو تم زبان پر لا نہین سکتے
وہ خواہش ہین کہ پوشیدہ پہونچ جاتا ہون دشمن تک

ستم پریی کی احسانسے جھکی ہے اسقدر گردن
کہ آجاتا ہی اب میرا گریبان میری دامن تک

وہ ہون دیوانہ مفلس سلاسل جیسی ٹوٹی ہی
میسر مجکو ہو سکتا نہین پیوند آہن تک

پھر آئی میری نالی بد دماغی دیکہ گلچین کے
کہا غیرت نے مرکر بھی نہین جائیگی گلشن تک

میری آنسو بھی لطف بے نیازی سی نہین خالی
وہ گوہر ریز دامن ہین نہین کہتی جو روزن تک

نہین ہی یاد کچہ طول گرفتاری سی سب بھولا
ہزارون بار پھر آتا ہون جاکر بین نشیمن تک

بنا ہون بادہ ہر ساعت مجھی آغوش حاصل ہی
کبھی ساغر کی قالب مین کبھی شیشے کی گردن تک

وہ لی آئی نہین دیتی مری تاثیر تنہائے
بگولی خاک ہو جاتے ہین آئی آئی مدفن تک

بشکل ابر ممسک مجکو بخل آب ریزی ہی
بھری ہین آنکہ مین آنسو نہین آتی ہین دامن تک

نہ آئی گی میسر صحبت دشمن بھی قسمت سے
گل پژمردہ ہون کیا جاؤنگا گلچین کے دامن تک

ندامت کیا ہوی ایسی کہ خصلت سکو کرتی ہو
ڈہلا آتا ہی مثل اشک رخسارون سے جوبن تک

درختونکو کیا بی برگ رنج مرگ بلبل نے
گلستان مین لباس ماتمی پہنے ہی سوسن تک

۱۹۵	نسیم اک اور بھی لکھو غزل جولان طبیعت ہی بڑہا آتا ہی جوش نو مضمون فکر روشن تک	۲۶

حجاب ابر مانع ہی گذر کیونکر ہو گلشن تک
وہ شبنم ہون پونچ سکتا نہین پھولون کی دامن تک

بہا تا سیل گریہ کیا کہ جاتے یار بدظن تک
گلا گھونٹا گریبان نے جو اشک آئے بھی دامن تک

کمال ضعف سے گھبرا گئی آنسو میری کہتی ہین
مدد اے اضطراب شوق لیچل ہمکو دامن تک

وہ کہتی ہین یہ ہی کس لیے دل بیتاب کا شعلہ
کہ بھڑ جاتی ہی اک بجلی سی آ کر میری دامن تک

ہجوم جوش وحشت سی ہوئے ہین بے ادب ایسے
گریبان سی الجھکر ہاتہ آجاتی ہین دامن تک

ہوا ہی بوسہ مین مین خاک ہو کر بہی پشیمان ہون
ہوا آنی نہین دیتی کسی کی مجکو دامن تک

قدم جمنے نہین دیتی صفای عارض جانان
پھسلتی ہی نظر ایسی کہ آجاتی ہی دامن تک

تری چھٹنے سی چھوڑا آنسوؤن نے ساتہ آنکھون کا
گلے مل مل کی آپسمین چلے آتی ہین دامن تک

ندامت ہو گی اے دست جنون گر کچہ رہا باقی
غضب آیا جو آیا بخیہ گر کا ہاتہ دامن تک

نگاہ قہر سی کیون گھورتا ہی دمبدم ظالم
قسم لے لے جو میرا ہاتہ بہی پونچا ہو دامن تک

خوشا قسمت قفس مین ہم قفس سی سیکڑون پردے
نظر بھی اب تو جا سکتی نہین دیوار گلشن تک

خطا میری نہین صیاد میرے آرزو لیجا
کہ مجکو کھینچ لائی تہی یہی دیوار گلشن تک

کبھی گلچین نے للکارا کبھی صیاد نے گھورا
نہ ٹھیرا ایکدم گلشن مین جب آیا نشیمن تک

بہار فصل گل آئی ہی مین کنج قفس مین ہون
مبارکباد مجکو ڈھونڈہ جاتی ہی نشیمن تک

نکل آزاد اے صیاد لیکن رحم کر اتنا
نظر سی دیکہ لون بیچل مجھی اجڑی نشیمن تک

گلون کے آتش رخسار سی شعلی بھڑکتی ہین
لگی ہی آگ کوسون کس طرح جاؤن نشیمن تک

قفس سے چھوٹ کر دام اجل کے تو اسیری ہی
نہین ممکن کہ میری روح بہی جائی نشیمن تک

وہ بیتابی کہان ممکن جو توڑی دام جسمی کو
وہ آزادی کہان حاصل جو لیجائی نشیمن تک

ادا ہی رسم ماتم ہم صفیر آپسمین کر لینگے
صبا لیجائیو دو چار پر میرے نشیمن تک

قفس رکہا ہی اتنی دور صیاد ستمگر نے
کہ میری آرزو بہی جا نہین سکتی نشیمن تک

تری عاشق کا لاشہ ناپسند طبع ہی سبکو
نہین آتا گروہ مور بہی سوراخ مدفن تک

ہمیشہ ہر شگاف قبر سی کچہ دور رہتی ہی
صبا بہی ناز کرتی ہی اگر آتی ہی مدفن تک

تمہاری ہرزہ گردی کا خیال آتا ہی جب دلبر
ڈبو دیتا ہی سیلاب ندامت مجکو گردن تک

ہجوم کیف مستی سی یہ عالم اب تو ہی ساقی
چلی آتی ہی می اُبلی ہوی شیشی کی گردن تک

برستا ہی جو ابر تر تمنائین ٹپکتی ہین
ڈبو دی آب مے مین آج ساقی مجکو گردن تک

غنیمت ہی نسیم آزاد ہونا جب میسر ہو
ملین گے ہم صفیر قفس سے پوچھکر صحن گلشن تک

۱۹۶ ردیف کاف فارسی ۱۵

پوچھی بُرون سینہ سلگ کر جگر مین آگ
ای اشک دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ

باران کے بدلے برق تڑپتی ہی رات دن
کب کے دبی ہوی تھی دل ابر تر مین آگ

دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دی شعلہ ہای حسن نے بابی نظر مین آگ

گر سوز عشق اشک کو اخگر بنائیگا
دہکا کریگی شام و سحر چشم تر مین آگ

ہو عمر طول آہ شرربار کی مرے
ہنگام احتیاج ہی موجود گھر مین آگ

جز نخل عشق اور ہی وہ کونسا شجر
ہو جسکی بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ

تھوڑی خلاف حلم سے ہوتا ہی خشمگین
کیسی بھری ہوی ہی مزاج بشر مین آگ

پڑتے ہین آبلی جو چھوی کوی اشک گرم
ای چشم تر نہان ہی مگر اس گھر مین آگ

ہی ناز سوز ہجر کو ہونکا ہے سینے دل
کہتی ہی آہ ہی لگائے جگر مین آگ

وہ سنگدل بجا ہی جو شعلہ مزاج ہے
جو سنگ ہی ضرور ہی اوسکی جگر مین آگ

مین آپ جل گیا تپش التماس سے
بخشے مری دعا نے خود اپنی اثر مین آگ

بلبل کے گر میونسے تعجب ہوا مجھے
پھر دی کہانکی عشق نی اس مشت پر مین آگ

وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہے
ٹھہرے کہان شرر جو لگی اپنی گھر مین آگ

کیا منہ ہی کیا مجال کسیکی ہی اب نسیم
پیدا ہو لطف سی جو ہر اک شعر تر مین آگ

۱۹۷ ردیف لام ۱۳

کس منہ سے کہتی ہے کہ مین ہون آشنای گل
بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہاے گل

دیکہا طلسم اس چمن روزگار کا
بلبل کے بدلے زاغ ہین کانٹے بجای گل

آنکھون سے دیکہ لو ستم روزگار کو
کچہ پوچھنا ضرور نہین ماجرای گل

بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن
ہم خوب جانتے ہین یہ تہا مدعای گل

ای عندلیب کیا نفس چند سے بہا
وو دنکے بعد پہر ہی وہی ہای ہای گل

ٹہرا اگر قدم بہی تو آغوش دام مین
افسوس دیکھنے بہی نپائے لقای گل

فصل بہار و وقت خزان دو نوساتہ ہین
وہ ابتدای گل ہی تو یہ انتہای گل

کہتی سہتی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہین
راحت کہان اوٹھا نہ سکے ہم جفای گل

ارباب ضبط کے نہین کہلتے لب سوال
اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذای گل

ای رنج ہجر اور کہین ڈہونڈہ لی مکان
رہتی ہی عندلیب کے دل مین ہوای گل

اس ضبط عندلیب کے قربان جائیے
آئے زبان پر نہ کبہی شکوہ ہای گل

رسوا کیا محبت خندید گے سنے آہ
کہلنے لگے قریب سحر پردہ ہای گل

شاید نسیم آمد فصل بہار ہے
پیدا ہی چند روز سے سر مین ہوای گل

۱۹۸	ردیف میم	۱۱

دیکہا او قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سی ہم
چارہ گر سے درد نالان درد دل سی ہم

ہای کیا بجز و کیا ہی غفلت امید نے
حال دل کہتی ہین اپنا پہر اوسی قاتل سی ہم

رشک اعدا نے کیے روشن بدن مین استخوان
شمع محفل ہو گئی اوٹھی آپکی محفل سی ہم

اسکو کہتی ہین وفاداری کہ بعد از قتل بہی
داغ خون ہو کر نچھوٹے دامن قاتل سی ہم

طول بہتی راہ عدم گہبرا کے سوتے قبر مین
پاؤن پہیلا کے تہکے جب دوری منزل سی ہم

جسم روشن سے نظر آتی ہین جلوے روح کے
حسن لیلی دیکھتے ہین پردہ محمل سی ہم

خالی از احسان نہین یہ بہی کہ وقت اضطراب
خوش تو ہو جاتے ہین تیرے وعدہ باطل سی ہم

آکے آپ ہمین سمجہ لین غیر کا ہے کو سنے
تم کہو دلسے ہماری کچہ تمہاری دل سی ہم

ڈسنکے رو دیتے ہین اکثر صورت زخم جگر — آپ شرماتی ہین اپنے خندۂ باطل سی ہم
رشک ہی حسرت اوسکی دلمین آتا ہی یہی — اپنے قالب کو بدل لین قالب بسمل سی ہم

۹	سینۂ دل مین ہجوم داغ حسرت سے نسیم پہول چن لیتے ہین اپنے گلشن حاصل سے ہم	۱۹۹

زر گرو حداد خوش ہون وہ کرین تدبیر ہم — طوق زر تم ہنو پہنین آہنی زنجیر ہم
اور دیوانونسے رکہتی ہین ذرا توقیر ہم — ڈالتے ہین آپ اپنے پاونمین زنجیر ہم
کفر و دین کی قاعدی دونو ادا ہوتی ہین جبکے — فبح وہ کافر کرے منہ سی کہین تکبیر ہم
یونہین خوش کرتے ہین دل اپنا امید وصل مین — کہینچتے ہین ایک جا اپنے تری تصویر ہم
آگیا جسدن خیال جوشش دیوانگی — چاک کر ڈالین گے اپنا نامۂ تقدیر ہم
سنتو او ظالم بہلا یہ بہی کوئی انصاف ہے — لائق الطاف اعدا قابل تعذیر ہم
وصل میری اونکے ہوگا جبکہ اب مین شک نہین — کہدو آمین و بجلی اس خوابکی تعبیر ہم
روز کا جہگڑا او ٹہائی کون لیتی ہین آج — امتحان کاوش قاتل تہ شمشیر ہم

۵	کیون نہ مستغنی رہین فضل خدا سے ای نسیم رکہتے ہین ملک سخن کی واقعی جاگیر ہم	۲۰۰

چہپا کرین وہ فعی رہزن تو نہین ہم — چوٹی کی طرحسے پس گردن تو نہین ہم
زخمونکو اگر خلق کے آنکہونسے چہپایا — سی دینگے بہلا دیدہ سوزن تو نہین ہم
ظالم صفت شمع مرا حال بنایا — سر کاٹ کے کہتا ہے کہ دشمن تو نہین ہم
تہی خاک پریشان پس مردن ہی ہین آزاد — مردونکی طرح قیدی مدفن تو نہین ہم
دیوار سے کیون رابطۂ دود جگر ہو — کچہ سرمہ کش دیدۂ روزن تو نہین ہم

۸	ردیف نون	۲۰۱

بدلی نہ گالیونسے کبھی یار کی زبان — آئی نہ کام کچہ کسی غمخوار کی زبان

نالہ ہی عرض حال ہی صیاد رحم کر
آئیگا کون آبلہ پا جسکے خوف سے
غفلت شعار کب تجھے آنا ہے جلد آ
منہ چڑھتا آجکل نہ کہین شاہ نقان مرگ
موذیکا ہی کمال بھی انجام کو گزند
تیر و سنان و خنجر و شمشیر آبدار

گویا نہین ہی بلبل گلزار کی زبان
سوکھی ہوی ہی دشت مین ہر خار کی زبان
لے بند ہو چلی ترے بیمار کی زبان
بگڑی ہوی ہی قاتل خونخوار کی زبان
ہے خوف جتنی تیز ہو تلوار کی زبان
ہین زخم چوستے انہین و چار کی زبان

۲۰۲	واقف نہین فصاحت الفاظ سے عدو سمجھے گا کیا نسیم کے اشعار کی زبان	۷

بجلی سے کوندا اوٹھی جو کھلین سیم تنکے پاون
جی کیا لگے کہ صحبت زنجیر بھی نہین
ہون پیک وہم سی بھی ہین وحشی سبک خرام
مدفن کو حسنِ سرور ملے مجھہ حقیر کے
پاس ادب سے گر وہ نہین ہے مقام پا
مشاطہ دیکھ تو نہ لگا بیٹھنا کہین

خورشید آکی چوم لے اوس گلبدن کے پاون
قاتل نے کاٹی بیلی ہی مجھہ خستہ تن کے پاون
تو نہ پہنچین مجھہ تک اسے کہان ہین ہرن کے پاون
کنج مزار مین بھی نہ پھیلای تن کے پاون
جائیگا کوی یار مین سر پیراہن کے پاون
منہدی کہان کہان کہ ہی غنچہ دہن کے پاون

۲۰۳	باغ جہان مین ڈھونڈھتا پھرتا ہے یار کو تھکتے نہین نسیم خجستہ سخن کے پاون	۵

جب تیر نظر تا بہ جگر جائینگے لاکھون
عیسی سے تیری عہد مین کچھ ہو نہ سکیگا
وہ کوچہ دلکش ہی ترا قاتل سفاک
مشتاق قفس ہون اگر خاک بھی ہونگا
پیر اک یہان بحر فنا کے بھی بہت ہین

دو چار تو کیا جی سی گذر جائینگے لاکھون
اک بات کہنی ہین تو مر جائینگے لاکھون
گو جا نسے جائینگے مگر جائینگے لاکھون
صیاد کی گھر تک مری پر جائینگے لاکھون
تلوار کی ہی گھاٹ اوتر جائینگے لاکھون

۲۰۴	ولہ	۴

بھولوں تمھین وہ بشر نہین ہون — اتنا بھی بے خبر نہین ہون
اللہ رے فرط کاہش تن — ہر چند کہ ہون مگر نہین ہون
دکھلائے نہ دون یہ غیر ممکن — کچھ آپکی مین کمر نہین ہون
بیجا ل سے کہے بجانے دونگا — عاشق ہون نامہ بر نہین ہون

۲۰۵	ولہ	۱۱

یہانتک طول تھا ای ہم نفس کل ہجر کی شب مین — دعائین جاگ کر سوئی ہین آغوش مطلب مین
بھرا ہون کچھ نکل جائے نہ منہ سے ضبط مطلب مین — کہ ہو جاتی ہے ریزش بیشتر جام لبالب مین
ہمین حضرت سلامت کسکی صلواتین سناتے ہین — غضب کی شوخیان ہین انکی دشنام موءدب مین
مری آنسو کے قطرے ہین جسے شبنم سمجھتے ہو — ٹپکتا ہے زلال اشک جیب دامن شب مین
یہانتک آہ دیکھی زلف شب پر نور پیری سے — کہین آنکہ جہپک آئی ہین نیندین چشم کوکب مین
کدورت زندگی کی بادۂ ابر و باک کرتی ہے — ثواب مرگ ملتا ہے عذاب نیش عقرب مین
لیے انکار ساقی نے ہزارون خون گردن پر — نگاہین ڈوب کر رہ گئین جام لبالب مین
بلندی پر ہے اقبال محبت خاکسارونکا — شرار آہ خوابیدہ ہوے پہلوی کوکب مین
لب و رخسار و کاکل چشم و ابرو سب کے شیدا ہو — کہ ہوتے ہین بہت سے لطف معجون مرکب مین
بہا ہے نور کا دریا تری چاہ زنخدان سے — بلندی حسن نے پائی نشیب سطح غبغب مین
یہانتک جذب کھلایا مری بیتابی دل نے — کہ تاثیرین خود آئین چرخ سے آغوش یارب مین

۲۰۶	ولہ	۳

لطف کہان اب وہ ملاقات مین — بات نکلنے لگے ہر بات مین
تھی وہ اندھیری کہ خدا کی پناہ — تیرہ نصیبے جو ملے رات مین

۲۰۷	فضل خداوند اگر ہے نسیم	دیر نہین حل مہمات مین	۱۱

تمکو بھی مشکل پڑیگی عاشقونکی داد مین
دو نو عالم ہین ہمارے حلقۂ فریاد مین

پوچھ لو ہم جانتے ہین خوب گھٹ بڑھ رات کے
چشم وا پیمانۂ شب ہے تمہاری یاد مین

بار ایجاب دعا ہے سر اوٹھاون کسطرح
حلقۂ احسان پڑے ہین گردن فریاد مین

کس تماشا دوست نے محو تماشا کر دیا
کون لے آیا ہمین اس عالم ایجاد مین

منہ سے نکلی بھی نہین تھی صاف بسم اللہ عشق
پہلے ہی رونے لگے ہم خدمت استاد مین

جانب میخانہ جو ہمنے قدم رنجہ کیا
جام چھلکے خم لنڈھے رسم مبارکباد مین

لطف تکلیف قفس کچھ ہمسے پوچھا چاہیے
مدتین آخر ہوی ہین خدمت صیاد مین

اور بھی تکلیف اے قاتل کہ ایذا دوست ہون
زخم منہ کھولے ہوے ہین لذت بیداد مین

برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکھا تو کیا
سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین

غیرت دیوانگی کا سلسلہ کیا توڑیے
ننگ آتا ہے کہ جائین صحبت حداد مین

۲۰۸ بلبل بستان جدت ہے یہان شیخ نسیم
عمر کو ضائع نکر اس گلشن ایجاد مین ۱۲

دل جگر باہم ہدف ہون سینۂ نخچیر مین
دو زبانین چاہیین قاتل سنان تیر مین

سلسلہ تھا عقدۂ پر پیچ کا تقدیر مین
دی گرہ حداد نے ہر حلقۂ زنجیر مین

دور سے نا آشنا ہوتے ہین اکثر تیرہ دل
حشر تک آنسو نہ کیا دیدۂ زنجیر مین

خواب چشم منتظر کو باعث تقصیر ہے
اس لیے بیداریان ہین دیدۂ زنجیر مین

میری رقت کی جو کھینچی دست مانی نے شبیہ
جز ہجوم اشک خامہ کچھ نہ تھا تصویر مین

اسقدر ٹکرائیے سر جس سے آہن ہو شگاف
جی مین ہے پیدا کرین در خانۂ زنجیر مین

پیرہن کچھ کہہ رہا ہے میری قربانی کا حال
رنگ ہی جلاد ہے تحریر دامنگیر مین

کم نہو گی اپنی گردش چارہ گر تدبیر سے
صورت گرداب ہے سرگشتگی تقدیر مین

عصمت دیوانگی نے دی نہ رخصت دشت کی
عمر بھر ہمنے بسر کی خانۂ زنجیر مین

سادگی دیکھو تمنا ہے وصال یار سے
آج تک ہم ہین فریب آمد تاثیر مین

چہوڑ کر خط قفا جلادنے کاٹا گلا		دو خط معکوس توام ہوگئی تحریر مین
۲۰۹	گر کوئی جاہل نہ سمجھے شعر تیری ای نسیم کونسا ترک ادب ہو جائے گا توقیر مین	۲
ہی عجب تاثیر بیہوشی ہماری حال مین طوق نی آغوش پہیلائی ہمارے واسطے		ہوش بر سونسے نہین ہین کاتب اعمال مین بڑہ گئی زنجیر کو سون شوق استقبال مین
۲۱۰	ولہ	۲
وہ کسی ڈہب سے اگر آئے کہین قابو مین اشک ہاتہونسے جو پونچہے تو کہا جہنجلا کر		دل کے مانند ہو بیچین مرے پہلو مین آگ لگ جا بی یہ گرمی ہی ترے آنسو مین
۲۱۱	ولہ	۳
مر چکے جس پہ کہ مرنا تہا ہمین اشک ریزی بے سبب اپنی نہ تہی بوسہ گر لیتے تو کہاتے ہان قسم		کر چکے جو کچہ کہ کرنا تہا ہمین عمر کا پیمانہ بہرنا تہا ہمین راستی سے کیا مکرنا تہا ہمین
۲۱۲	ولہ	۳
سمجہ کے تازہ خریدار گرم جوش ہمین لحاظ بے ادبی ہی اوٹہا تین سر کیونکر اوٹہا سکین گے یہ تکلیف پیرہن کیونکر		بلا رہی ہی نگاہ اجل فروش ہمین بہت دلونسے نہین التفات ہوش ہمین لباس برہنگی ہے وبال دوش ہمین
۲۱۳	ولہ	۹
غرق بحر اشک ہین کیا حاجت دامن ہمین رہنمای تیر گے ہی منزل مقصود مین امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہی ضرور دیکہ کر مجکو گریبان چاک کہتا ہی ہلال		چشم تر ہر روز پہناتی ہی پیراہن ہمین شمع کی صورت فروغ رشتۂ گردن ہمین چاہیے ہر او رہی گردن تہ گردن ہمین لیجیے ہمسے گریبان دیجیے دامن ہمین

بعد مردن بھی نہین شان جنون نہین کچھ کمی | چاک سر جاسی ملا ہی پہلو مدفن ہمین
فرط کاہش سی یہ حالت ہی کہ برسون ہو چکی | خواب مین بھی اب نہین آتا خیال تن ہمین
اب کسی ہی فرصت منت کشی ای باغبان | داغ دل او کھلا رہی ہین جلوہ گلشن ہمین
آہ آتش بار سی طوق و سلاسل ہین گداز | موم سی بھی نرم ہی سنگینی آہن ہمین
غیر ممکن ہی امید صحبت پہلوی دوست | کم نہین رنج قضا سی منت دشمن ہمین

۲۱۴ ولہ ۱

موت کا ہیکو قیامت تک اب آئیگی ہمین | سخت جانی حضرت عیسی بنائیگی ہمین

۲۱۵ ولہ ۱۴

سب ستم ساری وہ سامان مصیبت یاد ہین | ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید | اور دیوانی ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین
تا کجا فکر اسیرے رحم اے صیاد کر | مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین
طامعان پر ہوس خیل مگس سے کم نہین | دونہ دو کچھ پاسبان خانہ قناد ہین
حکم ہی مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا | اوس ستم ایجاد کی کیا کیا نئی ایجاد ہین
ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان | مدتون سے مبتلای زحمت صیاد ہین
ایک سی رہتی نہین ہی گردش لیل و نہار | ساتھ ویرانی ہی اونکی جو یہان آباد ہین
آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین | ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہین
ایکجا بیتاب بے دلسے نہین ہمکو قرار | صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین
کونسا وہ گل ہے جسکے دید ہم کرتی نہین | عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین
کب یقین ہی تمکو بھی آغوش آئی ہوگی نیند | رات سی کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین
کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہو جیے | چند دنکو وارد دنیای بے بنیاد ہین
ہاتھ کھینچا جب جہانسے بی نیازی بڑہگی | کب کسیکے ہم بھلا منت کش امداد ہین

۲۱۷	خاکسارو نکو غرور طبع بیجا ہے نسیم اپنے منہ سے کب کہا ہمنے کہ ہم اوستاد ہین	۴

یہ لب جو سے ہوے کیونکر نہین ہین — کہ ہین گلبرگ لیکن تر نہین ہین
نصیب دشمنان ہان کچہ تو گذرے — کہ رخسارے ترے انور نہین ہین
مبارک ساد آزادی ہمین کیا — یہان مدت سے بال و پر نہین ہین
نپوچہو شمع سے تکلیف ہستی — کہ شب بھر مین ہزارون سر نہین ہین

۲۱۸	ولہ	۴

رہی دو چار دن کی سیر اب بستر اوٹھاتی ہین — عدم مین بہی بہلا جی کہین ہم او جاتے ہین
ہمارے بعد قاتل انتظار چند دم کرنا — کہ مشتاق قضا ہین اور بہی دو چار آتے ہین
ہمین لوٹا ہی کس ظالم کی دزدیدہ نگاہون نے — نہ سینہ مین جگر باقی نہ دل پہلو مین پاتے ہین
ابہی دیکھے نہین تمنے اثر جذب محبت کے — کرو انکار دیکہو کسطرح سے کہینچ لاتے ہین

۲۱۹	ولہ	۴

الفاظ و معانی کی کروٹ جو بدلتے ہین — پہلو مرے مطلب کے پہلو سے نکلتے ہین
شکل اور بدلتی ہی جب شکل بدلتے ہین — ہمصورت اشک اکثر پاؤن ہی چلتے ہین
کچہ زور نہین چلتا جب زور نہین چلتا — وہ دل کی طرح میرے قالب سے نکلتے ہین
فصل آئی ہی یہ کیسی کس جوش پہ ہی مستی — بو دیتے ہین گل میکی ہم عطر جو ملتے ہین

۲۲۰	ولہ	۸

کرشمے غمزے سب او فتنۂ عالم سمجہتے ہین — تری اس چشم دزدیدہ کو تیور ہم سمجہتے ہین
نظر مین بے ثباتی ہی یہان تک وارفتانیکی — صدا ہی خندۂ گل نالۂ ماتم سمجہتے ہین
ڈراتا ہی کسے واعظ عذاب روز محشر سے — قیامت اک خیال کاکل برہم سمجہتے ہین
سوال مخلصی سے ہمکو اے صیاد کیا حاصل — بہار گلشن ایجاد کوئی دم سمجہتے ہین

جگہ کیونکر نہ دین اپنے دل محروم راحت مین
انیس وقت تنہائی تجھے ای غم سمجھتے ہین

گمان نطق سے کشتو نہ چکم سر مہ پاشی ہے
دہان زخم چسپیدہ لب باہم سمجھتے ہین

دل صد چاک بھر آتا ہے بے تکلیف ہر دارو
سرشک دیدۂ خونبار ہم مرہم سمجھتے ہین

۲۲۱ — ۱۰

نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین
کوی اردو کو کیا سمجھیگا جیسا ہم سمجھتے ہین

کیون حوصلہ ستم کا مری جان رہا نہین
کیا تیری دل مین اب کوی ارمان رہا نہین

یہ رحم ہو نصیب عدو مین تو مر چکا
اب میرا حال قابل احسان رہا نہین

اوس بت کو دیکھ آئی اوسی سی کہتی ہین
کوئی جہان مین صاحب ایمان رہا نہین

حورین خوش آئین کب کہ بہلتا ذرا مزاج
کیا آپکا خیال مجھے وان رہا نہین

ڈرتا ہون بد مزاج کہون کسطرح کہ مین
دو روز گھر پر آپ کے مہمان رہا نہین

بس بس معاف حوصلے اپنے ٹھکانہ تو
ای چارہ گر مین قابل درمان رہا نہین

امید وصل مین ہی وہ خود رفتگی مجھے
تیرا بھی خوف ای شب ہجران رہا نہین

مدت ہوی فراغ تعلق ہے اے جنون
اب ہاتہ کیا بجیب و گریبان رہا نہین

کسکو فروغ حسن سے تیرے امان ملے
کیا میری طرح آینہ حیران رہا نہین

۲۲۲ — ۳

پیری مین التفات محبت ہو کیون نسیم
گذرا شباب عمر وہ سامان رہا نہین

ای بخیہ گر معاف یہ احسان کر نہین
چھپ جائین منہ دکھا کی وہ زخم جگر نہین

گو مژدۂ قبول دعا ہے مگر مجھے
احسان بخت بد سے امید اثر نہین

کیا کیا رہی نشیب و فراز نظر مگر
ثابت یہی ہوا کہ دہان و کمر نہین

۲۲۳ — ولہ — ۱

میرے مرنے کی خبر سنکر وہ کچھ شادان نہین
ہای اب کیا کیجیی یہ بھی اوسی ارمان نہین

اشک میری پاؤن وہ ہوئین خون دل ہل دی حنا — تم اگر آؤ تو حاضر کونسا سامان نہین
آہ میری نامرادی کسقدر منظور ہے — لطف بہی وہ اوسنی سوچا جسمین کچھ احسان نہین
التماس حال کرتا ہون مین رو رو کر تو کیا — ورد عبث ہر اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین
سرنگون مجکو کیا کیون ای ہجوم انفعال — یہ تو شرم گفتگو ہی شکوۂ جانان نہین
دیکہ ظالم کیا سکہایا جلد اشک گرم نے — تر ہوا لیکن کہین تیرے دامن مژگان نہین
اس ترشروئی سی لب احسان ہے رہنا خوب تہا — گو لیے بوسے مگر کچہ بہی مزا ایجان نہین
کسکی دزدیدہ نگاہین سینے مین کرتی ہین گہر — پہر یہ کیون کہتی ہو میری بلمین کچہ ارمان نہین
یہ تو مشکل ہی کہ مین ہون اور کبہی وہ بلکی غیر — آدمی ہون کچہ تمہارا خندۂ پنہان نہین

۲۲۴ — ہی جو اوس بیرحم کی مرضی تو برسو نسے نسیم / کش مکش سے جسم کو حاصل فراق جان نہین — ۳

اظہار مدعا مرے تقریر مین نہین — مضمون صاف ایک بہی تحریر مین نہین
تکلیف کشمکش سے خدارا معاف کر — حالت اب ای جنون مری زنجیر مین نہین
ظالم عزیز رکھتے ہین اکثر فروتنی — خم کس گہڑے عیان قد شمشیر مین نہین

۲۲۵ — ولہ — ۱

شوق شراب خواہش جام و سبو نہین — ہی سب حرام جبسی کہ پہلو مین تو نہین

۲۲۶ — ولہ — ۱۷

تمسے کیا تشبیہ دون فکر دوی یکسو نہین — ماہ نو ابرو نہین ہی ماہ کامل رو نہین
اسقدر مفلس ہوا ہون مین جو گوہر سمجہتا ل — مدتین گذرین کہ میری آنکہ مین آنسو نہین
آدمی کیا ہو گیا ہمزاد بہی تیرا مطیع — اری پری کس کس پہ تیرا سایۂ جادو نہین
ربط باہم کے مزے باہم ہین لیکن خوب ہین — یاد رکہنا جان جان گر ہین نہین لیکن تو نہین
آنکہ کی تل کی سیاہی مشک سے ہی کچہ زیاد — کسطرح اسکو کہین ہم نافۂ آہو نہین

یہ وہ سم ہے آتے آتے جو زباں تک جان لے
نوش کے قابل لعاب افعی گیسو نہیں

طوق ہو کر رہ گئی ہے ہاں کسیکی یہ نگاہ
حلقۂ نظارہ ہے یہ حلقۂ گیسو نہیں

بے ادب قاتل نہو تیغ نگہ بس ہی ہمیں
سینہ اپنا آشنائی زحمت زانو نہیں

نوجوانوں کے سبب سے یار دیرینہ چھٹے
مدتیں گذریں کہ دلکو صحبت پہلو نہیں

میں وہ وحشی ہوں کہ بعد از مرگ بھی میرا غبار
کونسے دن طوطیای دیدۂ آہو نہیں

حادثات دہر سے کس شے نے پایا ہی فراغ
جامۂ آبی خطوط موج سے اتو نہیں

ظاہر و باطن میں ہی رو راز لسے اتحاد
کوئی گل ایسا نہیں ہے جسمیں مطلق بو نہیں

کعبۂ صیاد سی کیسی سبکدوشی ہوے
سر نہیں گردن نہیں سینہ نہیں بازو نہیں

تیرہ بختوں کو سعادت کا اشارہ خال ہے
کچھ تو ہے یہ بھی سبب نقطہ تہ ابرو نہیں

ہر کدورت سی صفا ہی لباس عاجزے
یہ وہ جامہ ہے کہ جو محتاج شست شو نہیں

کیا کریں بے اختیاری سے نہیں کچھ اختیار
آپ پر قبضہ نہیں ہے موت پر قابو نہیں

۲۲۷ — ۵

کس گھڑی ہی ہمکو فرصت یاد حق سی ای نسیم
کونسا دم ہے جو لب پر اپنے ذکر ہو نہیں

جو کہ ممسک ہیں کسیکو دلمیں جا دیتے نہیں
زخم باطن تنگ باطنکی ہوا دیتے نہیں

ساتھ اپنا مدتوں کے آشنا دیتے نہیں
کیا کہا تمنے کہ نالے بھی صدا دیتے نہیں

یہ وہی لب ہیں جو تھی شکوہ نصیب دشمنان
آپکی بوسی بھی ہمکو اب مزا دیتے نہیں

واہ رے مطلب شناسی سنکی چپکے ہو رہے
عرض مطلب میں جواب مدعا دیتے نہیں

آپکے اشفاق اپنی عزتیں معلوم ہیں
ہمکو پہلو میں بٹھا کر کب اٹھا دیتے نہیں

ردیف واو

۲۲۸ — ۱۶

دوستی رکھتی ہیں کسدرجہ بہ ابر آنسو
ساتھ آتا ہے ہر آنسو کے مرا ابر آنسو

نوک مژگاں سے مشبک ہے دل نور نظر
پاتے ہیں بال سی بھی صدمۂ نشتر آنسو

قطرۂ خون تری خنجر پہ نہین او قاتل
دیکھ بھر لائی ہین یہ دیدۂ جوہر آنسو

صبحکو لوح جبین مشق رقم ہوتی ہے
شب کو دہو ڈالتے ہین حرف مقدر آنسو

الفلک گریۂ پنہان ہے یہ کسکی غم مین
دامن ابر سے چھٹتے ہین برابر آنسو

گریۂ یاد الٰہی نہ سمجھنا بیکار
ایکدن بخشین گے سیرابی کوثر آنسو

اشک سے ہمکو زیادہ نہ وفادار ملا
نکل آئے دم مردن تہ خنجر آنسو

سرد مہری بتان نے جو رولایا ہمدم
بنگئی جھکے مرے آنکھ مین پتھر آنسو

گریۂ گرم نے خنجر کو بنایا آتش
تھے مگر ہم اثر پارۂ اخگر آنسو

آبشار اشک کے کام آتے ہین عریانی مین
کہ اوڑھا دیتے ہین اکثر مجھے چادر آنسو

غم سے معشوق بھی خالی نہین شبنم ہے گواہ
رکھتا ہے دامن ہر برگ گل تر آنسو

بادۂ بے یار پیون شرط وفا سے ہے بعید
جانتا ہون قطرات مۂ احمر آنسو

شوق نظارۂ جانان مین فلک روتے ہین
دامن چرخ پہ ہین دانۂ اختر آنسو

وہ ڈہونڈہتی رہتی ہین کیا میری آنکھین اوسکو
ایک بھی ہوتا ہے دامن سے جو باہر آنسو

گریہ بیچشم بھی ہوتا ہے عجب کیا اسکا
کہ بہا کرتے ہین خم و شیشے بھی اکثر آنسو

۲۲۹ | یاد دندان مین یہ دن بھر جو روتی ہین تسنیم
گوشۂ چشم مین بجاتی ہین گہر آنسو | ۱

مرگ الفت نے یہ دی راحت کامل مجکو
آگئی نیند تہ خنجر قاتل مجکو

۲۳۰	ولہ	۹

کس سے مثال دون بدن لامثال کو
پوچھا کبھی خیال نہ میرے خیال کو

ظالم دل اسیر ابھی ہوگا خاک پر
جنبش اگر ہوئی تری کاکل کے بال کو

قاتل کے لطف سے ہی بہانک ہمین فراغ
دست دعا نہین جو اوٹھائین سوال کو

وحشی وہ ہون کہ جان کو ہے تن سے رمیدگی
مجسے بھلا مثال کہان ہے غزال کو

دنیا مین آبلے ہین نہ صحرا مین نوک خار
حیرت نہ کسطرح ہو تری پائمال کو

آنکے انتظار مین تیرے بسر کیا	انفاس وقت و روز و شب ماہ و سال کو
لاغر وہ تھا کہ چشم جہانسے نہان رہا	تھا صاحب کمال نہ پہونچا زوال کو
لذت سے چھٹ سکے نہ سنان خدنگ ناز	پہونچا نہ میرا زخم جگر اندمال کو

۲۳۱	ترسان عذاب قبر سے ہوتا ہی کیون نسیم حامی سمجھ تو اپنا محمد کی آل کو	۱۱

غور کرنا دوستو مجھ ناتوان کے حال کو	آئینہ محتاج ہے نظارۂ تمثال کو
دیکھنا تھا ہی کس بیچ دہ نشین کے حال کو	خاک کے پتلے مین آئی روح استقبال کو
سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہے	شمع نے جنبش نہین دی پای استقلال کو
بڑہتے بڑہتے اشک دامن تک گذر کرنے لگے	رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو
کاتب تقدیر کو کچھ اور ہی منظور تھا	لکھتے لکھتے رہگیا نقطہ بنا کر خال کو
تاج گوہر سر پہ پہنا آبلون نے خار نے	وقف صحرا کردیا ہمنے جنون کے مال کو
بے تکلف جلوۂ حسن صنم تھا اسقدر	مہر کو رخ مہ کو عارض برق سمجھا چال کو
لاغری نے کردیا ہمکو برنگ شور نے	اب بجز آواز صورت تک نہین تمثال کو
اب نہین حاجت جو ہون ممنون عیسی وقضا	جنبش لب یار کی کافی ہے دونو حال کو
روشن و تاریک مین یکسان مزا مجکو ملا	مصحف رو کا ترے نقطہ مین سمجھا خال کو

۲۳۲	مصطفی سے ہے تجھے چشم شفاعت اے نسیم بخشش دیگا ایزد برحق ترے افعال کو	۳

اور چندے صبر کر دل ہی فنا ہر کام کو	ایکدن ہوتی ہے گردش گردش ایام کو
بعد خواب مرگ بھی آنکھین ہین وقف انتظار	لطف بیداری مہیا ہے مرے آرام کو
کس کے پابوسی سے ہے اس سربلندی کا ظہور	ہمسر عرش معلے دیکھتے ہین بام کو

۲۳۳	ولہ	۴

دی ہی عجب تاثیر خدائی کچہ میرے افسانے کو | روکے اوٹہا وہ پاس میرے جو آیا سمجہانے کو
نعش تیری مقتول کی جب تجویز ہوی لیجانے کو | ابر ہوا آمادہ گریہ رعد اوٹہا چلانے کو
مستونکی بدمستی نے ویرانہ کیا میخانے کو | توڑا ہر ہر پہلو مینا چور کیا پیمانے کو
تا ز اجل اب کون اوٹہائی آج نہ آئی کل آئے | ابرو قاتل تیغ کشیدہ کافی ہی مرجانے کو

۲۳۴ — ولہ — ۷

ڈرتا ہون آپکی خفگی کا سبب نہو | فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہو
حیرت ضرور ہوگی مری سرگذشت پر | یہ حال وہ نہین جو کسی کو عجب نہو
اے دل ستمگرون سے محبت سے درگذر | وہ یار ڈہونڈلے جو اذیت طلب نہو
ہو کچہ کہا وہ پہر کبہی آئے نہ تا دہن | جو کچہ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب نہو
مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہے مجہے پسند | میرا وہ نام ہو جو کسیکا لقب نہو
ممکن نہین کہ ساتہ چہٹے رخکا زلف سے | ایسا ہبی کوی دن ہو کہ جسدنکی شب نہو

۲۳۵ — اچہی نہین ہے یار سے بیہودہ چہیڑ چہاڑ
کچہ خیر ہے نسیم بہت بے ادب نہو — ۱

ایجان کیون نہ عاشق مغرور بل مین ہو | اوس دلسے پوچہیے کہ جہان تو بغل مین ہو

۲۳۶ — ولہ — ۲

عجب سے کیا احبا دیکہتے ہو | او نہین دیکہو مجہے کیا دیکہتے ہو
غضب بہی ہی یہ ہوتا قتل ہے کون | یہ کسکا تم تماشا دیکہتے ہو

۲۳۷ — ولہ — ۹

مزہ مطلع کا دی فکر دو پہلو ہو تو ایسی ہو | رہین جسمین برابر بیت ابرو ہو تو ایسی ہو
نظر آئی گہٹا کیفیت مو ہو تو ایسی ہو | جگر ہو جای پانی موج گیسو ہو تو ایسی ہو
مرے ایذا کے بخشنے دلکو ہر کروٹ بدلتی ہین | کہٹک نشتر کی ہو تکلیف پہلو ہو تو ایسی ہو

کیا موباف کی بیچ و پیچ نے قیدی ہار چوٹی کو — بجا ہے گر کہون زنجیر گیسو ہو تو ایسی ہو

فروغ حسن نے بخشے جو شعلے کانکی لو مین — کہا شاعر نے شمع شام گیسو ہو تو ایسی ہو

صفائی سی ہے انکی جب پڑا عکس انکی چہرے کا — پکاری وہ کہ دیکھا تصویر زانو ہو تو ایسی ہو

دم فریاد بیہوش ہے رہے ہمکو قیامت مین — نہ پہچانا اوسی تاثیر جادو ہو تو ایسی ہو

زبان ذبح نکلے روح لفظ مرحبا کہکر — مرے قاتل توان سست بازو ہو تو ایسی ہو

نکلتے ہین برابر اشک میری دونو آنکھون سے — متاع درد تلنے کی ترازو ہو تو ایسی ہو

۲۲۹	ردیف ہای ہوز	۲۰

کسکو غرض رہی ہے جو اسیر بلا کے ساتھ — بیکس وہ ہون اثر بھی نہین ہے دعا کے ساتھ

مین دور غیر پاس نگہ بے نیاز ہون — اوبت نگاہ کر کہ نہین کچھ خدا کے ساتھ

کیا بات ہی لطافت جسمی ہو نصیب — پستا نہین ہے رنگ حنا کا حنا کے ساتھ

ممکن نہین نصیب ہو بے رحم کو رفیق — دیکھیے نہ ایک روح بھی ہمنے قضا کے ساتھ

لیجائیے اسی بھی سبکدوش ہون کہین — رکھیے مری امید بھی اپنے حیا کے ساتھ

باتین سنی عتاب اوٹھائی غضب سہے — کس کس طرح ذلیل ہوے دلکو لا کے ساتھ

جب لیچلے اوٹھا کے جنازے کو اقربا — محرومیان مری ہوئین آنسو بہا کے ساتھ

وہ خاک ہون زمین نے نہ جسکو کیا پسند — ٹھیرا نہ ایکدم کہ اڑا مین ہوا کے ساتھ

کہتے ہتے وقت نزع بھی وہ بار بار — ای جسم دیکھ جاتی ہین تنہا ہم آکے ساتھ

یہ بے سبب نہین کہ جو مٹتے ہین سیکڑون — شاید کچھ اور بھی ہے تری نقش پا کے ساتھ

واعظ لحاظ بادہ پرستی ضرور ہے — تو بھی شریک بزم ہو ساغر اٹھا کے ساتھ

حرفونکے بوسے لفظ کا منہ چومتا ہون مین — الفت ہے مجکو سلسلۂ مدعا کے ساتھ

رکتا ہے بال بال ہین قدرت خدا کی ہے — شانہ بھی ناز کرتا ہے زلف دوتا کے ساتھ

دامن مین اشک دل ہین ندامت لبون پر آہ — کیا کیا دیا نہ آپنے ایجان لا کے ساتھ

فریاد کی یہ جسم نے وقتِ فراقِ روح
افسوس آشنا رہے نا آشنا کے ساتھ

روشن ہین جو وہ نجو مرے سینے مین استخوان
اس شمع کو نہین ہے تعلق ہوا کے ساتھ

گر دل دیا ہتو ٹکو تو کیا اس سے فائدہ
الفت بشر کو چاہیے اپنی خدا کے ساتھ

گھبرا گئے تم ایک ہی عرض بیان مین آج
سو حسرتین ہین اور مری التجا کے ساتھ

ہنس ہنس کے حکم قتل سناتا ہی دلربا
کچھ لطف بھی شریک ہی طرزِ جفا کے ساتھ

۲۳۹	کیا التماس حال کرون آپ سے نسیم پھر سابقہ ہوا ہے اوسی بیوفا کے ساتھ	۲

ہستی چھپی ہوئی ہی عدم کی خبر کے ساتھ
پوشیدہ ہی نشان دہن بھی کمر کے ساتھ

صیاد کے عذاب نے بے فکر کر دیا
امید مخلصی بھی گئے بال و پر کے ساتھ

۲۴۰	ولہ	۱۴

ہوا اہلِ کرم کیا مین کہون تم سے زیادہ
وہ می ہو مجھے بذل جو ہو خم سے زیادہ

مرنے کو مرے عیش سے بہتر ہو سمجھتے
ماتم کی تمنا ہے ترنم سے زیادہ

اشکونکی جو بارش سے نکلتی ہین صدائین
غل ہوتا ہی دریا کے طلاطم سے زیادہ

کیا سوچتے ہو آؤ گلے سے مرے ملجاؤ
گھبراتا ہی انسان توہم سے زیادہ

وہ رات کی مہمان نگران ہین یہ شب و روز
آنکھین مرے وا رہتی ہین انجم سے زیادہ

تکلیف سخن او سمین چلاتا ہی یہ بے رنج
ہی آپکا اعجاز نظر قم سے زیادہ

رکتے نہین برسونسے مری جوشش گریہ
ہی قصد کہ بڑھ جائیے قلزم سے زیادہ

شاکر رہے تقدیر پر انسان تو بہتر
ملتا نہین کچھ رنج و تالم سے زیادہ

یہ زیر قدم آپکے رہتا ہی شب و روز
عزت مری بستر کی ہی قاقم سے زیادہ

افزائش بیجا سے بہا اُم بھی نہین خوش
رکھتی نہین وہ نغل جو ہو سم سے زیادہ

فیض لبِ جان بخش سے جیتے ہین بہت لم
مر جاتے ہین شمشیر تبسم سے زیادہ

روتے ہین وہ منہ پہیر کے کیونکر کہون بیدرد
دکہتا ہی جو دل میرے تظلم سے زیادہ

کہتے ہین جو کہنا ہو وہ دو بات نہین کہیے
گھبراتا ہو نہین طول تکلم سے زیادہ

لاریب نسیم آج ہو بے مثل جہان مین
اس فن مین نہین اور کوئی تمسے زیادہ

۲۴۱ | ردیف یای تحتانی | ۴

راحت سے جو تکلیف کے تاثیر بدل جاے
غالب ہو جگر مین خلش تیر بدل جاے

چاٹے جو لہو ظلمت تقدیر بدل جاے
سرخی سے سواد جگر تیر بدل جاے

ایجان کوئی مصر کوئی ہو مہ کامل
وہ عارض نہین صورت تنویر بدل جاے

گر مجکو رولا یا تو ہنسا دیجی کوئی دم
اب اور طرح پہلوے تقریر بدل جاے

۲۴۲ | وله | ۷

بیتابی فراق سے عالم بدل نجاے
نالہ فراز عرش سے آگے نکل نجاے

وہ مجہ سے بن گئے خبر مرگ غیر سن
بے اختیار نالہ دہن سے نکل نجاے

روتے ہین ضد یار سے ناصح کی ہم
جو طفل اشک آنکہ سے ٹپکے مچل نجاے

وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے
ٹہنڈی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجاے

ابرو چڑھی رہی صف مژگان پہری رہے
خم تیغ کا مٹا و نہ خنجر سے بل نجاے

شام فراق ہے وہ اندہیری کہ خوف ہے
پیغام بر جناب قضا کا دہل نجاے

۲۴۳ | کس آب و تاب پر رخ شفاف ہی نسیم / پا ہی نظر ہزار جگہ کیون پہسل نجاے | ۱۰

کیا دلمین ارادہ ہی جو باندہے کمر آئے
بیطور مجھے طور تمہارے نظر آئے

کب مرگ سے فرصت جو یہان نامہ بر آئے
کچہ اور خبر جائینگے جبتک خبر آئے

نکلے نہ سلامت تری کوچے سے کبہی ہم
کچہ لے ہی گئے سر پہ بلا جب ادہر آئے

کیا غم ہے اگر جان گئے خیر بلا سے
ہم خوش ہین کہ خالی نہ پہری کچہ تو کر آئے

تم زلف کو کھولو کہ سحر ہونے نہ پاے — جبتک کہ شب وصل کی شام دگر آئے

اغیار تمہین بادۂ گلرنگ پلائین — آنکھو نمین لہو کیون نہ ہمارے اوتر آئے

قاتل نہ رہے حاجت تکلیف دوبارہ — سر پر جو پڑے ہاتہ کمر تک اوتر آئے

کی سیر جو اس زندگی چند نفس مین — دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے

ہر ایک پہ قاتل کے عنایت تہی برابر — دنیا سے مری ساتہ بہت ہم سفر آئے

۲۴۴	خاموش نسیم اب سخن ہرزہ کہان تک بکتے ہی چلے جاتے ہو بس تم جدہر آئے	۹

جواب دیکھیے کب لیکے نامہ بر آئے — دہڑک رہا ہے مرا دل کہ کیا خبر آئے

دیا قضا نے ہمین مژدۂ فراغ حیات — کہ آج تا بدہن پارۂ جگر آئے

شب فراق تہی نالان شب اجل خاموش — کہین بہی جی نہ لگا آہ ہم جدہر آئے

نشان بے ادبی ہین یہ کسکے بوسو نکے — کہ دونون صفحۂ رخسار پر اوبہر آئے

ہوا ای سیر چمن سے قفس نصیب ہوا — کمال جبکہ درستی پہ بال و پر آئے

تمہارا عقدۂ کاکل کسی سے کیا سلجہے — کہ پیچ کہا کے جہان حلقۂ نظر آئے

دعا قریب اثر تہے تمہارے کہنے سے — فراز عرش سے نالے مرے اوتر آئے

وہان مجھے لیے جاتا ہے او دل بیتاب — کہ جس گلی سے ہزارون برہنہ سر آئے

۲۴۵	نسیم لطف سخن آپ پر تمام ہوا کہے وہ شعر کہ شہرت جہان مین کر آئے	۹

لو دلکی رہی دل ہی مین حسرت نہ بر آئے — ساغر نہ بہرا تہا کہ اجل کے خبر آئے

بے پردگی اب اونکی مبارک ہو عدو کو — نظارے سے اپنے تو اجل پیشتر آئے

اب عیش کا اور غم کا برابر ہوا رتبہ — وان جام لبالب ہے یہان چشم بہر آئے

کیا چیز ہے نظارۂ حسن رخ جانان — جسدم سے گئی پہر کبہی نہ ہم تک نظر آئے

کچھ خبر نہین چرخ و زمین کی نظر آتے | پھر جوشش زاری پہ مرے چشم تر آئے
تیغ نظر یار سے مقتول ہے عالم | معلوم نہ کچھ کہ کدھر تھی کدھر آئے
بلبل کے تو قسمت مین ہی ام قفس ہے | کیا فائدہ ہر باد بہارے اگر آئے
کیا پوچھتے ہو ہم ای بسر ہوتی ہے کیونکر | نالون سے کٹی رات تو غم کی سحر آئے

٢٤٦	ہر شعر نسیم جگر افگار ہے خورشید عالم مین مرے فکر رسا نام کر آئے	١٠

آیا ہے خیال بیوفائے | کیونکر وہی گفتگو پھر آئے
اوبت نہ سنے گا کوے میرے | کیا تیری ہی ہو گئی خدائے
رو کو رو کو زبان رو کو | دینے نہ لگو کہین دوہائے
صحرا مین ہوے گہر فشانے | کام آئی مری برہنہ پائے
جا ہا لیکن نہ بچ سکے ہم | آخر تیغ نگاہ کھائے
توڑا کانٹون نے آبلون کو | برباد ہوی مرے کمائے
بوسہ ہم آج مانگتے ہین | کرتے ہین قسمت آزمائے
توبہ شکنی شباب مین کر | کب تک ایجان پارسائے
کاٹا دن تو تڑپ تڑپ کر | آفت کی رات سر پہ آئے

٢٤٧	رخصت ہے نسیم جلد دیکھو کر لو گر ہو سکے بھلائے	٧

اب وہ گلی جاے خطر ہو گئے | حال سے لوگون کو خبر ہو گئے
وصل کی شب کیا کہون کیونکر کٹے | بات نہ کی تھے کہ سحر ہو گئے
دیکھین گے اسے ضبط یہ دعوی ترے | رات جدائی کے اگر ہو گئے
حضرت ناصح نے کہے بات جو | ہم اثر درد جگر ہو گئے

ہین نہو اغیر ہوے مستفیض — تیری نظر تھی وہ جدہر ہوگئے
یاد کسی کے مجہے پہر اندنون — جوشش زن دیدۂ تر ہوگئے
کس کے ہم آغوش کا تہا عزم جو — زلف ترے طوق کمر ہوگئے

۲۴۸	وله	۴

ہمنفس پہر آہ وزاری ہوگئے — پہر وہی حالت ہماری ہوگئے
بے سبب ہر بات مین آزردگی — کیا بُری عادت تمہاری ہوگئے
ہمنفس سب کچھ سمجہتے ہین مگر — کیا کرین سب بے اختیاری ہوگئے
آ اگر آنا ہے او وعدہ خلاف — اب تو آخر رات ساری ہوگئے

۲۴۹	وله	۶

الطاف جو وہ آپکے پائے نہین جاتے — تکلیف تو کیا ناز اوٹہائے نہین جاتے
اللہ رے بیدردو سر دفن عاشق — دو اشک بہی آنکہونسے بہائے نہین جاتے
جو ہمپہ گذرنی ہے کہین جلد گذر جاے — ہر روز کے صدمے تو اوٹہائے نہین جاتے
دشنام تمہاری لب شیرین سے ہی تسکین کیا — وہ تلخ نوالے ہین جو کہائے نہین جاتے
می پینے نہین یہ بخل ذرا سوچ تو ساقی — پانی کے بہی دو گہونٹ پلائے نہین جاتے
کوئی نہ پہرا قافلۂ ملک عدم سے — کیا پانون گڑے ہین کہ اوٹہائے نہین جاتے

۲۵۰	وله	۳

ایجان لڑکپن کی تری مت نہین جاتی — ہان سچ ہے کہ بگڑی ہوی عادت نہین جاتی
نشتر ہوے بیکار تہکے بازوی فصاد — اسپر بہی کسیدم مری وحشت نہین جاتی
سر کاٹ لیا اب بہی تری نذر کو قاتل — مردونکی پس مرگ بہی ہمت نہین جاتی

۲۵۱	وله	۱۵

کب آگئی مرے پاس وہ برہم نہین ہوتے — کس عید مین سامان محرم نہین ہوتے

دیوانونکو دنیا مین کبھی غم نہین ہوتے
عیدین ہین یہان روز محرم نہین ہوتے

تصویر کو کیا خوف ہی شانیکی خلش سے
وہ طرۂ گیسو ہین جو برہم نہین ہوتے

کس خشک طبیعت کو میسر ہوئی نرمی
سر شیشونکی ظاہر ہی کبھی خم نہین ہوتے

یہ سچ ہے کہ ہو جبہ بدلتی نہین خلقت
مُردے جو ہین وہ نالۂ ماتم نہین ہوتے

کیا جانیے آتے ہین کہانسے مری شکوے
کم ہوتے ہین ہرچند مگر کم نہین ہوتے

راحت مین بھی موجود ہی تکلیف جدائی
لب دونو دم قہقہہ باہم نہین ہوتے

آنسو مری آنکھونمین ٹھہرتے نہین دم بھر
یہ خرمن اندوہ فراہم نہین ہوتے

آویزۂ گل آتے ہین خالق کیطرف سے
کم موتیونسے دانۂ شبنم نہین ہوتے

زلفونکی ترے چوسنے والے نہ مرین کیون
جو افعی ظالم ہین وہ بےسم نہین ہوتے

بیفائدہ ہے فکر مرے چارہ گرونکو
سب زخم جگر قابل مرہم نہین ہوتے

فرق ازلی فکر سے یکرنگ ہو کیونکر
حیوان کبھی ہمصورت آدم نہین ہوتے

دلجانبی کہ ہمجنس ہے اس بانکی ترکو
محرم ہی ترے ہاتھ جو محرم نہین ہوتے

کیا مردہ پسندی ہے طبیعت مین خدایا
جلاد کی تیغونمین کبھی دم نہین ہوتے

۲۵۲	کسو وقت نسیم جگر افگار کے افکار برہم صفت گیسو برہم نہین ہوتے	۵

ہم تاب سوال لب سائل نہین رکھتے
اسواسطے پہلو مین کبھی دل نہین رکھتے

دامن نچھوڑا یون خفگی سے کہ بجز مرگ
ہم اور تمنا کوئی قاتل نہین رکھتے

انکار یہی ہے کہ جفائین نہ اوٹھین گے
دل رکھتے ہین پر آپکی قابل نہین رکھتے

رونے پہ اگر آئین تو عالم کو ڈبو دین
دریا مین بھی ہم دامن ساحل نہین رکھتے

۲۵۳	کیون ناز اوٹھائینگے نسیم اہل دول کے حاجت نہین رکھتے کوئی مشکل نہین رکھتے	۱۰

ملنے کے نہین نشان ہمارے | کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے
احسان سے نہین بدی بہی خالی | دشمن ہین مہربان ہمارے
پچتاوگے جان لیکے دیکھو | ناحق ہین یہ امتحان ہمارے
بیمثل ہین لذتِ سخن مین | سب اوٹھ گئے ہمزبان ہمارے
آزادوکے جستجو عبث ہے | پاوگے پتے کہان ہمارے
اوڑتی ہے خاک اون مین سے | پڑتے ہین قدم جہان ہمارے
ناقہ لاتے ہین اسطرف روز | محسن ہین ساربان ہمارے
ہمسے بہی کچہہ کہو عزیزو | کیا ذکر تہے شب وہان ہمارے
ظاہر ہے جو گذر رہے ہے | کچہہ حال نہین نہان ہمارے

۲۵۴	لائینگے نسیم رنگ کیا کیا یہ دیدۂ خونفشان ہمارے	۴

ابتک تو نہ بگڑے تہے گرفتار تمہارے | کچہہ سوچکے آئے ہین گنہگار تمہارے
کیا عرض کرون و غمزۂ بیادبی ہی | کچہہ کہتے ہین یہ دیدۂ بیدار تمہارے
شایان جفا قابل تکلیف ہمین ہین | کیا اور نہین یار وفادار تمہارے

۲۵۵	کہلجائیگا حال دل بیتاب اونہین بہی جاتے ہین نسیم آج کچہہ اشعار تمہارے	۸

لڑکپن ہین یہ ضد ہی جانی تمہاری | ابہی دیکہنی ہے جوانی تمہاری
کہا مینے ٹہیر و تو بولے یہ ہنسکر | کبہی پہر سنین گے کہانی تمہاری
نثار اونکے جائین جو سچ جانی اسکو | فسانہ ہمارا زبانے تمہاری
بڑی خدمتین کین اب آزاد کردو | بہت دیکہ لے مہربانی تمہاری
چہپاؤن نہ کس طرح سے جان بدنین | مرِجان یہ ہی نشانے تمہاری

بہت صاف ہین گالیان واہ وا ہر — سنی بار با خوش بیا سنے تمہاری
مقرر بلا آنے والی ہے کوئی — نہین بے سبب مہربانے تمہاری

۲۵۶ — تسنیم اب تو گھبرا گیا دل ہمارا
سُنے کوان بہرون کہانی تمہاری — ۹

شکایت کی عوض ہم شکر کرتی ہین صنم تیرے — مزا دینی لگی کچہ سہتے سہتے اب ستم تیرے
تنہو جواب مجہی تو میری ہید و نکی ہے صورت ہی — کہ ہین بہی اور نہین ہے جسطرح پر لطف کم تیرے
جدہر تو بی کیا رخ زیر پا میرا تصور تہا — نہ باور ہو تو دیکہ آنکہونمین ہین نقش قدم تیرے
لب جان بخش جانان کب اجازت دینگی مرنکی — قیامت تک نہ دیکہینگی قدم خواب عدم تیرے
نہین کہتا کوی سرمایۂ اعمال پاس اپنے — بہروسے کے لیے عاشق کی کافی ہین کرم تیرے
تمنا غیر کے کرنا خلاف رسم الفت ہے — یہ احسان اجل کیون لون نہین ہین کیا ستم تیرے
ذرا دیکہین تو کیونکر دم نکلجاتا ہی صدمون سے — فراق دلربا آج امتحان کرتی ہین ہم تیرے
مجہے بہولی نہین پاس محبت اسکو کہتی ہین — شب وصلت ہین ہین وہ رہی جانان کرم تیرے

۲۵۷ — ہجوم بیخودی مین ای تسنیم اب یا بس معنی کیا — اجازت دی ہے اچہا لکہین جو کچہ قلم تیرے — ۴

پہلو کو چیر کاش مرا دل نکل پڑے — ایچارہ گر بلا سے مجہے یو نہین کل پڑے
ابرو مین خم جبین مین چین زلف مین شکن — آیا جو میرا نام تو کس کس مین بل پڑے
اوٹہ جای پای صبر جو دیکہی وہ روی صاف — زاہد کبہی سنبہل نہ سکے تو پہسل پڑے
ہو ایک طفل اشک تو کچہ زور چل سکی — روکین کسی کسی کہ ہزارون مچل پڑے

۲۵۸ — وله — ۱۰

بر ہم ہین وہ غیر بے حیا سے — مانگین کچہ اور ہجے خدا سے
اچہا اچہا عدو سے ملیے — جاؤ جاؤ اجی بلا سے
کیا حال کہین دل و جگر کا — ٹکڑے ٹکڑے ہی جا بجا سے

ٹوٹے کانٹے تو زخم روئے
آنسو ٹپکے خراش پا سے

راحت طلبی سمجھ کے اے دل
ایسے بیدرد بیوفا سے

مطلوب وہی کہ جس کے فریاد
نکلے گا کام کیا دعا سے

رو لین آؤ گلے لپٹ کر
فرصت پھر ہو نہو قضا سے

ہم تک بھی کوئے شمیم گیسو
اتنا کہدیجیو صبا سے

گذرے کیا جس سے جان دیدے
پوچھو تو اپنے مبتلا سے

٢٥٩	دیکھا سبکو نسیم دیکھا خاموشی بیان مدعا سے	٢٢

خالی نہین فلک بھی جنونکے عذاب سے
پہنے ہی طوق دائرۂ آفتاب سے

چھائین شراب نور کی آنکھو مین مستیان
پیتے ہین بادہ ہم قدح آفتاب سے

اے چرخ تیرہ آہ ہوا رخصت آشنا
سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے

رہتے نہین کسیکی ہمیشہ بہ ہنگی
پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے

دیکھو شب فراق نے کسکا لہو پیا
آتی ہے بوی خون قدح آفتاب سے

محو جمال ہون تپ دیرینہ ہی مجھے
مانگو دوا کے واسطے قرص آفتاب سے

ہر وقت حسن دختر رز کی ہے ٹکٹکی
آنکھین لڑی ہوی ہین مری آفتاب سے

نظارہ ہای حسن سے سینہ ہی داغدار
حاصل ہے آفتاب مجھے آفتاب سے

ابرو کتاب حسن مین پائی جو انتخاب
یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے

احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان وہ ہون
شرمائیگی نہ لاش کفن کے حجاب سے

نادیدہ دید بھی تیری آفت سی کم نہین
بے پردگی ہوی مجھے طرز حجاب سے

ساقی نگاہ مست تری کام کر گئے
ٹپکی شراب شوق جگر کے کباب سے

آداب حسن مین مجھے لبستگی رہی
نکلے نہ بات بھی دم پرسش حجاب سے

فریاد رستخیز جگا ئیگی کیا ہمین
خوابیدگان عشق نہ چونکینگے خواب سے

سینہ کیا شگاف رولا یا و نہین ہے خوب
دہوئین کدورتین جگر آب آب سے

قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے
اٹکی گلیمین گھونٹ نہ خنجر کے آب سے

زاہد کی کچھ پسند نہین برگزیدگے
باہر ہے عشق کے ورق انتخاب سے

تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی
مستی کو کھینچ لینگے حباب شراب سے

یہ لطف پھر کہان جو نہین بے نیاز زبان
طفلی کو میرے ننگ ہے شیب و شباب سے

کیا کیا زبان تیغ نے بخشین حلاوتین
لبریز ہین دہان جراحت لعاب سے

میراہی دوست خود سبب دشمنی ہوا
آئین خرابیان دل خانہ خراب سے

۴۹۰	ہان اہی نسیم اپنے شفاعت کیواسطے حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے	۱۹

کیا سبب کیون چپ ہین زخمونکی دہن تصویر سے
ہوگئی رنجیدگی شاید زبان تیر سے

حل مشکل کیجیے آہ رسا کے تیر سے
چھوٹ جائی مرغ زرین دام چرخ پیر سے

کھینچتا ہی نقشۂ گلزار مانے کیا عجب
بلبل تصویر نکلی بیضۂ تصویر سے

بخت خفتہ سے جگایا تیرے دیوانی کا پانون
جوشش غفلت ہی پیدا دیدۂ زنجیر سے

محنت دیوانگی سے کچھ نہ کچھ پیدا کیا
نخل کی جا شور نکلا دانۂ زنجیر سے

خندۂ دزدیدہ ہی زخمونمین قاتل کس لیے
دیکھ کیا پانی چرایا ہی تری شمشیر سے

کم نہین ہوتا کسی صورت سے زخمونکا سکوت
کوئی افسون دم کیا قاتل دم شمشیر سے

بعد مردن بھی وہی رکھتی ہے باہم اتحاد
تیری دیوانی کی مٹی دانۂ زنجیر سے

چشم وحشت خیز سی دیکھین بیابانکی بہار
مانگ لین آنکھین ہرن کچھ دن اگر زنجیر سے

عصمت دیوانگی مین ننگ آزادی ہی گھر
شرم ہو کیونکر نہ ہمکو خانۂ زنجیر سے

جوشش پر یکسان رہی ہی زاری دیوانگی
مدتون آنسو بھی ہین دیدۂ زنجیر سے

چپ ہین شاید مر گئے مسکن گزینان جنون — جو نہین آتے صدا بھی خانۂ زنجیر سے
دُرد نوشی کی عوض ہے درد نوشی ساقیا — گھونٹ پیتی ہین لہو کے ساغر تقدیر سے
کیا اثر تھا جب کھنچا نقشہ تری مقتول کا — رنگ کے جا خون ٹپکا خانۂ تصویر سے
مغفرت صدقے رہی مدفن پہ میری مدتون — منہ چھپا یارو کے ایسا دامن تقصیر سے
کس ہوا خواہ اجل کے یہ نظر ایسے لگے — زخم کو آ چھو ہوا آب دم شمشیر سے
کہنہ مشقی ہر ستم مین کیون نہ وہ حاصل کرین — تھے جو نہین انھین تعلیم چرخ پیر سے
قدر رکھتا ہی نہایت گریۂ بیچارگے — زخم کے چھپتے ہین آنسو دامن شمشیر سے

۲۶۱	کیا کہین ہم داستان دشت وحشت اے نسیم پوچھ لو تم خود زبان خار دامنگیر سے	۷

اے ہم نفس شب وصل کی گذریگی خاک آرام سے — مرغ سحر مصروف ہے مشق فغان مین شام سے
ہین عاشق خستہ جگر کھاتی ہین غم آٹھون پہر — ہے جای بادہ چشم تر ساقی غرض کیا جام سے
افسوس کروٹ تک نہ لی خوابیدگان مرگ نی — قصہ مٹا گزریست کا کیا سو رہے آرام سے
صیاد آزردہ نہو کر جرم بیتاب معاف — دیکھی نہ تھی شکل قفس واقف نہ تھی ہم دام سے
اے نامہ بر خط کیا لکھین دیکھا ہے اکدم بھر اوسے — واقف نہین وہ دلربا اب تک ہماری نام سے
آیا نہین ہے وہ ابھی چھائی اوداسی رات مین — آغاز ہی آغاز ہے صبح مصیبت شام سے

۲۶۲	بس اے نسیم خستہ جان یہ مشق نالہ تا کجا سونے نہین دیتی ہمین گذری تمہاری کام سے	۵

بزم بن جاتی ہے مقتل تری مہجور سے — بوی خون آتی ہے ساقی مئی انگور سے
زردیے شعلہ شگون ہے خلش دشمن کا — صبح ہو جاتی ہے شب شمع کی بی نور سے
رحمتین لیتے ہین بوسے طپشون کے کیا کیا — زخم منہ ملتے ہین جب مرہم کافور سے
شرم دشمن مجھے اچھا نہین ہونے دیتے — اشک ہوتی ہین روان دیدۂ ناسور سے

شوق کہتا ہی کہ چل ضبط یہ کہتا ہی نہین ۔۔۔ بڑھ کے ہٹتا ہی قدم طاعت مجبور ایسے

۲۶۳	وله	۱۲

ہوتا ہی حسینون کے مقابل کئی دلسے ۔۔۔ کچھ اور سوا ہوتا ہی مراد دل کئی دلسے
سینہ ہی تہ زانو قاتل کئی دلسے ۔۔۔ آسان نہین ہوتی مری مشکل کئی دلسے
آجاتا ہی غش ہر کشش آہ حزین مین ۔۔۔ کہتا ہی جو ہٹیس آبلۂ دل کئی دلسے
صیاد کی آمد سی ہی گلشن مین اوداسے ۔۔۔ سنتے نہین فریاد عنادل کئی دلسے
رک جاتی ہین نالے لب خاموش پہ آکے ۔۔۔ کہلتے نہین منقار عنادل کئی دلسے
دامن سے مری نور کے ریزش ہی زمین پر ۔۔۔ آغوش مین ہی وہ مہ کامل کئی دلسے
خنجر کو مرے قتل نے بخشے ہین ندامت ۔۔۔ منہ پر ہی لیی دامن قاتل کئی دلسے
جائینگے کسی عاشق جانباز کے سر پر ۔۔۔ شمشیر ہی گردن مین حمائل کئی دلسے
اشکون نے کمی کی تو بڑھے اور ندامت ۔۔۔ دامن ہی بشکل کف سائل کئی دلسے
وا عقدۂ زنجیر کیے زور جنون نے ۔۔۔ صد چاک ہین پیوند سلاسل کئی دلسے
مرنے بہی نہ دیگی مجھے محرومی تقدیر ۔۔۔ کچھ آنکہ چرا تا ہی وہ قاتل کئی دلسے

۲۶۴	ہر ایک گل تر کے تمنا جو نسیم آہ بہ صورت غنچہ ہے مراد دل کئی دلسے	۱۰

ہین ہر سر مژگان سے چکان اشک تر ایسے ۔۔۔ جان دیتا ہون قیمت مین اگر ہون گہر ایسے
اوڑکر بہی ادہ نہین پا نہ سکے طائر ادراک ۔۔۔ پنہان ہین تہ اکت سے دہان و کمر ایسے
بیفائدہ خوف قفس کہنہ سے ہے صیاد ۔۔۔ طاقت ہی نہ بازو مین نہ ہم تیز پر ایسے
پیغام قضا ہین یہ بلاخیز نگاہین ۔۔۔ وقفہ کہین دیتے ہین خدنگ نظر ایسے
تعلیم تبسم ہی ہر ایک غنچہ گل کو ۔۔۔ پیہم ہین مرے خندۂ زخم جگر ایسے
کروٹ بہی نہ لی راحت آغوش لحد مین ۔۔۔ بند آنکہ کے ہوتے ہی ہوی بیخبر ایسے

ہم بوسۂ خنجر لب ہر زخم سے لینگے
دل مین ہین بھری شوق اجل کے اثر ایسے

طے کیجیے گام حوصلہ ہاے عدم وحشر
باقی ہین ابھی اور بھی اے دل سفر ایسے

بچپن ہی سے اشکونکو ٹپک جانیکی خو ہی
طفلی ہی سے بگڑی مری نور نظر ایسے

۲۶۵ جمشید نہ دارا نہ سکندر نہ فریدون
دنیا سے نسیم اوٹھ گئے دیکھو بشر ایسے ۱۴

باہم بلند و پست ہین کیف شراب کے
آنکھون مین ہین طلوع و غروب آفتاب کے

پیتے ہین سرخ و زرد پیالے شراب کے
کیا کیا ہین اوج و پست ہین رنگ آفتاب کے

ہر سو لنے ڈھونڈتا ہی مضامین شراب کے
گردون اولٹ رہا ہی ورق آفتاب کے

ساقی اونڈیل جام صبوحی سبو کے خیر
مشتاق کب سے ہین لب شب آفتاب کے

اوٹھے وہ دود دل کہ فلک ہو گیا سیاہ
گل ہو گئے چراغ مہ و آفتاب کے

لکھون جو اونکے چہرۂ روشن کا وصف مین
پیدا کرون زبان و دہن آفتاب کے

دھو دے شراب سی مری انگور زخم کو
تا جلوے بخشین زخم کہن آفتاب کے

کھو دیگا دود آہ فلک کی برہنگی
ڈالے گی شام منہ پہ نقاب آفتاب کے

خالی کہان فلک ستم روزگار سے
رکھتا ہی دل پہ داغ مہ و آفتاب کے

جانے تو دو فلک پہ مری نالہ جو بن
پرزے اوڑائینگے ورق آفتاب کے

اے چرخ پیر دیکھ لین اٹکھیلیان تیرے
یاد آ گئی ہمین بھی زمانے شباب کے

پائی ہے مینے زخم سے تعلیم خامشی
گویا لب سکوت دہن ہین جواب کے

محو دم آرزو ہین صداے شکست مین
رہ رہ گئے اوبھر کے پھپھولے حباب کے

۲۶۶ کس اعتبار مین نفس چند اے نسیم
شب بھر کیواسطے یہ تماشے ہین خواب کے ۱۳

زاہد نے خاک لطف اوٹھائی شباب کے
دو گھونٹ بھی گلی سے نہ اوتری شراب کے

طوفان گریہ میرا ہیا اشک ہوا بلند | سب حرف دہو دیے ورق آفتاب کے
کی می کشتی ہی بحر مین کس بحر حسن نے | دریا مین سرنگون ہین کٹورے حباب کے
دیکھو تو پاس عزت جلا دپردہ پوش | زخمونکے منہ مین قفل دیے ہین حجاب کے
ایسے جفا شعار سے اظہار آرزو | دیکھو تو حوصلے دل خانہ خراب کے
صحن زمین وبام فلک دونو غرق ہین | دریا ہین جوش پر مری چشم پر آب کے
اہل جفا کا رشتہ امید قطع ہے | قایم ہے خیمہ فلکی بے طناب کے
بس ہو چکی امید وفا آپ سے ہین | بدلے ہوے ہین ڈھنگ ابہی سے جناب کے
جس جا نظر پڑے مدا ابرو کی تہی کشید | دیکھی گئے جو بند ہمارے حساب کے
پیری مین بھی گئی نہ سیہ کاریونکے ڈہنگ | چمکے ہوے ہین رنگ ہمارے خضاب کے
نالونکے زمزمونسے کسی دم نہین فراغ | نغمے خوش آتے ہین کسی چنگ ورباب کے
زاہد نہ بک کہ اپنے طبیعت بدل گئی | کچھ اور کہ رہے ہین ارادے شباب کے

۴۶۷ — سینہ ہجوم داغ سے گلزار ہے نسیم
تختے کھلے ہوے ہین برابر گلاب کے — ۱۵

ہنس رہی ہین شور سن سنکر مری فریاد کے | اب تو نالے ہو گئے مردے مبارکباد کے
برق کے مانند کڑکی گر پڑی قصر بلند | رہ گئے افسانے دنیا مین مری فریاد کے
دل اگر شادان رہی دیتا ہی چہرہ روشنی | اور ہی ہوتی ہین جلوے خانہ آباد کے
شکل اونکی پھر نہ دیکھی جب کہ ٹپکی آنکہ سے | اشک بھی کیا ناز تھے یار ستم ایجاد کے
اونکو کیا معلوم تعظیمی وتوصیفی ہین کیا | مبتدی کیا لطف سمجھین بندش استاد کے
اشک لو پہنچی بہتے بہتے دامن محبوب تک | حوصلے کیا بڑھ گئے اس کورنا دزاد کے
التفات آرزو سے جز ندامت کیا حصول | چاہیین سب کہ شایق ہون خدا کی یاد کے
منہ سے دیتا ہی اپنا رشتہ امید وصل | شکوے کر سکتے نہین ہم یار کی بیداد کے

واہ کیا کیفیتیں بھین دل نہ گھبرایا کبھی — مدتوں دیکھے تماشے عالم ایجاد کے
پوچھتے ہو جس لیے تم وہ مجھے معلوم ہے — کیا سنوگے حال میرے خاطر برباد کے
مستیوں سے حسن کی آنکھیں ہا کرتی ہین بند — کب خیال آتی ہین اوس غافل کو میری یاد کے
سخت طینت کے لیے لکھے گئے پانی کی موت — بارہا تیزاب سے کشتے بنے فولاد کے
آرزو کیا ہمصفیران چمن کے قید مین — تنگ ہین بڑھکر قفس سے حوصلے صیاد کے
آہ کیون دی جان اجل کو ہای کیونکر جی اٹھون — ڈھونڈھتی ہین اب بھی احسان مری جلاد کے

۲۶۸ — پھول پتی ڈالیان سب منتشر ہین ای نسیم
رنگ سب بیرنگ ہین اس گلشن ایجاد کے — ۷

ارمان نکل جاتین کچھ عاشق مضطر کے — ہاانسو نہ مری پوچھو رولینے دو جی بھر کے
ہین دل کیطرح انکو پہلو سی لگائے ہون — سب زخم ہین راحت مین قاتل تری خنجر کے
دیکھی جو غضب تیری کچھ کہہ نسکے ظالم — ناسور ہرے دلمین رہ رہ گئے منہ کرکے
کہہ دیتے ہو باتونمین جو حال گذرتا ہے — پڑھ لیتی ہو تم ابتو الفاظ مقدر کے
کسواسطے بی رنج ہو گھبراتی ہو کیون اتنا — دو باتین ہین عاشق کی قصے نہین دفتر کے
کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمہارا اسا — کیون صبح کی امس ہین نبھ چھپ گئی اختر کے
پڑتی ہی نظر جسجا خالی نہین روزنسے — عاشق کی ہوئی لیلین ہین انداز تری گھر کے

۲۶۹ — ولہ — ۹

تا فلک پہونچی ہین شہرے یار کے — مہر و مہ مشتاق ہین دیدار کے
رہ گئے قطرے کف پا کے مرے — آبلے بنکر زبان خار کے
اسقدر رکا ہیدگی سے چھپ گیا — لوگ جویا ہین ترے بیمار کے
سو زبان پر کچھ ہے کہ سکتا نہین — شانہ پھندے ہین ہر زلف یار کے
پردہ پوشے تیرے عاشق کی ہوے — ہین یہ احسان سایۂ دیوار کے

راستی پائے نہ ابرو مین کبھی
بل نہ نکلے سمتے اس تلوار کے

نوک مژگان کے جو آتے ہین خیال
سامنے رہتے ہین ہمکو دار کے

داغ اپنے دلکے کمھلاتے نہین
بے خزان ہین لطف اس گلزار کے

٢٧٠

شکر کر درگاہ حق مین اے نسیم
ابتو شہرے ہین ترے اشعار کے

١٣

ہو گئی سب عضو تن سیپارے تری رنجور کے
کتنے سیجے ہوتے ہین سپا نچے شگاف گور کے

رو دیا احباب نے لاشے کو رکھکر قبر مین
اشک کے قطرے ہوی جہالی دہان گور کے

حسن اصلی کو نہین تکلیف آرایش سے کام
واقف شانہ نہین گیسوے شب دیجور کے

شعلے داغونسے نکلتے ہین گذر ممکن کہان
حوصلے ٹھنڈی ہی نکیون ہون ہم کافور کے

دیکھیے کسطرح اوسکے روی عالمتاب کو
سامنے آنکھون کے آجاتی ہین پردے نور کے

کام آئیگی ہمارے آبلون کی پرورش
ہر زبان خار چکھیگی مزے انگور کے

دیکھتا ہون ساتھ اپنی شکل کے شکل اجل
آئنے مین تیرے چشم جوہر ساطور کے

بعد مردن چاندنی سی پردہ پوشی ہو گئی
تیری کشتون نے کفن پائی ردای نور کے

روح نکلی تن ہوا ہلکا تماشا اور ہے
بوجھ اتر ایسے قدم اوٹھتے نہین مزدور کے

دیکھنا کیا شوکت فریاد حاصل ہے ہمین
جسکے آگے تھرتھراجاتی ہین نالی صور کے

نہ تہی تاثیر دیکھی سنکے ہنس دیتے ہین وہ
نالی میری قہقہے ہین خاطر مسرور کے

گوش راحت آشنا تک اپنی تو آئی لو دے
قہقہے ہوجائینگے نالے دل رنجور کے

٢٧١

ہو گئی آخر شب مو صبح پیشانے نسیم
بعد مدت رنگ بدلی مشک نے کافور کے

٣

تھی شب ہجر مین کیا کیا دھڑکے
آہ تڑپے کبھی نالے کڑکے

دہوم کر دی ترے نذ بوحون نے
آنکھ جھپکے نہ ذرا دل دھڑکے

مر گئے مرغ قفس کیا آسان | پاؤن پھیلا سے نہ بازو پھڑکے

ولہ ۲۷۲ — ۳

نہ سمجھے ملک کے آنسو ہین اوس غارتگر جان کی | لٹے دل دیکے جھوٹی ہو تیو نہ اشک غلطان کے
بہار چند روزہ مین یہ دہو کا تہا مصیبت کا | قفس مین لا ہی آخر چہچہے لطف گلستان کے
ادب ایدست وحشت شرم عریانی مناسب ہے | نشان برہین کو چھوڑ دی کچھ تار دامان کے

ولہ ۲۷۳ — ۱۳

کہتے ہین سنکے تذکرے محبہ غم رسیدہ کے | افسانے کون سنتا ہی حال شنیدہ کے
کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کرین | ملتے نہین نشان غبار پریدہ کے
ہین خاک بہی ہوا نہ گئی برگشید کی | غصے وہی رہی مری دامن کشیدہ کے
جو تم مین بات ہر وہ کسی اور مین کہان | جلوے کچہ اور ہی ہین گل نودمیدہ کے
سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہے | شکوے کہان کہان ہین مری آب دیدہ کے
کچہ انتہا نہین ہی کہا نتک سنائیے | قصے دراز ہین دل ناآرمیدہ کے
قطرے ملے جو ترے پسینے کی گلبدن | خواہان رہی نہ لوگ گلاب چکیدہ کے
آہونکی دہوم ہی کہین نالونکے غلغلے | سامان نئے ہین روز تری غم کشیدہ کے
آرام گاہ اشک ہر ویران ایکبون | دامن ہین تار تار قبا ہے دریدہ کے
او مست ناز کیف یہ تیری سخن مین ہے | دہوکے کلام پر ہین شراب چکیدہ کے
لو آشیان تنکے طرف میل تک نہین | دیکھو مزاج طائر رنگ پریدہ کے
دلیوان مین وصف ہی عرق جسم یار کا | مضمون کہان کہان ہین گلاب چکیدہ کے

۲۷۴ — نرگا نسے بچ نسیم کہ ابرو کے پاس ہین / یہ تیر بے خطا ہین کمان کشیدہ کے — ۱۰

اشک آنکھو نمین ڈر سے لا نہ سکے | ولکے بھڑکے ہوئے بجھا نہ سکے

نہ ہلی جب زبان نزاکت سے
تہین جو اوسمین حیا کے کچہ باتین
کیا ہوے تیرے حوصلے ای اشک
تہا یہ خطرہ کہین پسند ہون
گو بہت پاس غیر تہا لیکن
پاؤن چوما کیے حنا کے طرح
خامشی سے تہے بشکل زخم سبہی
نہ ہلی اوسنے پاؤن مین مہندی

رہ گئے دیکہکر بلا نہ سکے
شکوہ میرا وہ لب پہ لا نہ سکے
حرف تقدیر کو مٹا نہ سکے
گالیان بہی سبہی سنا نہ سکے
آنکہ ہمسے بہی وہ چرا نہ سکے
جب کو سے اور رنگ لا نہ سکے
لب تک اپنے سوال آ نہ سکے
رنگ اپنا عدو جما نہ سکے

۱۳	اضطراب قضا ہوا یہ نسیم کہ گلے سبہے اوسے لگا نہ سکے	۲۷۵

اب آتے ہو صدا سنکر گجر کی
سحر کو دفن کرکے جائیے گا
قفس مین بند کرنا تہا جو تقدیر
گذر جائیگی جو گذرے گی ہم پر
اسے ہے تو جان لے لے الغم عشق
خدا کے واسطے یارو سنبہالو
ترشح آنسوون کا ہو رہا ہے
نہ بولین گے تمہارے خوف سے ہم
نہ آنا تم اجازت مانگنے کو
کوے دم کا بکہیڑا رہ گیا ہر
ہمین فصاد کا منہ دیکہتا ہے

کہو جی شب کہان تمنے بسر کی
مصیبت اور ہے اک رات بہر کی
ندامت کیون مجہے دی بال و پر کی
چلو بس جاؤ تم اپنے گہر کی
مصیبت کون اوٹہاتے عمر بہر کی
کہ پہر شدت ہوے درد جگر کی
گہٹا اوٹہی ہوے ہے چشم تر کی
ہلا ئین گے مگر زنجیر در کی
نہ دکہلانا ہمین صورت سفر کی
بگڑ تک برچہیان لو نہین نظر کی
اوٹہانے ہے مصیبت نیشتر کی

حباب آسا ہے لطف زندگانی		حقیقت کچھ نہین ہوتی بشر کی
٢٧٦	نسیم اب دل کتانکی طرح ہی چاک چاک محبت مین کسی رشک قمر کی	٣
کرتے ہے بیقرار صدا بیقرار کے		فریاد دل دکھاتی ہی بی اختیار کے
عادت مین فرق آئی نہ مجہ اشکبار کے		چادر کفن کے واسطے ہو آبشار کے
اللہ کیا تڑپ ہے دل بیقرار کے		صحن فلک زمین ہے مجہ خاکسار کے
٢٧٧	ولہ	١٢
بسکہ ہی دلمین ہوس نظارہ ہائی یار کے		آنکہ اپنی آنکہ ہے ہر روزن دیوار کے
لطف نظارہ سی پہر آتے نہ آنکہو تنک نگاہ		خال بنکر رہ گئے دلدار کے رخسار کے
بعد مردن ہی گئی دلسے نہ اپنے آرزو		جام کی ساقی کی می کے یار کی گلنزار کے
کردیا آخر خیال زلف نے ایسا نحیف		تار گیسو بن گئی گردن تمہی بیمار کے
ربط باہم کا بڑہا رتبہ یہانتک وحشت مین		نوک جو ٹوٹے نہ نکلے آبلی سے خار کے
کسقدر لذت تہی خون بگناہی مین مری		خنجر قاتل نے چلکر حلق پر تکرار کے
خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند		بعد مردن بہی نہ جہپکے آنکہ مجہ بیدار کے
فضل حق سے ہر جگہ موجود ہین اپنی شفیق		وحشت کی ہی عنایت آبلون پر خار کے
خوب روی گردن مینا لگا کر ہم سے گلے		جس گہڑی ساقی نی رخصت کے لیے تکرار کے
تم تو کب آتی ہی تہی لیکن مرگ بہی آتی نہین		آنکہ آزردگی سی ہمسے سب نے عار کے
کیا مثال اوسکی بہلا جو چیز دکہلائی نہ دے		ناتوان وہ ہون نہین تشبیہ جسم زار کے
٢٧٨	فضل حق سے بسکہ ہی شاگرد مومن تو نسیم دہوم ہی ساری زمانے مین تری اشعار کے	٣
تہی سزا کتنی حلاوت زار سے تقصیر کے		زخم نے برسون زبان چوسی ہمان تیر کے

زور ہو جاتی ہین ہمسے ایک دو اٹکھیلیان
نوجوانی آجتک باقی ہی چرخ پیر کے

زور وحشت سی جو ترپا شق ہوا آہن کا دل
وہ کڑی جھیلی کہ توڑی ہر کڑی زنجیر کے

۲۷۹ | ولہ | ۱۱

ناصح مشفق یہ مشق تازہ فرمانے لگے
دن تو تہا اب راتکو بہی آکی سمجھانے لگے

حضرت واعظ کہین دولت سرا کو جائیے
آتی ہی سامان محشر آپ و کہلانے لگے

آگئی جب یاد کچھ اوس ربط باہم کے مزے
دل بھر آیا دیدۂ تر اشک برسانے لگے

پہر سبو اوندلی بہری شیشے ہوی لبریز جام
لغزش پا ہی اپنی مست و کہلانے لگے

باغبان ہشیار ہو مشتاق رخصت ہی بہار
رنگ لا گلستان کا پہول مرجہانے لگے

جلوہ ہای حسن چمکی اوٹہ گئی منہ سے نقاب
طرۂ گیسو کے باہم سانپ لہرانے لگے

ہاتہ اوٹہا ای چارہ گر درمان بے تاثیر سی
جای اشک آنکھونسے اب لخت جگر آنے لگے

خوب روئی دیکھکر ہم زیور دیوانگی
جب احبا پاؤنمین زنجیر پہنانے لگے

ہٹیان روشن ہوتین چمکی دوکان میفروش
رخصت تو بہ ہوی زہاد گھبرانے لگے

فصل گل آئی بڑھی جوش جنون نکلے ولولے
دی صدا زنجیر نے پہر پاؤن کہجلانے لگے

۲۸۰ | بانع مطلب ہوے وہ شرم باہم ای نسیم
وہ رکے اپنی طرف ہم آپ شرمانے لگے | ۱۵

فصل گل آئی ہی گل اور ہی سامان ہونگے
میرے دامن مین بہی سر دست گریبان ہونگے

سب یہ کافر ہین حسینونکی نہ سن تو ای دل
چار دن بعد یہی دشمن ایمان ہونگے

شکر ہو جائینگے انجام کو اپنے شکوے
رنج کے خوف سے ہم اونکی ثناخوان ہونگے

کہنچیے تیغ تامل ہے یہ کیون بسم اللہ
سر جہکا دینگے جو یان بندۂ احسان ہونگے

کسطرح جائینگے بانع ہی ہمین خوف مزاج
زلف برہم ہے تو کچھ وہ بہی پریشان ہونگے

تا جوانی ہے گرانی نہو ای دل بیتاب
پہر تو بوسے لب جان بخش کی ارزان ہونگے

یان نہین جاتی جانان سے ذرا جا خالے
اشک آ کر مری آنکھو نہین پشیمان ہونگے

شوق کہتا ہی کہ لوٹینگے مزی وصلت مین
درد کہتا ہی شریک شب ہجران ہونگے

شوخیان کرلے جنون آج کہان پہر کل ہم
خاک اڑائیگی زبس دشت یہ ویران ہونگے

گریہ انجام تبسم ہے نہ ہنس او غافل
خون رو وینگے وہی زخم جو خندان ہونگے

یاد آئیگا پس مرگ ہمارا یہ کمال
حال کھل جائیگا جب خاک مین پنہان ہونگے

تجکو رو دینگے خبر زیر لحد سونے کے
سر پٹکتے ترے در پر مرے ارمان ہونگے

خانہ زادونکو کہان قید محبت سے فراغ
ہم وہ بلبل ہین ہمین خاک گلستان ہونگے

دم نکل جائیگا گر ہاتہ لگا اسے جراح
وہ نہین زخم جو شرمندۂ احسان ہونگے

۲۸۱

دور ہر نخل کرین گے صفت گرد نسیم
ہم پس مرگ بھی قربان گلستان ہونگے

ے

وصل کی رات ہی آخر کبھی عریان ہونگے
مین پشیمان ہون تو کیا وہ نہ پشیمان ہونگے

آپ مرجاؤنگا تو آکہ نہ آ او ظالم
آج وہ دن ہی کہ مجہ پر مرے احسان ہونگے

غیر کی شکل بنینگے کبھی خود اونکا شوق
ہم بھی دیکھین تو کہانتک نہ وہ پریان ہونگے

دل جو روٹھا تو منانے سے کہین بنتا ہے
یہ ستم باعث حسرت تجہے ایجان ہونگے

آج بہروپ عدو کا ہے بنایا مینے
ابتو وہ بھی مری انداز پہ قربان ہونگے

انکو پہنینگے مرے دشت جنون کے کانٹے
یہ وہ دامن ہین کہ آخر کو گریبان ہونگے

۲۸۲

بر بھی دوری جانا نہین ہوگی نسیم
میرے نالے اثر فکر غزلخوان ہون گے

ے

یہ وہ نالے ہین جو لب تک آئینگے
تم تو کیا ہو آسمان الجہائین گے

عشق مین ایک پیر دیرینہ ہون
مجکو ناصح آکے کیا سمجہائین گے

حضرت دل سوچتے ہین آج کچھ
پہر بلا کوئی مقرر لائین گے

اس توقع پر اوٹھاتے ہین ستم — کچہ تو سمجہینگے کبہی شرمائینگے

پہینکدینگے دلکو پہلو چیر کر — آپ دیکھین کسطرح لیجائینگے

حال دل کہتے ہین جو کچہ ہو سو ہو — دیکھیے وہ آج کیا فرمائینگے

٢٨٣	پھر نچونکین گے قیامت تک نسیم پانون جسدن قبر مین پھیلائین گے	٥

تنگ عرصہ مین دیکھو جاتنک گنوا ہی دینگے — لو چھوٹ جاتی ہوا کدن دکھا ہی دینگے

آوارکیطرح ہم بیٹھین گے آج ایجان — دیکھین تو آپ کیونکر ہمکو اوٹھا ہی دینگے

اوڑجاؤنگا جہانسے عاشق کا رنگ ہیکر — نقش قدم نہین ہون جسکو مٹا ہی دینگے

غیروں نکے جستجو کی مدت سے آرزو ہر — یہ یاد وہ نہین ہے جسکو بہلا ہی دینگے

شعلے نکل رہے ہین ہر استخوان سے اپنے — شمعین یہ نہین ہین جسکو بجھا ہی دینگے

خاموش گفتگو ہین افسردہ آرزو ہین — وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنسا ہی دینگے

٢٨٤	اوس خاک تک تو پہنچکر پھر ناں نسیم مشکل ہون اشک اوفتادہ کیونکر اوٹھا ہی دینگے	٣

جب اور کسی پر کوسے بیداد کروگے — یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

ہم جان گئے کلمۂ رخصت کی اشارے — اب اور کہین جاکے گھر آباد کروگے

سیکھو گے جفائین مرے ایذا کی لیے تم — شاگرد نہوگے کوسے اوستاد کروگے

٢٨٥	ولہ	٣

صفائے دیر مین قاتل سے ہوگے — یہ آسانے بڑی مشکل سے ہوگے

محبت ہو کسے سے یا عداوت — مزا دے جائینگے جو دلسے ہوگے

ہین ہم ان اک اور رہی لیلی کا مائل — تسلے کیا مرے محمل سے ہوگے

٢٨٦	ولہ	٩

تا عرش تیری شورش بیداد جائیگی	گر مین نجاؤنگا مری فریاد جائیگی
بے آبرو کسیکو نکر جوشش جنون	بیڑے نہ توڑ عزت حداد جائیگی
ہمپر عبث ہے حوصلۂ نیشتر زنی	حرمت تمام عمر کے فصاد جائیگی
قاتل یہ خندہ ہای جراحت نہوگی کم	لب ہای زخم سے نہ تری یاد جائیگی
دیوانہ مین وہ ہون کہ پس از مرگ بھی مری خاک	اوڑ اوڑ کے سوی کوی پریزاد جائیگی
آسان نہین ہے کھینچنا تصویر یار کا	ناحق کو قدر مانی و بہزاد جائیگی
شیرین کو گور مین تہا تصور یہی مدام	تا چرخ بانگ ماتم فرہاد جائیگی
فصل خزان مین کہتی تھی رو رو کی عندلیب	دلسے کبھی نہ عبرت صیاد جائیگی

۲۸۷	مومن کا طرز چھٹ نہ سکیگا نسیم سے شاگرد سے نہ بندش اوستاد جائیگی	۹

حقیقت سے زبان آگاہ کرلے	باسم اللہ بسم اللہ کرلے
دہن سے دور کر قفل دوئی کو	زبان مفتاح الا اللہ کرلے
کدورت دلسے کہو لہو و لعب کی	سعادت سے صفا سے راہ کرلے
مبارکباد عیش و جاہ و دولت	حظوظ عمر خاطر خواہ کرلے
کہان فرصت زبان کشمکش مین	مناسب ہے ابہی کچہ راہ کرلے
جسے دیکھا نہ دیکھ اوسکو کبہی تو	نہ دیکھا جسکو اوسکی چاہ کرلے
سخا ہمت مروت ہین ترے پاس	کوئی ہمراہ تو ہمراہ کرلے
بہلاوا ہے طلسم زندگانی	وداع حب عز و جاہ کرلے

۲۸۸	نسیم دہلوی یہ آرزو ہے کہین اپنا مجھے اللہ کرلے	۲

لازم ہی کہ آغاز ہو انجام سے پہلے	لے لینے دو بوسہ مجھے دشنام سے پہلے

پھر طاقت پروازرہے پوچھنا صیاد | آزاد تو کر بحضر خدا دام سے پہلے
اب منہ سے نہ کچھ کہیے گا ہم کر چکے توبہ | تدبیر میان ہو گئے الزام سے پہلے

۲۸۹	ولہ	۷

دیکھی دل دے کے قدردانی | بس بندہ نواز مہربانے
ہونے ہے باز پرس اعمال | کہنے ہے بہت بڑے کہانے
شعلے اوٹھتے ہین استخوان سے | اللہ رے سوزش نہانے
سوتا ہے گوشۂ لحد مین | ہان ہان وہ رات بھی ہے آنے
او وعدہ خلاف سالہا سال | آنکھون نے کی ہے پاسبانے
آئے پیرے پیام رخصت | بڑھتے جاتے ہے ناتوانے

۲۹۰	مستانہ سری نسیم کبتک	آخر آخر ہے نوجوانے	۶

عزت دیوانگی بخشی مجھے تقدیر نے | طوق نی کی بندگی چومی قدم زنجیر نے
دونو عاشق شمع کے اور دونو قسمت مین جدا | جان پروانی نی دی بوسی لیے گلگیر نے
مدتین گذرین کہ اطمینان اونکا کردیا | نالۂ بے سود نے فریاد بی تاثیر نے
ہر زبان خاموش کردیتا ہی راز دوستی | کچھ نہ حال دل کہا میر اسنان تیر نے
کہل سکین کیا عاشق و معشوق کے سر گوشیان | کہدیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے
آبرو رکھلے گنہگاری کی گو ہم مرگئے | منہ نہ کھلوایا سوال بخشش تقصیر نے

۲۹۱	ولہ	۵

کچھ سمجھتے ہین جو اوس ظالم کی سجھائی ہوے | پھر پلٹ جاتے ہین شکوی تا زبان آئی ہوے
یاد آتی ہین جو احسان اونکی وقت اضطراب | نالی بھی سب سے نکلتے ہین تو شرمائی ہوے
تمنے کیون بوسی دیے ہین دلکو روکون کسطرح | آفتین ڈہاتی ہین کیا کیا لذتین پائی ہوے
ہٹ یہ کیون ہو لو دل افسردہ حاضر ہین مگر | کیا پسند آئینگے تمکو پہول مرجھائی ہوے

١١	دیکھتا ہوں میں نہ مجکو دیکھتے ہیں وہ نسیم ابر دود دل کے ٹکڑے ہیں جو سب چہائی ہوئی	٢٩٢

سوال طرز سخن سے تمہارے پیدا ہے
امید مرگ میں قطع امید ہستی کی
خفا ہیں جسکے سبب آپ کل سے اسدم تک
سیا ہیاں شب فرقت میں تمہیں کہاں ایسے
نہ چین ہے مجھے گھر میں نہ دشت میں آ حیت
عجیب طرح کی آتی ہیں ہچکتیں شب و روز
اوداس ہو سبب انفعال کچہ تو کہو
کہاں بسر ہوئی اوقات پاک بندہ نواز
خوشا نصیب چھپاتے ہو راز دل ہر دم
وہی لحاظ کی ہوتے ہیں باتیں چلمیں سے
ہزار کوئی کہے کب کسیکی سنتا ہے

ہماری سر کی قسم تمکو آرزو کیا ہے
مزاج عاشق افسردہ آج اچھا ہے
ہمیں تو آجکی شب بھی وہی تمنا ہے
مگر یہ دود جگر کا مرے اندھیرا ہے
عجب طرح کا کچہ ان دنوں حال میرا ہے
کسیکا عقدۂ گیسو پھر آجکل وا ہے
یہ کیوں عرق ہے جبیں پہ مزاج کیسا ہے
بہت دنوں میں تمہیں ہمنے آج دیکھا ہے
مجھے بھی آپنے بدخواہ کوئی سمجھا ہے
ابھی تلک آپکو ایجان ہمسے پردا ہے
نسیم آپکی باتو نہ دل سے شیدا ہے

٥	غزل ذو بحرین	٢٩٣

وہی تونے دیکھا کہ جو دل کہا تہا ہوا وہ سپید اکہ وہ بد بلا ہے
گلا اب ہے بیجا کہ یہ ہو گیا کیا کیا تونے جیسا وہی یہ سزا ہے
نہ وہ اب اشارے نہ وہ اب نظارے نہ وہ کہنا آرے نہ وہ کہنا جارے
گئے لطف سارے ہوئے یوں کنارے چلو خیر پیارے مرا اب خدا ہے
ہوا او سپاہ ئل ہوا غم سے شاغل ہوئی سخت مشکل کیا تونے گھائل
نہیں ہے وہ غافل نہ گا وہ قاتل کریگا وہ بسمل تری اب قضا ہے
یہ ہیں لطف شیدا ہیں سب پہ پیدا جو ہر شب مرا آیا دل جب تو وہ ہلتی ہیں کب

اجی مگر ہین سب کہان بوسہ لب ہی جانیے اب کہ وہ بیوفا ہی
کہو کل رہوگے مرے گہر چلوگے کہا جو کروگے مرا غم سنوگے
گلے سے ملوگے مجھے بوسے دوگے کوئی دم ہنسوگی کہ یہ سب دغا ہی

۲۹۴	ولہ	۳
شب وصلت مین گہڑیالی ہمین کیا کیا رلاتا ہی		گہڑی بہر رات آئی ہی پہر ظالم بجاتا ہے
لنڈھا دی ہی سبو کو توڑ شیشہ چہکر ساقی		لہو فرقت مین پیتے ہین کسی کا غم پلاتا ہے
دل امنڈا آتا ہی از خود گلے ململکے رونکو		کمر بستہ سفر خستہ مقرر کوئی آتا ہے

۲۹۵	ولہ	۵
رنج باہم مین زبان پر جو گلہ آتا ہے		کچہ عجب لطف کا رونے مین مزا آتا ہے
مین جو سمجہاتا ہون اونکو تو یہ فرماتے ہین		ای چہ خوش جا ہی حیا سے تجہی کیا آتا ہے
دل ہلا جاتا ہے ہر نالہ و فریاد کے ساتہ		پہر او نہین کا کوئی مظلوم جفا آتا ہے
شانہ وہ زلف مین کرتے ہین خدا خیر کری		پہر مرے واسطے طوفان بلا آتا ہے
طاقت جوش جنونکی مرے کیا شہرت ہے		سیکڑون من کا ہر اک حلقۂ پا آتا ہے

۲۹۶	ولہ	۲۳
گنگ ہین جنکو خموشی کا مزا ہوتا ہے		دہن زخم مین خود قفل حیا ہوتا ہے
آکہین وعدہ فراموش کہ فرصت کم ہے		دم کوئی دم مین قدمبوس قضا ہوتا ہے
نالہ افسانہ بیداد سناتا ہے اونہین		کشش آہ سے اظہار بلا ہوتا ہے
کیون نہ پیمانۂ دشنام دہن کو سمجہون		کہ برابر ترے گالی کا مزا ہوتا ہے
حاجت شمع نہ پروا ہی چراغ لحدی		پاک احسان سے مزار غربا ہوتا ہے
آہی کیونکر شب فرقت مین کہ جنبش ہی محال		شوق دل سلسلۂ پا سے قضا ہوتا ہے
محو دیدار ہوئے ہم گرنیکون سے پہلے		اب بہلا پردہ کیے سے ترے کیا ہوتا ہے

زاہد اسواسطے کرتے ہین بتون کو سجدہ
جلوۂ حسن نکو نور خدا ہوتا ہے

خط نو سبز ترا حجت خونریزی ہے
سرخ سبزی کے سبب رنگ حنا ہوتا ہے

یار خواہان شفاعت ہین مع وہٹ پہ ظالم
دل دہڑکتا ہے مرا دیکہیے کیا ہوتا ہے

اسطرف بہی ہو کوی گردش خنجر قاتل
گلو خشک کو اب رشک تفا ہوتا ہے

توبہ کرتے ہین جوانی سے کہ پیری آئی
پاتہکے ہاتہ ہوا خواہ دعا ہوتا ہے

غیرت حسن سکہا دیتی ہے آداب سکوت
دہن غنچہ پہ خود قفل حیا ہوتا ہے

اژدہا بنکے ڈراتا ہے شب فرقت مین
زلف کا دہیان بہی ہوسی کا عصا ہوتا ہے

آج ہی رسم رہائی ترے دیوانی کی
پیرہن قیدی ہستی کا قبا ہوتا ہے

یار روتی ہین مرے قتل سے مین ہنستا ہون
بزم شادی مجہے سامان عزا ہوتا ہے

کہنہ مشقی اونہین ایجاد سکہا دیتی ہے
ہر ستم لطف مین دیکہا تو نیا ہوتا ہے

ڈہنگ کا ہیکو ہین سامان اجل ہین ظالم
ہر ادا مین ترے سامان قضا ہوتا ہے

جان نثاری کی اجازت نہین دیتا قاتل
بیوفا باعث تکلیف وفا ہوتا ہے

سرفروشان محبت کو محبت سے ہی کام
قابل بوسہ مزار شہدا ہوتا ہے

دم کہنچا کہینچتے ہی شمشیر دو دم ای قاتل
جو ارادہ ہے ترا ہوش ربا ہوتا ہے

بیوفاؤنکی وفا باعث آرام نہین
شکر انجام کو دیکہا تو گلا ہوتا ہے

۷	ای نسیم چمن آرائے فصاحت تجہسے گلشن معنی نوخیز ہرا ہوتا ہے	۲۹۷

بہار غنچگی دیتا ہے جو دل خستہ ہوتا ہے
لب از خندیدگی کہلا کی گل سر بستہ ہوتا ہے

شگون وصل ہے رنج جدائی چشم عارف مین
کہ بعد از قطع شاخین بلکی اک گلدستہ ہوتا ہے

معانی زخم خوردہ لفظ ٹکڑی بندشین ابتر
دل عاشق کی صورت شعر اپنا خستہ ہوتا ہے

ہمین فریبی ہتی صیاد ظالم کیون دکہاتا ہے
کب آزادی کے قابل طائر پر بستہ ہوتا ہے

بہلا آسان ہو کیونکر موشگافی فکر مشکل کی — کہ ہر عقدہ بشکل زلف بستہ ہوتا ہے
دکہا دیتا ہی ہر ساعت نیا گہر جوش بیتابی — سدا نقل مکان مانند گرد جستہ ہوتا ہے
کچہ ایسے دونو مصرع ایک جا ہین مضمون مین — کہ سامع کو گمان ابرو پیوستہ ہوتا ہے

۲۹۸	ولہ	۹

دکہاتا ہی چہری پہر مژدۂ بیداد دیتا ہی — مبارکباد بیتابی ہمین صیاد دیتا ہی
کبہی کچہ ہی کبہی کچہ ہے مزاج یار کیصورت — مزا آنکہو مین کیا کیا عالم ایجاد دیتا ہی
وہ محتاجی ہوی ہی دولت تقدیر سے حاصل — کہ سایہ بہی نہین یان جو امن فریاد دیتا ہی
نہ بازو مین ترے قوت نہ خنجر مین روانی ہے — ہمین تکلیف بیجا کس لیے جلاد دیتا ہی
لہو کیسا فراق روح ہوتا ہی کوئی دم مین — ندامت کیون ہمین ای نشتر فصاد دیتا ہی
نہ توڑین آجتک بہی بیڑیان زور جنون تو نے — جہکاؤن کیون نہ سر طعنے مجہے حداد دیتا ہی
یہ کیون گہبرا گئے فریاد بیتابی سی ای پیارے — دعائین تمکو کوی بندۂ آزاد دیتا ہی
سنائینگے نوید قتل وہ شاید کہ پہلی سے — مجہے جوش سراتم مبارکباد دیتا ہی

۲۹۹	نسیم دہلوی تو بہی مگر شاگرد مومن ہے کہ ہر ہر شعر لطف بندش اوستاد دیتا ہی	۳

یہ حالت ہی تشفی کیا تو ای دم باز دیتا ہی — کہ نالہ بہی مہن مین اب نہین آواز دیتا ہی
مناسب ہے مبارکباد بیتابی تو دے جاؤ — کہ دل سینے مین اب کیفیت پرواز دیتا ہے
جو پہلے کہہ چکے تہے پہر وہی کہنے لگی اوسنے — مرا انجام بہی کیفیت آغاز دیتا ہے

۳۰۰	ولہ	۴

قفس ہے دوش صیاد جفا طینت کا پہیرا ہے — مقام گلشن ایجاد دم بہر کا بسیرا ہے
متاع عالم اسباب چند انفاس رحلت ہین — زر و سیم و جواہر کچہ نہ تیرا ہی نہ میرا ہے
کہانتک کروٹین بدلا کریگا خواب مستی مین — ذرا کہول آنکہ او غافل کہ دم بہر مین سویرا ہے

چھپا دن دور ہی منزل اوٹھا جلدی قدم غافل	فروغ زندگانی چند دم ہے پھر اندھیرا ہی

۳۰۱	ولہ	۳

محتسب بالغ مے ہی ہمین دیوانہ ہے	جب جھٹی بھر وہے شیشہ وہی پیمانہ ہے
ادب بادہ پرستی نہ گیا مستی مین	صورت کعبہ طواف در میخانہ ہے
بے نیازی ہے مجھے اور لحد کو یکسان	بے ہوس مین ہون تو بی در مرا کاشانہ ہے

۳۰۲	ولہ	۱۶

نئے ڈھب کا کچھ جوش سودا ہوا ہی	خدا جانے اب کے مجھے کیا ہوا ہے
تعلق اون آنکھون سے پیدا ہوا ہے	بہت دن کا یہ خواب دیکھا ہوا ہے
نہ عالم مین بجتا نہ مجسا جہان مین	نہ ایسا ہوا ہے نہ ویسا ہوا ہے
نہ لے قیس آگے مرے نام وحشت	ابھی کل کے ہی بات پیدا ہوا ہے
بھرا اوٹھتا ہے دود محبت جگر سے	وہی حال اگلا سا میرا ہوا ہے
گہربار ہے دیدۂ اشک زا سے	مرا دامن آغوش دریا ہوا ہے
دہ وادی ایمن پہ موقوف کیا ہی	ہمارا ہر اک دشت دیکھا ہوا ہے
ذرا دم تو لینے دے اے چشم جادو	بڑی مدتون مین دل اچھا ہوا ہے
کہا مینے تنہا ہی ہی بات سن لو	کہا ہنسکے تمکو تو سودا ہوا ہے
ترقی پہ ہر تو جوانی تمہارے	ابھی کیا ہوا ہے ابھی کیا ہوا ہے
حجاب نظر سے کھلے بھید دل کے	عبث جسسے ظاہر مین پردا ہوا ہے
ہمارے تمہارے تو ہین دل کی باتین	سنا تو اگر اسکا چرچا ہوا ہے
نہ گھبراؤ جانا ابھی ہم بھی سمجھے	کہین اور بھی آج وعدا ہوا ہے
منا نین گے ہم آج تو لیچلین گے	بہت روز امروز فردا ہوا ہے
اگر تم بھی دیکھو تو رونے لگو گے	مری جان یہ حال اپنا ہوا ہے

۳۰۳	نسیم اب کہان قدردان سخن ہین کہئے شعر یہ بہی جو چہر چاہوا ہے	۸

پیتے ہین مے گناہ بقصد ثواب ہے
مستی کے ولولے ہین زمان شباب ہے
ای چارہ گر ندامت بیجا نہ لیجیو
دل چاک ہو چکا ہے جگر آب آب ہے
زاہد معاف ضبط طبیعت نہین ہمین
ساغر چہلک رہی ہین ہوای شباب ہے
بیداریان ہین دیدۂ زنجیر کیطرح
وہ آنکہ ہی اڑ گئے جو محروم خواب ہے
ای شور حشر ٹہیر کہ فرصت نہین ہمین
ہین غفلتو نکے جوش جوانی کا خواب ہے
ای شیخ طول ریش مقدس کہٹائیے
حد سے زیادہ جو ہی اوسی پر عذاب ہے
اسے بیخبر قریب ہی فردای باز پرس
ہشیار ہو کہ جلد زمان حساب ہے

۳۰۴	دیکہا نگاہ غور سے ہمنے جو اے نسیم ہر شعر اس غزل کا ترے انتخاب ہی	۱۶

لب پراک پردہ نشین کا شکوۂ بیداد ہی
میرے نالے ہین اچہوتی پارسا فریاد ہی
ہو چلی رسم اسیری دل نہایت شاد ہی
حلقۂ زنجیر آغوش بہار کباد ہی
بہولتی ہین کب نگاہین چشم جادو خیز کے
ہمکو سامان فراموشی سب اپنا یاد ہی
گہر کہان ویرانیان بستی ہین ہجر یار مین
اب ہمارا خانۂ دولت خراب آباد ہی
دی صدای کوس رحلت ضربت شمشیر نے
خندۂ زخم جگر شور مبارکباد ہی
صورت گل جلوہ گر ہین داغہای دوستے
کعبۂ دل مین بہار گلشن شداد ہی
لفظ بس سے پاک ہوتی ہی حدیث عاشقے
اپنا افسانہ تو قید ختم سے آزاد ہی
خاکساری مین بہی ہو نمین اسقدر عالی مزاج
ہم گریبان ہلال اب دامن فرہاد ہی
پوچہ لے گر پوچہتا ہی خون عاشق کی مزے
چند ساعت تر زبان خنجر جلاد ہی
غم نہین گر چپ دہان زخم ہین ہو خندہ زن
مین ہون آزردہ بلاسی میرا قاتل شاد ہی

سخت جانی کا برا ہو منفعل کیسا کیا
موت کو ارمان رہا نا دم مرا جلاد ہے

جلد آ فصل بہار سے آرزوئین تا کجا
مدتون سے اشتیاق خانہ صیاد ہے

دیکھیے کیونکر گذرتی ہین جفا کی صحبتین
مین اسیر نو ہون نا واقف مرا صیاد ہے

آپسے تو منہ نہین کہولا مگر مجبور ہین
ہمت دلوانگی منت کش جلاد ہے

اب تو جی اوٹہتی ہین کب تک انتظار تیغ و تیر
مرغ جان مدت سے اپنا آشیان برباد ہے

۸	سبزہ رنگان جہان کو روز و شب دیکہو نسیم دیدکے قابل بہار گلشن ایجاد ہے	۳۰۵

عجب تیر نگہ مین کچہ اثر ہے
نہ بر مین دل نہ سینے مین جگر ہے

مآل عاشقی کیا پوچھتے ہو
جگر کے پار ہر تیر نظر ہے

وہ جیسے صبح ویسی ہے شب ہجر
غضب کی رات آفت کی سحر ہے

قفس چھوڑا عجب صورت سے ہمنے
نہ بازو ہی نہ گردن ہے نہ سر ہے

ہمین کیا ہمپہ جو گذری سو گذری
حساب ایجان ہمارا حشر پر ہے

لگے لو شمع سان اک شعلہ رو سے
بلا سے سر کٹے اب کسکو ڈر ہے

۹	غرض مطلق نہین مجکو کسی سے نسیم اپنے خدا ہی پر نظر ہے	۳۰۶

راز مخفی لب تلک آئی کہان مقدور ہے
دل ہمارا جلوہ گاہ شاہد مستور ہے

ایک شعلہ داغ سوز اسکا ہی میری آفتاب
آسمان نیلگون دود دل محرور ہے

دل مرا پیری مین ہی محو خیال زلف یار
نافہ مشک ختن پر پردۂ کافور ہے

ساقیا مین زخمی تیغ نگاہ مست ہون
ہر دہان زخم مین خون بادۂ انگور ہے

ناتوانی سے خط باریک ہی ایسا بدن
ہو چکین ہین مدتین زنجیر پا بی مور ہے

حسن عالم تاب سے تیرے مثال مہر کیا
یہ سراسر نور ہے وہ اک چراغ دور ہے

اگر کسی صورت نہین کاشانۂ تن خلد سے ہوگیا بیہوش جسپر آنکھ تیرے پڑ گئے	ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور ہی کسقدر لب ریز مستے نرگس مخمور ہی

۳۰۷	اور بھی شاعر زمانے مین ہین اکثر ای نسیم پر جناب پاک کا کچھ اور ہی دستور ہی	۱۶

یاس ہوکر کچھ دنون ہم چشم بسمل مین رہے	داغ بنکر مدتون دامان قاتل مین رہے
الٹے شکوے طعنہ بے سود اقرار دروغ	جو تمہارے منہ سے نکلی سب کے دل مین رہے
خاطر گل عاشقونکو تھی جو منظور مزاج	بے اثر ہوکر اثر شور عنادل مین رہے
اونکو نیند آئی نہ اپنے آنکھ جھپکے ایکدم	ذکر ہوکر رات بھر ارباب محفل مین رہے
سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا	تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے
کثرت تکلیف سے ہم آب نالے ہو گئے	لب پر آئی یا کبھی بیمار کے دل مین رہے
خنجر قاتل کے ایذا مین اجل کے سختیان	روح بسمل کیطرح ہر وقت مشکل مین رہے
اشک ناطاقت کیصورت ہر قدم پر گر پڑی	وہ مسافر تھی کبھی آکر نہ منزل مین رہے
خوب ہی سوجھی جواب آفرین ہمکو کہو	ہم خیال یار بن کر یار کے دل مین رہے
قہر بیجا حجت بے سود تقریر فضول	جوش کس کس کے مزاج مرد جاہل مین رہے
تیرہ بختی نے بھی دکھلائی ہمین آخر فروغ	داغ ہوکر ہم کنار ماہ کامل مین رہے
نام آزادی زبان پر آگیا تھا اسلیے	پاؤن پھیر مدتون قید سلاسل مین رہے
خشم ناصح طعنہ احباب تکلیف فراق	زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دل مین رہے
دیدۂ گریانکی عزت کسقدر دریائی سے	اشک جو ٹپکے مرے دامان ساحل مین رہے
نقش کے امید نے نقشا دگرگون کر دیا	تا فراق روح و تن ہم فکر عاجل مین رہے

۳۰۸	اونکے گانیکے تھی ہم مشتاق پر سونے نسیم اس لیے شب بھر رقیبونکی بھی محفل مین رہے	۱۳

کسقدر قید تعلق سے طبیعت پاک ہے
دامن مدفن ہمارا سو جگہ سے چاک ہے

ماتم خاموش یہ کسکا تہ افلاک ہے
غنچے ہین لب بند ہر گل کا گریبان چاک ہے

کوئی بہی عریان زمانے مین نظر آتا نہین
جسم سمجہے ہین جسے وہ روح کی پوشاک ہے

مفسدی اوٹہتے ہین سارے فرق فیما بین مین
ملگئے جب عاشق و معشوق جہگڑا پاک ہے

عصمت جاوید شکل دیدۂ زنجیر ہے
آنکہ اپنی تہمت نظارگی سے پاک ہے

کس غضب کے شوخیان ہین حلقۂ زنجیر مین
بے نگاہی ہے مگر کیا دیدۂ بیباک ہے

ایکدن وہ تہا کہ تہین بالای مسند کروفر مین
ایکدن وہ ہی کہ ہم ہین یا کنار خاک ہے

رخصت ای توبہ معاف ای پاس تقوی آجکل
ولولے ہین مستیونکی دخت رز کی تاک ہے

فکر آرایش نکر قاتل مرا سر کاٹ لے
ہان اسی تکمی کے قابل حلقۂ فتراک ہے

اپنے دم تک ہی فقط آبادی زندانکی ہوم
ہم نہین تو دیدۂ زنجیر مین بہر خاک ہے

مژدۂ راحت مبارک ہو تجہے ای ہمنفس
یہان تو اکدل ہی سو وہ بہی طرح غمناک ہے

اب خدا رکہی ہمارے عصمت دلوانگی
گہورتے ہین دیدۂ زنجیر بد حب تاک ہے

۲۰۹	مہک رہی ہین زیر مدفن سنبل الفت سے نسیم	مری بہی دلکو خیال زلف آتشناک ہے	۸

سفر ہی دشوار خواب کبتک بہت بڑی منزل عدم ہی
نسیم جاگو کمر کو باندہو اوٹہاؤ بستر کہ رات کم ہی

نسیم غفلت کے چل بسی ہی ہر اہنڈ رہی ہین قضا کی نیندین
کچہ ایسا سوتے ہین سونیوالی کہ جاگنا حشر تک قسم ہی

جوانی و حسن و جاہ و دولت چند انفاس کے ہین جہگڑے
اجل ہی استادہ دست بستہ تو بید خصمت ہر ایکدم ہی

بسان دست سوال سائل تہی ہون ہر ایک مدعا سے
نیاز ہی بی نیاز لوین بغل مین دل صورت صنم ہی

مآل کار جہان فانی کبہی نہین ایک قاعدی پر
جو چار دن ہی وفور رحمت تو بعد وسکی غم و الم ہی

دریغ کرنا نہ زور بازو مثال سار ہی بکدو تو نکو
ہوس نہ رہ جای کوئی قاتل کہ سر تہ خنجر دو دم ہی

زبان نی کو بہک رہی ہو سرور و شعینہ جوبس بڑے سے
مری جمال شب تمنا ہر ایک لب سے ابہی بہم ہی

۲۱۰	یہ مصرع مخبر مصیبت کمال ہمکو پسند آیا	نسیم جاگو کمر کو باندہو اوٹہاؤ بستر کہ رات کم ہی	۷

یہ نہ سمجھے ہائے یہ آغاز بد انجام ہے
میری رسوائی مین اونکا بھی تو آخر نام ہے

وصل مین انکار تیرے ہجر مین دل بیقرار
کب مجھی راحت ملی کسدن مجھے آرام ہے

وای حسرت موت آتی ہی نہ یار آتا ہی پاس
عاشقی شاید کسیکے قسمت ناکام ہے

صبح سے تا شام رہتا ہون ہمیشہ منتظر
مہربانی پر تری کیا کیا خیال خام ہے

کوٹھے پر سونے کو کیا آیا ہی وہ آرام جان
آج جو نالہ ہی میرا آشنای بام ہے

جذب دل روکے ہوی ہی تمکو مدفن پر مرے
ورنہ سبکے واسطے ایجان اذن عام ہے

۳۱۱	کیا برا ہوتا ہی جھگڑا دوستی کا ای نسیم بیگنہ عاشق ہمیشہ مورد الزام ہے	۶

لو ضعف سے اب یہ حال تن ہے
سایہ مجسّم بدن سے ہے

یہان تن ہی نہین ہی لاغری سے
ہمکو کیا حاجتِ کفن ہے

مثل نکہت ہین جامہ کیسا
اپنا تو بدن ہی پیرہن ہے

ہون بلبل بوستان تصویر
بیخوف خزان مرا چمن ہے

ہون کشتۂ تیغ شرم جانان
ہر زخم کا بیزبان دہن ہے

۳۱۲	لاریب نسیم دہلوے تو اوستاد نزاکت سخن ہے	۷

سوز فرقت سے یہ گرمی پر اشیون سے
جو گرا اشک یہان آبلۂ دامن ہے

بلبل روح دم قتل جہک کر نکلے
چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہے

مرگئے ہم مگر اسکے نہ گئے خاموشی
دہن زخم بھی گویا دہن مدفن ہے

کسقدر زخم مژہ جلد بھرا دامن نے
جانب اشک پڑی ہی آنکہ تو بی روزن ہے

بچ رہا تھا جو ستم چادر گلنے بخشا
قطرہ شبنم کا مجھے آبلۂ مدفن ہے

محتسب کیون نرہے میرے طرف سے بدظن
آبلہ کا ہیکو ہے شیشۂ بیگردن ہے

۳۱۳	کیون جنازے سے لپٹ کر وہ بہت روئی نسیم کفن لاش ہے کیا پیراہن دشمن ہے	۹

بلا ہی کون جان بر ہو سکے آفت کا ساماں ہے
تقاضا طالعی ہے زن تری زلفونکی پریشان ہے

گلو سے تا کمر گھٹ بڑھ ہی میری سیل گریہ کے
کبھی طوق گریبان ہی کبھی زنجیر داماں ہے

خیال یار کے بیٹھے ہین چوکیدار آنکھونمین
کہاں سے نیند آئی مردم دیدہ نگہبان ہے

دو رنگی سے نہین خالی تقاضا سی تمنا ہے
کبھی بوسونکی حسرت ہے کبھی وصلت کا ارمان ہے

ارادی تھک گئے رخصت طلب ہے طاقت و وحشت
کہانتک طی کرین ہم منزلون طول بیابان ہے

ہزارون کوس سے دلکو ہیی کہ کہینچکے لاتے ہین
اوٹھا جلدی قدم وہ دیکھ آگے کوی جانان ہے

نظر پڑتی ہی جس منہ پر وہین اک شعلہ روشن ہے
تماشا دیکہلی عاشق ترا سر و چراغان ہے

پڑی ہی زنجیر پیرون طوق لپٹا آکے گردن مین
جنون میرا اسیر آرزو سامان زندان ہے

وہی فعت ہی دیوانیکے تیرے بعد مردن ہے
ہوا کے ساتھ گردونبر غبار تن پریشان ہے

۳۱۴	وله	۱۲

کہین کیا دست وحشت کا کہانتک ہی یہ احسان ہے
کہ اب تار گریبان ہے نہ باقی تار داماں ہے

مقام سیر ہے کنج لحد ہے یاد گل دسے
جگر کے داغ گلشن ہین کفن صبح گلستان ہے

بڑہی او اور چالاکی جہبی جو پاؤنمین کانٹے
کہ پائی آبلہ اپنا ہر اک خار مغیلان ہے

یہ حالت ہی کہ ہے زنجیر بہی محتاج نالی کے
ہلا سکتے نہین پاکو یہانتک تنگ زندان ہے

بہلا کیا زندگی کا لطف مجسے ناتوانکو ہو
کہ ہل جانا سر مو کا قضا کا میرے سامان ہے

مرا لطف اسیری ماتم صیاد ہے اے دل
کہ آغوش قفس تک آتی آتی رخصت جان ہے

بہار سبزۂ نو دیکھتے ہین جوش گریہ سے
دل وحشی کی ہبلائی کو مرقد بہی بیابان ہے

کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے
یہانتک اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہے

نہین بعد فنا بہی چین آرام ہردم چونک اوٹھتے ہین
صدا ہی نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہے

بہاکر خون پہنینگے کفن گلہاے لالہ کا
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین
کرانپی وجہ خونریزی حنائی دست جانان ہے
بشکل گل سراک زخم بدن شادی سے خندان ہے

۳۱۵	بجز فضل خداوند حقیقی کون ہے اوسکا نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہے	۵

وصل کے نام سی آزردہ جو تو ایجان ہے
آج سمجھے تری کہنے سے کہ لے شکر تو کر
کہنے سننے سے بدل جاے یہ کیونکر زاہد
بیخودی مین تری صدقے او نہین راضی کرے وے
اے حیا آج تو للہ کنارا کرجا
منفعل ہون کہ مرے دلمین وہی ارمان ہے
جس سے مرجاتے ہین عاشق وہ ستم احسان ہے
کیا ہمارا دل بیتاب ترا ایمان ہے
سمجہین عاشق نہ مجھے دلمین کہین حیران ہے
مختصر وصل کے ہے رات صنم مہمان ہے

۳۱۶	ولہ	۵

اثر نصیب کے سرگشتگی کا سر مین ہے
خیال دوست نے آنکھونکو روشنی بخشے
بتونکے عشق نے پتھر بنا دیا مجکو
صفای حسن چہپای سی چہپ نہین سکتے
نہ چین دشت مین مجکو ملا نہ گھر مین ہے
سدا وہ چاند سا مکہڑا مری نظر مین ہے
نہان یہ سوز مثال شرر جگر مین ہے
نظر پہ چڑہ گیا آئینہ گو کہ گھر مین ہے

۳۱۷	فراق یار نے زندہ بگور مجکو کیا نسیم اپنا ستارہ زحل کے گھر مین ہے	۱۷

اوس گل کا جلوہ گرچہ سراپا نظر مین ہے
ہر شب سی فکر بادہ و غم ہجر میہمان
صیاد کو قفس شکستہ کا نہ اہتمام
دو زخم کے تیز کرنے کو لیجا ئینگے ملک
دوچار کیا کہ لاکہ جگر سے گذر گیا
دہوکا ہمین نشان دہان و کمر مین ہے
دلکی طلب مین کوی خیال جگر مین ہے
کب ندر اسطر حکا مری بال و پر مین ہے
وہ شعلۂ فراق جو مرے جگر مین ہے
کیسا غضب کا زور خدنگ نظر مین ہے

افسوس اذن ضعف اسی بہی ہوا نہین ۔ وہ اشک مضطرب جو امید سفر مین ہے

پیغام مرگ سنتے ہی بیہوش ہو گئے ۔ کسدرجہ جوش بیخبری اس خبر مین ہے

کھٹکا یہی ہے غفلت تقدیر سے مجھے ۔ بہولے نہ قصد وہ جو دل نامہ بر مین ہے

کڑوے ہوے ہو ایسے جو منہ سے لگا کے تم ۔ کس خاک تلخ کا یہ مزا نیشکر مین ہے

تابان نہو بصورت خورشید دفعتًا ۔ داغ وداع یار حجاب سحر مین ہے

ای روح کر نہ جسم سے اپنی مفارقت ۔ یہ ایک پیرہن ہی جو تیرے ہی بر مین ہے

کہتا ہی بوسہ لب شیرین یہ بار بار ۔ وہ مور ہون ازل سے جو تنگ شکر مین ہے

نالون نے شب جو سیر نشیب و فراز کی ۔ ہر تہر تہری زمین کو فلک الحذر مین ہے

آنسو ہین پاک رشتہ اسباب دہر سے ۔ سوراخ تک نشانکو نہین اس گہر مین ہے

وہ نقطہ ہون ازل سے جو لکہا گیا ہے فرد ۔ مطلب کے تحت مین ہر کبھی فوق زیر مین ہے

آنکھین لگی رہین طرف در تمام رات ۔ دل اب بہی جذب ہی کے فریب اثر مین ہے

۲۱۸	دیکھا کیے بہار لحد مین بھی اے نسیم کیا لطف اپنے گلشن داغ جگر مین ہے	۱۳

بلند ہونپر ہی اپنی پستی یہ اوج کس خاکسار مین ہے ۔ پسند آئی فلک پہ بستی وہ سرفرازی غبار مین ہے

خوشی شب و روز روبرو تھی تبسم انگیز گفتگو تھی ۔ ہمیشہ ہنس ہنس کی جو خو تھی وہی شگاف مزار مین ہے

عجب طرح حلق پڑ گئی ہی ہر مشکل ہو ہی ہین دو نفتین مقابل ۔ بہ نکو قید کفن ہے حاصل کفن جو قید مزار مین ہے

بدن سے لپٹا کفن کا جہگڑا بغل مین قبر ہلی ہین سرپہ تختا ۔ سمجھ کے آئے تھے جا ہی تنہا سو یہ بکھیڑا مزار مین ہے

فراغ زیر لحد کہان ہے وہان بہی تکلیف امتحان ہے ۔ بدن تو اسدرجہ ناتوان ہے زمین سید افشار مین ہے

اسیطرح انتشار مین تہا ہمارے جب اختیار مین تہا ۔ جو عالم اوسکا کنار مین تہا وہ حال اپنا فشار مین ہے

بہر اد خنجر مٹا دے جھگڑا ستم مین قاتل لحاظ کسکا ۔ دبی ہین انکو کی نیچے اعضا رگ گلو اختیار مین ہے

یہ سارے حیل ہل تمہین ہیلا دین کبہی نہ کیا ہو وہ دکھا دین ۔ جو کو دمین آ وہ تو بتا دین کہ یہ مزا اختیار مین ہے

لیے جو بوسی نہ ہو پشیمان قصور دیکھو مین ہو گیا ہان
خفا ہوی اجل مری جان بیچ ای بوس کنار مین ہے

یہ بیخودی کا ہوا ہی عالم کہ سو گیا تھا جو یار کیدم
کئی برس بیچ چکی ہین ہم تقییج دلبر کنار مین ہے

نہ پوچھیے لطف زندگی کا ہوا ہی وہ حال زار میرا
کہ جسطرحسے تمہارا وعدہ تزلزل اعتبار مین ہے

بس ان فنا رفعتین ہم ہین نصیب عزتین ہی کم ہین
زمین کے آغوش مین ہم ہین زمین فلک کے کنار مین ہے

۳۱۹	نسیم کیا جستجو سی ہوگا نہین ہے تقدیر مین جو لکھا سوا سرگشتگی بیجا بگولے کے کیا کنار مین ہے	۱۴

مخلصی کب ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہے
جان بد نمین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہے

رو رہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک سے
کوی آنکھون مین ٹپتا ہی کوی دامن مین ہے

انقلاب ایسا دکھا ای لطف قاتل آج تو
زخم مین آئی جو ڈورا دیدۂ سوزن مین ہے

بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج
ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن مین ہے

خاطر صافی مین تیرے کسطرحسے آئیگا
وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہے

گدگدی ہونے لگی پائے نگاہ یار مین
فرش نظارہ جو اپنا دیدۂ روزن مین ہے

بعد مردن آرزوئین خاک سے پیدا ہوئین
میر الاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہے

خون روئے عمر بھر اغیار صورت دیکھکر
میرے زخمونکا نمک شاید ترے جوبن مین ہے

زخم کے دامن مین القاتل چھپیگا شرم سے
چشم کی صورت جو حلقہ جوہر آہن مین ہے

گل ہوا جب غنچہ شرم نو عروسی پھر کہان
شاہد رو پوش ہی جبتک کہ پیراہن مین ہے

بجھ گئی پر بھی یہ تخیل شمع دیکھو صبح تک
اشک کا خرمن لگن کی گوشۂ دامن مین ہے

ملگئی یہ خاک کسکی حسرت پابوس مین
اک بگولا سا مری گرد رم توسن مین ہے

اتحاد گیسو نے کردیا روشن ضمیر
کھل گیا صاف اوسپہ جو شکوا دل بدظن مین ہے

۳۲۰	باغ ہستی کی ہوا ای سیر پھر کیا ای نسیم ہوئیگا پژمردہ جو گل دہر کے گلشن مین ہے	۷

گشت نکر ادہر اودہر بیخبری جہانمین ہے
اپنے ہی دلمین غور کر دیکہ کہین مکانمین ہے

رات تمام کہو چکا نیند سے سیر ہو چکا
جاگ کہ خوب سو چکا کوس اجل فغانمین ہے

کس سے مثال تجکو دون غیر کہان جنکا نام لون
حال کہون تو تجکو کیا کہون قفل ادب زبانمین ہے

پاؤن بہت تہکا چکا شام کا قرب آچکا
دوڑ کہ وقت جاچکا تو بس کاروانمین ہے

دیکہ کہین دغا نہ ہو جسم سے جان جدا نہو
جلد سنبہل خطا نہ ہو تیر اجل کمان مین ہے

منزل گور تنگ ہے پای فراغ لنگ ہے
تجکو ابہی امنگ ہے اور ہی کچہ گمانمین ہے

۳۲۱	تجکو نسیم کیا ہوا دید جہان سے دل اوٹہا رنگ فریب جابجا ہر گل بوستانمین ہے	۱۱

نہین ہین اسلیے رنجہ او باہم کہین جو اونکی دہن نہین ہے
دہن تو ہی ہی یہ تنگ ایسا کہ جسمین جائے سخن نہین ہے

نہین ہین محتاج کچہ صبا کی یہانتک اب لاش گہل گئی ہی
کہ ہمکو کافی ہی نکہت گل کہ اسقدر بار تن نہین ہے

ہوی ہین اسدرجہ بی نشان ہم نہ جستجو سی ملین کسیکو
کہ ہین غبار صبا پریدہ کہین ہمارا وطن نہین ہے

ملے بہی ہمکو جو چادر شب تو لاغری سے نہ کام آتے
کفن جو ابہی اگر میسر تو کیا کرین ہم بدن نہین ہے

کرو نہ منت کشی عیسی اوٹہا و دست دعا اجل کو
شفا ہو مرہم سے جسکو حاصل وہ میرا داغ کہن نہین ہے

گرے چمن مین چمن سیر کو ہم تو یہ کہا دلنے بوستانمین
بہار گلشن کے کون دیکہی کہ بلبل نغمہ زن نہین ہے

جلا جو پروانہ اوسکی غم مین تو یاس شرط وفا کے باعث
وہ کون شب ہی جو اشک ہمسی شمع کا پر لگن نہین ہے

یہ رحم صیاد بہی ستم ہے کری خزان مین جو وا قفس کو
بہار دیکہیگی کسکی بلبل کہ اب وہ لطف چمن نہین ہے

عبث تکلف لبس فنا ہی لحد یہ بیچارگانکی ہمدم
ہمین تو کافی ہی بوی سبزہ جو چادر یاسمن نہین ہے

یہ جوش وحشت سے اندنون ہین کہ اپنی مایہ سی ہون رمیدہ
کہون جو خود کو غزال وحشی تو کوئی ایسا ہرن نہین ہے

۳۲۲	جو ہین نزاکت پسند عالم کہینگے بیشک وہ منصفی سے بہت ہین استادیون تو لیکن نسیم کا سا سخن نہین ہے	۵

ہم کہے دیتے ہین رحمت خوردہ ہر
دل کو حاضر ہی مگر پژمردہ ہے

تو ہی آتا ہے نہ آتی ہے قضا
دیکھتے ہین جسکو وہ آزردہ ہے

جسطرح جی چاہے رکھیں میرا دل
جانتے ہین وہ کہ مال مردہ ہے

منزل الفت مین رکھیں تو قدم
رستم و سہراب کا کیا گردہ ہے

۳۲۳	کون سنتا ہے تمہاری اے نسیم کسکو پاس خاطر افسردہ ہے	۹

سن لے یہ التماس مراد و ستانہ ہے
ہشیار ہو کہ تیر اجل کا نشانہ ہے

کبتک رہیگی مسند کمخواب زیر پا
کاہ خمیدہ یار ترا شامیانہ ہے

دنیا کے مخمصے ہین یہ فرزند و اقربا
بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے

اے عندلیب جان چمن جسم پر نہ پھول
ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے

انفاس مستعار پہ کیا اعتبار زیست
اکدم مین مثل موج صبا تو روانہ ہے

یہ جلوہ ہاے بوقلمون بے ثبات ہین
ہی زندگے طلسم جہان اک فسانہ ہے

رکتی نہین ہے باگ کسی شہسوار سے
ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے

کیا سرکشان دہر کے قصے نہین سنے
کیا ہو گئے وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہے

۳۲۴	کہنا تھا جو نسیم تجھے سب سنا چکے نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے	۷

مست کسقدر یہ نگاہ ساقی مستانہ ہے
گردش سر ہمکو مثل گردش پیمانہ ہے

اسقدر بیہودہ دیکھو عادت پیمانہ ہے
آشنا ہر لب ہے اور ہر اک سے بیگانہ ہے

جو سخن منہ سے نکلتا ہے مرے مستانہ ہے
ہر دہن مینای مے ہر لب لب پیمانہ ہے

اشک محرومی سے کیا امید رکھین بد نصیب
آب رحمت سے نہ ہو سرسبز یہ وہ دانہ ہے

پردۂ عصمت نہین ہوتا حسینونکا حجاب
شمع کا فانوس ہین یہ حسن معشوقانہ ہے

آجتک باقی وہی ہے مجھ مین تاثیر جنون
کھائی جس کتے نے ہڈی وہ سگ دیوانہ ہے

۳۲۵

ساکن مسجد کبھی گہ معتکف ہے دیر کا
ثلث و دین نسیم دہلوی رندانہ ہے

۷

گلے پر آج رکھکر تیغ قاتل نے اوٹھائی ہے
فقط دست اجل پر اب مری مشکل کشائی ہے

پھرا جاتا ہی قاتل کرکے وعدہ قتل کا مجھ سے
دوہائی ہے دوہائی ہے دوہائی ہے دوہائی ہے

لپٹ جاؤ وڑکر تو خود گلے سے تیغ قاتل کے
کدورت دور کرا دل اگر ذوق صفائی ہے

اثر ہاے فراق یار سے یہ حال پونہچا ہی
نہ تن سے جانکو او رجانکو نہ تن سے آشنائی ہے

نہیں حاصل ہے مطلق مزرع دنیا سے کچھ ہمکو
مگر کچھ دانہ ہائی اشک خجلت کے کمائی ہے

تہی ساغر ہی گردون خم ہوی جاتی ہی مینا کی
جہانسے آج تیری مست کا وقت جدائی ہے

نہ آئیگا نہ آئیگا وہ بالین پر عیادت کو
خدا جانے مری جانب سے کیا دلمین سمائی ہے

۳۲۶ | ولہ | ۱۰

کھلی ہے آنکھ جوش انتظار یار جانی ہی
بشکل دیدۂ زنجیر خواب پاسبانی ہی

لبونپر آچکا دم کوئی دم کی زندگانی ہی
چل اوٹھ او بیوفا پہلو سے اب کیون مہربانی ہی

لگا دون آگ اُف کرکے زمین وہ شعلہ زبانی ہی
بشکل شمع ساری جسم مین سوز نہانی ہی

کلام حضرت واعظ نصیب دشمنان باشد
اونڈیلو می پیو ساغر کہان پھر نوجوانی ہی

امنگین ہین طبیعت مین بہرہین مستیان مین
ہوی جاتی ہین آنکھین بند کیف نوجوانی ہی

عذاب غفلت قاتل سے رنج کشمکش مین ہون
مددا اے رگ بر تقصیر ذوق جانفشانی ہی

خبر کیا پوچھتا ہی ہمنفس کیونکر گذرتی ہی
جگر جلتا ہی دل بھنتا ہی شکونکی روانی ہی

ادا و ناز ایما چشم غمزہ گو وہ کوئی ہو
تعلق جس سے ہو جائی بلاے ناگہانی ہی

پسند آئی ہے اسد رجہ اذیت دوستی ہمکو
نظر مین دہوپ ہی دشت مصیبت کے سہانی ہی

۳۲۷

خیال میرزائی اہی نسیم دہلوی کبتک
تجھکو بڑھے ہوے اب رخصت لطف جوانی ہی

۴

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بہے
خیر کسے طرحسے شرماؤ بہے

آپ سے کے وعدون کو ہمارا سلام
دیکہہ چلے خوب اب جاؤ بہے

ہم تو اپنے صلح پہ موجود ہین
فیصلہ یار و کوئے ٹہیراؤ بہے

نقل کباب جگر سے کیجیے
کہاؤ میرے سر کی قسم کہاؤ بہے

۳۲۸ — ولہ — ۵

پہر وس کسے پہندے مین جا رہی ہین کہ جسکو پہندے مین جا چکے تہے
وہی مصیبت اٹہا رہی ہین جو مصیبت اٹہا چکے تہے

کہو جو بیجا بجا ہی مجکو سزا ہی جو نا سزا سے مجکو
کہ اونکا ناز وہ پڑا ہی مجکو جو مدتون تک رولا چکے تہے

جو اونکی خو تہی سو اونکی خو ہی جو گفتگو تہی سو گفتگو ہی
پہر اپنے پٹنی کی آرزو ہی جو ہر طرحسے مٹا چکے تہے

عدو کا مین ہون عدو مقرر برابر آکی ہوئی برابر
بہلا بدلتا نہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنے جما چکے تہے

۳۲۹

کسی سے کوئی نہ دل لگائے نسیم کیا کیفیت تباہی
وہی اب آنسو بہانے آئے لہو جو میرا بہا چکے تہے

۳

خوف مانع ہے ترا و ستم ایجاد مجہے
ورنہ سمجہاتی ہے کیا کیا مری فریاد مجہے

کیا کرون آنکہ سے زنجیر جنون کو دیکہون
چاہیے ہے ادب حضرت جلاد مجہے

ہاتہہ ہر وار مین چومین ہین تصدق ہوکر
یاد کرتا ہے پس از مرگ بہی جلاد مجہے

۳۳۰ — ولہ — ۴

ملا ہی دل بہی محبت سے داغدار تجہے
خدا نے آنکہ بہی دی ہی تو اشکبار مجہے

ہوا دو نیم مین تیغ دو نیم ابرو سے
دکہایا یار نے اعجاز ذوالفقار مجہے

ہوس یہ تہی کہ ہنسینگے سو اب رولاتا ہی
تبسم لب زخم دل فگار مجہے

عدم بہی ہوکے چہٹا مین نہ قید ہستی سے
بنایا کاہش غم نے میان یار مجہے

۳۳۱ — ولہ — ۵

کیے سجدے ہو ہی کافر نہ کچہ دلمین خدا سمجہے
ہمین بندہ بنایا ہی تو تمنے خدا سمجہے

کلام ناسزا ہے جو ہو اسز و سزا سمجھے	وہ گو تمنے کہا بیجا مگر ہم سب بجا سمجھے
نہ دشمن دوست ہون نہین اور نہ بیگانہ یگانہ ہون	جو وہ سمجھے تو کیا سمجھے تو یہ سمجھے تو کیا سمجھے
کہا مینے اوٹھا دو ہاتہ تم بھی میری مشکل پر	تو بولے ہمسے استدعا دعا کی مدعا سمجھے
حباب آسا کوی لحظہ ثبات عمر فانی ہی	جو عاقل ہو وفائی زندگانی بیوفا سمجھے

۳۳۲	وله	۹

مریجان رنج گھٹائیے قدم آگے اب بڑھائیے	ادھر آئیے ادھر آئیے ادھر آئیے ادھر آئیے
کھڑے کب سے ہم سر راہ ہین کہین مر حلکین تباہ ہین	ہدف خدنگ نگاہ ہین فی رآنکا ادھر بھی بلائیے
بھلا آنا آپکا کام ہے یہ غلط تمام کلام ہے	ابھی بس ہمارا سلام ہی کہین اور باتین بنائیے
تہ تیغ تیز ہی اک جہان کوی کشتہ ہی کوی نیمجان	جو ہو دریغ تو بہر ان کوی ہاتہ ادہر بھی لگائیے
کبھی مے سی منہ کو نہ موڑیے ہوس شراب نچھوڑیے	سر محتسب ہے نہ توڑیے جو کمال غیظ پر آئیے
یہ کمال لطف ہی ساقیا یہی ہی ہوس یہی مدعا	رہی ہوش سر نہ خیال پا اگر ایسی مے ہی تو لائیے
جو وفور چشم پر آب ہو تو جہان تختۂ آب ہو	ابھی نوح کا سا عذاب ہو اگر اشک چند بہائیے
وہ کہا عدو سے ہی مینے کیا کہ ہوی ہین آپ یون خفا	یہ غضب یہ جھوٹ یہ افترا مری سامنے تو بلائیے

۳۳۳	غزل ایسی کامل وزن سن متفاعلن متفاعلن ہی لسنیہم طاقت ہوش سن کوی شعر اور سنائیے	۳

نہ یون نیچے کیے گردن کو اپ چلیے	ذرا اونچے کیے چتونکو چلیے
ہجوم کشتگان اے جان بہت ہے	ذرا روکے ہوے توسن کو چلیے
تصدق ہونیوالے لپس نجائین	اوٹھائے ہاتہ سے دامنکو چلیے

۳۳۴	وله	۷

آجائے موت بلبل ناشاد کے لیے	تکلیف رحم بھی نہ ہو صیاد کے لیے
جاتے ہین جسطرف دل شوریدہ لیچلی	اب قید کیا ہی بندۂ آزاد کے لیے

عہد سکوت توڑ دیا ہجر یار نے
منہ کھولنا پڑا ہمین فریاد کے لیے

اے چرخ ڈھونڈ کر کوئی تسکین دلپذیر
رکھ چھوڑنا مری شب فریاد کے لیے

او ترے ملک فلک سے حسینونکی دید کو
کیا مرتے ہین حسن خداداد کے لیے

گھبرا گیا کشاکش ہستی سے اپنا دل
بھی ہمنے راستے عدم آباد کے لیے

۳۳۵

ہر رنگ مین نظیر تمھارا انھین نسیم
زیبا ہے رشک حاسد ناشاد کے لیے

۳

جو چوٹ ہو ادل تری خالی نہین جاتی
آخر کو وہی کی جو سنبھالی نہین جاتی

اللہ رے مکار خدا اب تجھ سے بچائے
رو نہین بھی چہرے کی بحالی نہین جاتی

جو بات نہ کہنے تھی وہی یار سے کہدی
اب تک بھی مری ہرزہ خیالی نہین جاتی

متفرقات

ہو زبان بند جو محشر مین مرا نام آئے
سوچ رکھنا کوئی افسون کہ وہان کام آئے

دیوانگی مین جب کہ ہر اک سے بگڑ گئے
زنجیر اہل درد تھی وہ پاؤن پڑ گئے

بھلا ہم اور کیا تکلیف دہ ایجاد بن ہوتے
کہا اپنا حال دل کہتی اگر تم مہربان ہوتے

قفس سے ایکدم ملتے اگر فرصت رہائی کے
چمن مین بیٹھ کر باہم شریک دوستان ہوتے

مغرور کو تسلیم کے پروا نہین ہوتے
توڑ ایسے بھی خم گردن مینا نہین ہوتے

مقتول خدنگ نگہ ناز کے آگے
کچھ عزت اعجاز مسیحا نہین ہوتے

بہت کچھ کر چکے تدبیر میرے
پھر اب وہ کیا کرین تقدیر میرے

خبر خود ہو رہے گی اونکو اے دل
کہ میرے ساتھ ہے زنجیر میرے

ملے رہتے ہین رُخ امان و گیسوے والور سے
تعلق ایکدن کو ہو گیا شام و سحر سے

خدا ہی جانے کیا گذری لحد مین تیری عاشق پر
کہ بوئی نو عروسی آتی ہے پھولونکی چادر سے

کام کیا نکلے کسی تدبیر سے
آدمی مجبور ہے تقدیر سے

روتی ہی حال پر وہ قتیلان یار کے
آنسو تو پوچھ دو کوئی شمع مزار کے

لے ابتو گالیان ہی تری بار کھا چکے
بس او زبان دراز بہت کچھ اوٹھا چکے

ایجان اب نہین ہوس مخلصی ہمین
وہ چہچہو نکے رنگ گلستانسے جا چکے

ایدل پھرا وسنے دوستی کے
او خانہ خراب پھر وہے سے گے

کیونکر ہوای وصل صنم دلسے جائیگی
عادت بگڑ گئی ہے یہ مشکل ہے جائیگی

رہتی نہین آغوش کبھی یار سے خالی
بھرتے ہی نہین جیسے کہ بازار سی خالی

مرقد مین جو دیکھا تو نکیرین ہین موجود
آغوش لحد بھی نہین اغیار سے خالی

یہ کرلے شرط تو اے یار پہلے
کہ ہوگا حشر سے دیدار پہلے

یہانتک نہے حریص نالہ بلبل
نکالے بیضے سے منقار پہلے

کیا جلوہ حسن خوش نما ہے
سبحان اللہ واہ وا ہے

بیٹھو بیٹھو یہ بیقرار ہے
کچھ خیر تو ہے یہ آج کیا ہے

کھلتے ہے جب آنکہ طول شب ہے
کٹتے نہین رات کیا غضب ہے

دلکو خیال کاکل عنبر شمیم ہے
ہر وقت مجکو مشق الف لام میم ہے

کس سخت جانکی ذبح سے بونہا ہی یہ گزند
ابرو کی یہ جو تیغ ہا لے دو نیم ہے

دنکو ہجوم نالہ وزاری شبکو فو آہ وفغان ہے
فائدہ کیا اس سے بند صبح لگ گئی تب لاج کہان ہے

نور دل مومن کسی ہندو مین نہین ہے
جو بات ہر عارض پر وہ گیسو مین نہین ہے

سمجھا مین جسے ڈھونڈھتی ہے نام نہ اونکا
پہلو مین نہین ہر مری پہلو مین نہین ہے

سیکڑون من سے بھی زنجیر مری بھاری ہے
واہ کیا شوکت سامان گنہگاری ہے

عذاب مرگ لحد کا فشار باقی ہے
بڑی بڑی خلش روزگار باقی ہے

جلا دو پھیا یت دو چاہو زمین مین دفن کرو
ہمارے بعد تمہین اختیار باقی ہے

مجھے غم ہی تجھی اے قبر راحت کے بجا لی ہے
تری آغوش بین بین ہم آن آغوش خالی ہے

وزر دیدہ نگاہونکے اشارے نہین اچھے | یہ ڈھنگ مرے یہان تمہاری نہین اچھے

آئیے سینے سے لپٹ جائیے | آج تو للہ نہ شرمائیے

لاؤ وہ خنجر تو اوٹھا دو ہمین | روز یہ کہتے ہو کہ مرجائیے

منہ سے ہٹاتے ہین اجبا کفن | دیکھنے ہو شکل تو جلد آئیے

کھلے جو مزاج بت مدہوش مین آئیے | سمجھینگے کسی روز اگر ہوش مین آئیے

دہوکا او نہین اشکون نے دیا شکل گہر کر | سنتا ہون گہر بنکے بنا گوش مین آئے

سمجھ کے تازہ خریدار گرم جوش مجھے | بلا رہے ہر نگاہ اجل فروش مجھے

لحاظ بیخبرے ہی اوٹھا تین سر کیونکر | بہت دنون سے نہین التفات ہوش مجھے

اوٹھا سکونگا نہ تکلیف پیرہن ہرگز | وبال برہنگی ہے لباس دوش مجھے

ہان کوئے تدبیر بتا دیجیے | دل تو دیا اب او نہین کیا دیجیے

ضد یہ نئی ہے کہ مرا لیکے دل | کہتے ہین ایک اور بھی لا دیجیے

کار دین یا فکر دنیا کیجیے | زندگی تھوڑی ہی کیا کیا کیجیے

چاک ہو خود وہ لباس ناتوان چاہیے | شب کا دامن صبح کا ہمکو گریبان چاہیے

مین تو خود وہ خاک ہون ظالم کہ میرے واسطے | اک ہوائے جنبش دامان مژگان چاہیے

جو پوچہین او نامہ بر تو کہنا تیرے شیدائی کی گفتگو ہے | خلاف وعدہ نہ ہو جیکا بہی فریب صبا دو قلی آرزو ہے

بہرے ہین ساقی منگا لی گالی تمام ہو سے ہین جہا لیے | ہوئی ہین شیشے کے زخم لئے شراب کا ہیکو ہی لہو ہے

مخمس بر غزل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر متخلص بہ خلیل

بوسہ دینے مین غضب لائیے گا | جہوٹ نہ سچ بول کے سمجھائیے گا

آج تو کہتے ہو کل پائیے گا | کل بہے منہ پہیر کے فرمائیے گا

آج گھر جائیے کل آئیے گا

سچ تو اغیار سے فرمائیے گا | جہوٹے فقرے مجھے بتلائیے گا

مین سمجھتا ہون جہان جائیے گا ۔ میرے گھر کا ہے کو آپ آئیے گا

خیر بندے ہی کو بلوائیے گا

غصہ او ترے گا تو غم کھائیے گا ۔ رنج تنہائی سے گھبرائیے گا

ابتو کیا ہو شمین جب آئیے گا ۔ میرا دل پھیر کے بچتائیے گا

ایسا جانباز کہان پائیے گا

مدتون لطف ہزارون دیکھے ۔ ایسے بیزار نہ تھے وہ پہلے

ابتو بگڑے ہین یہانتک ہمسے ۔ وصل مین کہتے ہین بیٹھے بیٹھے

آپ سایہ ہین لپٹ جائیے گا

چند ساعت مین نہی ہے سامان ۔ جسکا تھا دل مین تمہارے ارمان

لو پچھتے کیا ہو یہ ایجان جہان ۔ کسطرح ہجر مین جاتی ہے جان

دیکھنے سیر چلے آئیے گا

گر پڑے اشک جو بنکر اولے ۔ ہنسکے فرمایا کہ اچھا رو لے

جب کہ اندوہ کے دفتر کھولے ۔ سنکے حال شب فرقت بولے

کیجے کچھ اور بھی فرمائیے گا

روز کل کل ہے کہ کل آئیے گا ۔ گولنسے کل ہے یقین ہو جسکا

آجکل ڈھنگ تمہارا ہے نیا ۔ کل گئے آج ہے کل کا وعدا

جیسے کل آئے تھے کل آئیے گا

نہ ہلا ہل کہ ہمین جاے سے ۔ گو سے مرجانیکے رکھتے نہین شے

کسطرح رات کٹے گی ہے ہے ۔ دیکھیے جان پہ کیا بنتے ہے

آپ تو او ٹھکے چلے جائیے گا

پارسا بنکے جو آتے ہین آپ ۔ دب کہلا جال مین لاتے ہین آپ

ہمسے ظاہر یہ دکھاتے ہین آپ
چھپکے غیرون کو بلاتے ہین آپ

دیکھیے دیکھیے پچتایئے گا

جو کہ مشتاق دعا ہوتے ہین
کب وہ پابند حیا ہوتے ہین
منہ سے اقرار سدا ہوتے ہین
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین

ہان بجا سچ ہے ضرور آئیے گا

بوسہ دین آپ اگر ہین شاہد
پھر نہ مانگینگے خدا ہے شاہد
ہم ہین آزاد نہین کچھ زاہد
جیتے جی ہو جیے واحد شاہد

کچھ قیامت مین نہ کام آئیے گا

کس لیے گنتے ہو گھڑیان چھ سات
جانتے ہین کہ بہت کم ہے رات
جیمین چل دینے کی سوچی ہو گھات
ہم وہ ہین دلکے سمجھتے ہین بات

آپ کچھ منہ سے نہ فرمایئے گا

خیر بہتر ہے اب ایسا نہ سہے
ہر سحر گردش بیجا نہ سہے
یون ہی منظور تو اچھا نہ سہے
روز کے آنے کا وعدا نہ سہے

چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا

اندنون تمنے جو پرسش کم سے
آرزو ہے گلۂ بیہم سے
گو کہ تکلیف تو ہے کچھ دم سے
بات رہجاے مریض غم سے

دو گھڑے بیٹھ کے اوٹھ جایئے گا

جب پسند آے گا اچھا کہنا
تنگ سمجھوگے یہ بیجا کہنا
ورنہ ہو گا کبھی میرا کہنا
بڑھ گئے ربط تو پھر کیا کہنا

لاکھ بار آئیے گا جایئے گا

مثل خون گرچہ نہ بھلکے نکلے
پھر بہت رنج یہ سہکے نکلے

چند دن تن مین جورہ کے نکلے
روح قالب سے یہ کہکے نکلے
دل کسے اور سے بہلائیے گا

کون کس کس کا کرے گی نہ یہ آنکہ
کیا مرے جان کو لیگی نہ یہ آنکہ
رنج کیونکر مجہے دے گی نہ یہ آنکہ
بیٹ موڑے تو رہیگی نہ یہ آنکہ
ایک کروٹ مین بدل جائیے گا

یہ نسیم آپکا حیران ہے یہ
دین ہے یہ تو نہ ایمان ہے یہ
دشمن جان و جگر ہان ہے یہ
اسے خلیل افعی پیچان ہے یہ
زلف کو چہوکے خطا پائیے گا

ایضا

حکم پوچہینگے تو فرمائیے گا
آج چلمہ کو دے دیجائیے گا
رنگ اب اور ہی کچہ لائیے گا
کہیل مین جان پہ کہلوائیے گا
ہمکو شمشیر سے سر آئیے گا

سوزش غم سے شرر لپیر ہین
ڈہیلے آنکہو نکے نہین اخگر ہین
خشک لب تفتہ جگر مضطر ہین
تشنۂ آب دم خنجر ہین
تہوڑا پانی ہمین پلوائیے گا

پوچہتا کیون نہ پہرون مین ہر سو
کہ نہین عقل کو ملتا پہلو
سخت حیران ہون یہ کیا ہی جادو
تیغ بنجاتے ہین کیونکر ابرو
لاگ کچہ اسکے بتا جائیے گا

لو وہ دلکو مرے بہلاتے ہین
باتین تسکین کے کہ جاتے ہین
جب عیادت کو مری آتے ہین
نزع مین دیکہکے فرماتے ہین
ہم جلا لینگے جو مرجائیے گا

آتش شوق سے بھنتے ہین جو آپ
اب کسیکی نہین سنتے ہین جو آپ
سر کو اسطور سے دھنتے ہین جو آپ
تنکے اُس کوچے کے چنتے ہین جو آپ

چھاؤنے حضرت دل چھائیے گا

ڈھنگ دیکھو تو بت بدظن کے
ہین جو استاد وہ اپنے فن کے
شغل یاد آے ہین اب بچپن کے
وصل مین کہتے ہین بھولے بن کے

کسطرح ہجر مین مرجائیے گا

کیا ڈرے گرمی انفاس سے آپ
کس لیے دیکھتے ہین پاس سے آپ
ہٹ گئے دور جو یون یاس سے آپ
ہم بھی دل لای ہین سو اس سے آپ

مال مُردے کا نہ ٹھہرائیے گا

کشش عشق بلالے گی آپ
بیکسی حال دکھالے گی آپ
دل کے تاثیر بٹھالے گی آپ
جان کے میری منالے گی آپ

دم خفا ہو گا تو ڈر جائیے گا

عمر گذرے کہ پریشان ہے حال
کبتلک آئیگا نہ اے دوست خیال
لب نہین واقف تکلیف سوال
منتظر بیٹھے ہین مشتاق جمال

حشر کے روز تو بلوائیے گا

چپ کے بیٹھے ہوے دیکھا کیجے
آپ اتنا مرا کہنا کیجے
قصد ایسا تو نہ اصلا کیجے
لب شیرین سے نہ زندا کیجے

آج فرہاد سے لڑوائیے گا

اشک خون آٹھ پہر بہتے ہین
نہ سمجھنا کہ یہ چپ رہتے ہین
صبر کرتے ہین ستم سہتے ہین
وہین زخم بھی کچھ کہتے ہین

کان منہ پاس ذرا لائیے گا

رنگ اب اور طبیعت لائے
مین بھی تدبیر مین ہون سوائے
آگ غیرون نے بہت بھڑکائے
دولت وصل اگر ہاتھ آئے
میرے قسمت کی قسم کھائیے گا

شام کا وقت ہے اور کیف شباب
غور لازم ہے بس اسوقت جناب
چاہیے آنکھ مین کچھ مستے خواب
دیے نہ تکلیف خط جام شراب
بال پانے مین نہ پے جائیے گا

دست فیاض کہین رکتا ہے
رات دن باب عنایت وا ہے
مانگیے حوصلہ ہان جتنا ہے
اوسکے درگاہ مین کمتی کیا ہے
جو طلب کیجیے گا پائیے گا

اور افسانہ کہون آپ سے کیا
صبح تک شبکو رہا یہ جھگڑا
ایک نیا قصہ ہے سنیے تو ذرا
چشم تر نے دل سوزاں سے کہا
ہم برس لینگے تو گرمائیے گا

کون کہتا ہے کہ گھر رہیے آپ
بلکہ بیخوف و خطر رہیے آپ
ہان وہین آٹھ پہر رہیے آپ
غیر سے شیر و شکر رہیے آپ
ایکدن اسکا مزا پائیے گا

کیونجی تقصیر ہوے کیا ایسے
صاف کہیے کہ ہے اب ٹھہرے
جو شب و روز نظر ہے ترچھے
ترک کیجے گا سکونت دلکے
اپنے گھر مین نہ کبھی آئیے گا

ہے نسیم اب تجھی فرصت ہے قلیل
بسکہ ہین آپ طرحدار جمیل
لاوے ختم مضامین کے دلیل
کس عنایت سے وہ کہتے ہین خلیل
شام کو آج ضرور آئیے گا

ایضا

کچھ خبر دیتی ہی نسریا و عنادل باغمین
کوی ہوویگا شگوفہ آج ایدل باغمین
موت کا سامان ہی یہ رنگ محفل باغمین
زعفرانی پہنی ہے جوڑا وہ قاتل باغمین
ہنس رہے ہین گل برنگ زخم بسمل باغمین

دیکھ الفت کی اثر چل تو بھی ایدل باغمین
یہ تماشا یاد رکھنے کے ہے قابل باغمین
نام عاشق او س سے ہوتا تھا جو حاصل باغمین
آ کے فرماتا ہی وہ لیلی شمائل باغمین
بید مجنون کے تلے ٹھہرا و محمل باغمین

خوب گلگشت ہوی جام مے احمر پیے
تازہ ہوش جو کچھ ارادی تھے کیے
ای صبا خود رفتگی ہین بو ی گل کیا دیکھیے
چاہیے سیر چمن رنگین مزاجون کے لیے
ہمسے دیوانی ہین کب جانیکے قابل باغمین

کچھ دنون ہی سربلندی پھر وہی افتادگی
اپنے اپنے وقت پر ہر شی کو ہوتا ہی یہی
نخل عریان منتشر ہی ہو گئی ہر پنکھڑی
آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تھے
شور محشر بن گئے آہ عنادل باغمین

کیا خداوند ازل نی حسن کو بخشا فروغ
جلوہ گر ہوتی ہی اوسکی شمع کا گل تھا فروغ
خود نمائی پر جو آیا روی روشن کا فروغ
پرتو رخسار جانانسے بڑھا ایسا فروغ
چاندنی کو ڈھونڈتا ہی ماہ کامل باغمین

اسقدر طوفان اٹھا اسپ شنا ور ڈر گئے
باغبان چھپا و گلچین غرق ہو ہو مر گئے
حوصلے دریا دلیکے ٹھہر پاکر گئے
بحر اشک بلبل گریانسے جل تھل بھر گئے
خاک دیکھین شاہد گل لطف ساحل باغمین

لاکھ پھولونسے زیادہ ہین ہمارے دلکی داغ
دیکھتا ہی جب کبھی ہوتا ہی وہ گل باغ باغ
میری باعث منت گلچین سے ہی اوسکو فراغ
سیر گلشن سے ہی شگفتہ ہوگا کیا وہ خوش دماغ

بوی گل سے ہے مثل دود شمع محفل باغبین

دور سے تسلیم اونکو جو بنائین دنکو رات | صدقے او سر جائیے ایدل جو کہدین انکی بات
کیا بجا فرماتے ہین نواب والا خوش صفات | جانب ہر یک سبکو جو نکو کب ہے التفات

لیلی نکہت نہین محتاج محمل باغبین

تازگی پر ہے جو دور مشق تعلیم کہن | ہے دم نظارہ افسون خیز لطف انجمن
یادگار سامرے آتا ہے کون استاد فن | بنتے ہین جادو کے پتلے نوجوانان چمن

باغبان دیتا ہے آب چاہ بابل باغبین

ہے یقین تھوڑے سے عرصے مین ہوا ایسی چلے | کوئی پتونکو سمیٹے کوئی غنچون کو ملے
یہ مصیبت وہ نہین ایدل جو ٹالی سے ٹلے | دیکھیے کیا رنگ لائین گل خزانکی لو ملے

آج مرغان چمن بیٹھے ہین غافل باغبین

کیا بتائین حال دل اپنا تجھے ای چارہ گر | جو گذرتی ہے گذرتی ہے نپوچھ اسکی خبر
کرتے ہین برہم ڈرا کر جوش الفت کے اثر | یاد آتی ہے وہ کاکل زلف سنبل دیکھکر

سر پہ اک کالی بلا ہوتی ہے نازل باغبین

آرہی ہین آج غنچون کی صدائین ہوشیار | ہے کہین پیچ و خم کہین ایدل کھر چکا ہے اتار
گن رہی ہین ساعتین مرغان گلشن بار بار | کیا نوا ہی خارگن آکر الاپے گی بہار

بن گئے برگ شجر رشک جلاجل باغبین

آئی ہے فصل بہاری کہا ہین لالے نے گل | ہین گلابی پوش غنچے سرخ ہے پیالو نمین مل
بسکہ ہے رنگین مزاجی کا ہر اک رعنا کی غل | ملکے ہاتھونمین حنا کہتا ہے شوخی سے گل

پنجۂ مرجان کا ہے اثبات مشکل باغبین

صبر کرنیکے نہین باقی ہے اب تو دل مین جا کے | کیجیے ہمت بلا سے آگے جو قسمت دکھائے
ضعف شب کے بعد ہے بیدار کو جب نیند آئے | لے اڑین ہم شاہد گلشن کو گلچین جا بکھائے

عندلیبون نے یہ باہم کی ہی کونسل بائمین

واقعی ہے یہ مثل اکثر ہوا ہی امتحان   خوف حاکم سے عدو ہوتے ہین فدوی کہ مہربان
جو غلط یہ بات سمجھے دیکھ لے آکے یہان   عندلیب گل کی بہی مشاطہ ہی باد خزان

ہی جو ملک حسن کا وہ شاہ عادل بائمین

بعد مدت دیکھ کے آباد دولت گاہ حسن   صدقے ہونیکے لیے آئے ترقیخواہ حسن
ہو گئی تھے چاندنے فرش فروغ ماہ حسن   سیر کو آیا جو گلشن کیطرف وہ شاہ حسن

بنگئے شاخ گل تر دست سائل بائمین

ای نسیم اب دولت مضمون ہی سینے مین قلیل   عرض کر نواب سے ای ملک خوبی کے جمیل
آتش غم مثل ابراہیم گل ہو دلیل   وصل وہ رشک چمن گلگرییہ ہو خلیل

آرزو اک عمر کے ہو جائی حاصل بائمین

آفتاب چرخ عظمت ہون کہان ہی بے نظیر   ڈہونڈہتا ہون جابجا ملجای کوئی دستگیر
دیکھ چشم غور سے ای ہمدم روشن ضمیر   حسن ابیات و زیر و ربط مصراع فقیر

کیون نہو ایسی غزل پڑہنے کے قابل بائمین

قطعات تاریخ

قطعہ تاریخ بنای امام باڑہ حکیم یعقوب صاحب

سر عدو بتراش و لو بیس انچہ باند   دو نیم کن دل آنرا کہ سخت و سنگین است
چو نصف گشت بکن باز نصف نقش را   امام باڑہ بنا گشت سال او این است

قطعہ تاریخ بنای مسجد وصی علیخان صاحب

چون جناب وصی علیخان را   حق عطا کرد خلق و ہمت و جود
در سخاوت کریم ابن کریم   مثل او در جہان نہ ہست و نہ بود
شیعۂ پاک و جان نثار حسین   بندۂ خاص حضرت معبود

مسجد کهنہ از نظر بگذشت — بدل زر کرد و نو بنا فرمود
جلوه گر شد چو سجده گاه انام — گشت راضی رسول و حق خشنود
بہر تاریخ سال گفت نسیم — اہل دینی چه امر خیر نمود ۱۲۶۹

قطعہ تاریخ وفات جناب غفران مآب حاجی محمد مصطفی خان صاحب مہتمم مطبع مصطفائی

رحمت حق لاتعد بر روح آن مغفور باد — واقعی چون مصطفی خان اندرین عالم کجاست
عابد و پرہیزگار و باذل و حسن خصال — داشت این اوصاف باہم گر ولی گویم بجاست
شوق کعبہ ناگہان بیتاب فرمود ور لود — شد قدمبوسش برخصت پای عزمش سخت است
بعد چندی جان مشتاق جنان سرطان گرفت — با طیور عرش اعظم ہم مقام و ہم نواست
سال رحلت را چنین گفتا ہوا خواہش نسیم — آن زمین ہم آسمان کانجا قیام مصطفی است ۱۲۸۰

قطعہ تاریخ تولد فرزند محمد عبد الرحمن خان صاحب مہتمم مطبع نظامی

فضل حق پورے بخانصاحب بداد — سیم و زر بارید و ہر کس یافت مفت
دیده وا در بزم عشرت دوستان — مدعی را طالع بیدار خفت
خواست چون سال ولادت را نسیم — مہ جبین و خوبرو فرزند گفت ۱۲۸۱

قطعہ تاریخ طبع دیوان میرزا احمد العلی خان صاحب تخلص قبول

میرزا احمد علی خان قبول استاد وقت — طبع شد دیوان او تاریخ را گفتم بسی
صاد و دال و نون ہی ہی زی الف ہی یا و رے — چون نمود و جمع کاف و لام ہی شین واو بی
یکہزار و دو صد و ہفتاد و دو تاریخ شد ۱۲۷۲ — کردمش آغاز صاد و ختم آن بر دال فی

قطعہ تاریخ کدخدائی فرزند نواب شرف الدولہ بہادر

نیست در عالم کریم اکنون دگر — جان فدایت اے وزیر نامور
ختم شد جود و سخا بر ذات تو — چون مصیبت بر من خستہ جگر
ای خوشا وقتے کہ بعد از مدتے — رسم شادی آمده پیش نظر

تا ابد محفوظ نوشاه و عروس | بگذرد در خوشدلی شام و سحر
سال شادی عرض میسازد نسیم | با وزیبا صحبت شمس و قمر ۱۲۷۳

مثنوی تاریخ تولد فرزند ارجمند منشی نولکشور صاحب

زہے طالع منشی باکرم | ہمایون نژاد و مبارک شیم
درین سال فرخنده و نیک فال | خداداد پورے بآن خوش خصال
بمیلاد آن اختر پرضیا | پے سال کردم ز دل التجا
چنان در خیال سعید آمده | چه مهر درخشان پدید آمده

خاتمة الطبع

حمد بے نہایت ایسے سخن آموز ازل کو سزاوار ہی کہ جسنے دو حرف کن سے مطلع کونین کو موزون فرمایا اور نعت بے غایت ایسے افصح عرب و عجم کو لائق ہی کہ جسنے حشو اصنام سے بیت کعبہ کو خالی کیا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور منقبت بے شمار اون رکن رکین خلافت مربع نشین چار بالش امامت کو زیبا ہی کہ جو مانند چار مصراع رباعی کے باہم جیب و دامان تھے ہمیشہ نظم و نسق دین متین و بلند آوازگی شرع مبین مین عرق افشان تھے بعد حمد و نعت کے مژدہ چمن آرایان معانی کو نوید نخلبندان سخندانی کو کہ آجکل آبیاری لطف باری سے نسرین خیابان فکر متین گل سرسبد مقال رنگین آسعنے دیوان بلبل گلستان رنگین بیانی نغمہ سرای بوستان نکتہ دانی ہمپایۂ قدسی و کلیم جناب غفران مآب میرزا محمد اصغر علیخان صاحب دہلوی تخلص نسیم شاگرد حکیم محمد مومن خان اسکنہ اللہ فی فرادیس الجنان آبشار سنگ صنعت کارپردازان مطبع مصطفائی سے ماہ محرم الحرام سنہ ۱۲۷۱ ہجری مین بمرتبہ دوم شاداب ہو کر گلدستۂ بزم سخنوران جہان نکہت فروش مشام معنی پروران زمان ہوا فی الواقع یہ مختصر ایک حرف ہی دفتر کمال سے نقطۂ فرد ہی

دیوان خیال سے ہر چند اسکے مؤلف نے سعی بلیغ فرمائی لیکن تدبیر کام نہ آئی کہین سے
کلیات میسّر نہوا کسیطرح فراہم مجموعۂ ابتر نہوا یارون نے کمی کی نہایت بخل
طبیعتی کی بقول نسیم مصرعہ   غیر ممکن جمع ہو تا نکہت بادکا
ناچار اسیقدر جمع ہونے کو غنیمت سمجھے سرمۂ چشم بصیرت سمجھے تاریخین طبع کی
دوستون شاگردون نے موزون فرمائین خاتمے مین بسمت اندراج پائین *

از نتائج فکر اکمل الکملا میرزا مسلم صاحب شیرازی تخلص مبتلا

حمد اللہ طبع شد در مطبع شخص کریم
ابتدا دیوان استادِ سخن میرزا نسیم

بارک اللہ مرحبا از طبع گوہر زای او
لوحش اللہ سفتہ فکر او چہ خوش در یتیم

از سواد حرف شعرش دیدہ بینا بد ضیا
معنے مضمون او ہر جان بر تن عظم رمیم

دلبری تاریخ او پرسید گفتم مژدہ باد
طبع گردیدا اے نگارم تازہ دیوان نسیم
۱۲۸۵

قطعۂ تاریخ میر وزیر صاحب نور تخلص شاگرد میرزا محمد رضا صاحب برق

چھپا عمدہ جو دیوان نسیم دہلوی شاعر
ہوا سال بنائی طبع کا سر کو مری سودا

چمن میں جبکہ ہم میں جو پی گلگشت جا نکلا
صدا دی عندلیبوں نے کہ واہی نور فکر اچھا

طبیعت تھی جو آمادہ مری رنگین بیانی پر
تو اوراق گل تر پہ کیے اشعار کچھ انشا

گل مضمون چنے چنے جو گلزار معانی سے
گل تازہ دم فکر سخن ہاتھ آئین ہیں کیا کیا

شگفتہ صورت غنچہ ہو تاریخی کو یہ مصرع
کہا دل نے کھلا باغ نسیم دہلوی اچھا
۱۲۸۵

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر جناب منشی محمد امداد حسین صاحب صفیر تخلص رئیس فرخ آباد شاگرد حضرت سحر

طبع چون گردید دیوان نسیم خوش بیان
گرد مضمون دلاویزش فسون سامری

مصرع تاریخ او گفتہ صفیر خستہ حال
آئنہ شد گلشن فکر نسیم دہلوی
۱۲۸۵

از شاعر خوش بیان میرزا باقر حسین صاحب بلیغ تخلص ساکن فرخ آباد شاگرد منشی صفیر فرخ آبادی

بسکہ دیوان نسیم خوش فکر
بلبل طبع چہ سال اش جوئے

گوش کن حرف کہ گفت بہت بلیغ | گل گلزار مضامین گوئے ۱۲۸۵

طبعزاد منشی احمد حسین عرف منشی امیر اللہ صاحب تخلص تسلیم شاگرد رشید نسیم دہلوے

خدا کے فضل سے یہ انتخاب دفتر معنے | نہایت حسن سے چھپ کر قریب ختم آیا ہے
عجب جوبن ہے جدول پر عجب عالم ہے حرفوں پر | کہ ہر نقطہ دل ارباب معنی کا سویدا ہے
بیاض و سطر دونوں کا ہے اہل بینش میں | سپیدی ہے رخ سلمی سیاہی زلف لیلی ہے
تصور پا نہیں سکتا سراوج بلاغت کو | زمین شعر کو بھی آسمان گویا بنایا ہے
ادا شوخی نزاکت لطف حسن بندش مضمون | بتاؤں ہمنشیں کیا کیا کہ ان شعروں میں کیا کیا ہے
خیال آیا پئے تاریخ اے تسلیم جب مجکو | کہ اکثر یہ دل مضطر کا اپنے خاص شیوا ہے
سنا مصرع یہ استاد ازل کے منہ سے بے منت | چھپا دیوان کہ تصویر معانی کا سراپا ہے ۱۲۸۵

از نتائج افکار منشی اشرف علیصاحب تخلص اشرف شاگرد نسیم دہلوی

چو طبع گشت بفضل خدای بے ہمتا | کلام شاعر عالی وقار رشک کلیم
نمود فکر پے سال اول اشرف | خرد بگفت ریاض کلام پاک نسیم ۱۲۸۵

از نتائج افکار نواب محمد تقی خان صاحب تخلص افسر شاگرد نسیم دہلوے

طبع چون گردید این دیوان پاک | از کرمہاے خداوند کریم
فکر افسر از پے تاریخ آن | گفت زیبا گلبن باغ نسیم ۱۲۸۵

از نتائج افکار شیخ فدا علیصاحب تخلص عیش شاگرد رشید جناب میر کلو صاحب تخلص بعرش

چھپا دیوان نسیم موجد طرز فصاحت کا | کہ جو تھی غیرت فردوسی و سعدی و خاقانی
ہر اک مصرع غزل کا سرو گلزار معانی ہے | بہار طبع رنگین سے خجل گلہای بستانی
نئے مضمون نئے معنی نئی بندش نئی تقطیع | سراپا ہر غزل تصویر ہے کہتا ہے یہ مانی
حروف معجمہ میں عیش نے تاریخ یوں لکھی | چھپا کیا ہی کلام فیض گلشن استاد لاثانی

گہر ریزی کلک گوہر سلک منشی گوبند پرشاد صاحب تخلص فضا شاگرد منشی بنڈولال صاحب تخلص بہ زار

طبع شد چون کلام بلبل ہند | ازعنایات بے نیاز قدیم
سال طبعش فضا چنین بنوشت | بس شگفتہ گل بہار نسیم

ازشاعر بے نظیر منشی جوالا شنکر صاحب تخلص امیر شاگرد نسیم دہلوی

چھپ چکا فضل خدا سے آج ارشاد نسیم | جسکا ہر مصرع ہی رنگینی میں لعل بے بہا
روی اندیشہ سے بہر سال تاریخ ای امیر | مطلع خورشید ہی ہاتف نے مجھسے یہ کہا

رنجیۂ خامۂ فیض شمامہ حکیم فخر الدین حسین صاحب تخلص فخر شاگرد تسلیم

جب یہ مرقع شعر کا تیار چھپ کر ہو چکا | خوبی کو جسکی دیکھکر رنگ اوڑ گیا مانی کا ہی
کی جستجو تاریخ کی یون فخر نے مصرع لکھا | آیدل چھپا دیوان یہ ہمفکر خاقانی کا ہی

ازطبعزاد شیخ محمد حسین صاحب تخلص ملال شاگرد نسیم دہلوے

ہوا طبع دیوان استاد کا | جسے لکھے ہیں اہل فن مستند
لکھو سال تاریخ تم ای ملال | چھپا دفتر بے مثال ابد

ازفکر سخن سنج خوش بیان مرزا اصغر علی بیگ صاحب تخلص گوہر شاگرد نسیم دہلوی

چھپا جب دیوان راحت فزا | نسیم سخن سنج آزاد کا
لکھا کلک گوہر نے مصرع سال | نتیجہ یہ ہے فکر استاد کا

نتیجۂ فکر میر عطا حسین صاحب نیر تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

واہ کیا خوب یہ چھپا دیوان | جس سے روشن ہوا چراغ نسیم
طبع کا سال اسکے اے نیر | کہیے دیوان ہے یا کہ باغ نسیم

نتیجۂ فکر حسین مرزا صاحب ثریا تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

اسے ثریا نہیں کلام نسیم | نور آئینۂ ضمیر ہے یہ
لکھہ یہی اسکے طبع کی تاریخ | واہ دیوان بے نظیر ہے یہ

تمام شد در مطبع مصطفائی واقع محلہ مخموم نگر زیر اکبری دروازہ متصل آغا میر شہر لکھنؤ

اطلاع این دیوان کا حق تالیف مؤلف نے صاحب مطبع مصطفائی کو بخشا ہے اور بلا اجازت کوئی صاحب قصد چھاپنے کا نہ کریں